قصائد خاقانی

معہ مقدمہ

مرتبہ
حافظ جلال الدین احمد جعفری
ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لندن)

قصائد حکیم خاقانی

معہ مقدمہ

یعنی

حسان العجم افضل الدین خاقانی شروانی کے

حالات زندگی اور اُن کے کلام پر

نقد و تبصرہ

اور

قصائد کا انتخاب

جس کو

جناب حافظ جلال الدین احمد جعفری زینبی

ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لندن) نے

مرتب کیا

عبدالواسع جعفری کے اہتمام سے

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد میں چھپا

قیمت فی جلد عہ

فہرست مضامین مقدمہ وقصائد خاقانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ بر قصائد خاقانی

تمہید

اقسام نظم میں قصیدہ سب سے ضروری نظم ہے۔ قدما میں کمال شاعری کا دار مدار محض قصیدہ گوئی پر تھا۔ جو شاعر اس صنف پر جسقدر زیادہ قدرت رکھتا تھا اُسی قدر شاعری میں اُسکا مرتبۂ کمال زیادہ سمجھا جاتا تھا۔ چھٹی صدی ہجری میں جو قُدما کے دور کا آخری زمانہ ہے۔ قصیدہ گوئی کی ترقی معراج کمال پر پہنچ چکی تھی۔ اُس زمانہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ کامل اساتذہ کا جس کثرت سے مجمع تھا اس کی نظیر آجتک نہیں مل سکتی۔ اُس زمانہ میں شاعر کے لئے صرف یہی ضروری نہ تھا کہ وہ فن شاعری میں کمال رکھتا ہو۔ بلکہ اُس کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ دیگر علوم متداولہ میں بھی پوری دستگاہ رکھتا ہو۔

جو لوگ شاہی خدمات پر مامور تھے مثلاً ندیم - وزیر - امیر وغیرہ - حتےٰ کہ حاجب ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو حکیم یا فاضل یا کسی فن میں کامل نہ ہو -

وُزرا و اُمرا جن لوگوں کو شاہی خدمات کے لئے پیش کرتے تھے پہلے خود اُس کی استعداد کا اندازہ کر لیتے تو پیش کرتے - اور خود سلاطین بھی قابل اور اکثر اُن میں شاعر بھی تھے - اور شعرا کی قدر کرتے تھے - ان سلاطین میں سے آلِ سلجوق کے درباری شعرا کی تعداد سب سے زیادہ تھی -

اتابکان فارس کے شعرا میں ظہیر الدین فاریابی - نظامی گنجوی - اور خوارزم شاہی میں رشید الدین وطواط - اور شاہان شرواں میں منوچہری دامغانی خاقانی شروانی - خواقین سمرقند میں امیر عمق غزنویہ میں حکیم سنائی -

ان شعرا میں حکیم انوری - ظہیر فاریابی - حکیم خاقانی - نظامی گنجوی کو جو شہرت حاصل ہوئی وہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی -

باوجودیکہ دنیائے شاعری میں خاقانی بڑی عزّت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے - مگر تذکرہ نویسوں نے اُس کے حالات لکھنے میں بہت کوتاہ قلمی سے کام لیا ہے - خصوصاً علامہ شبلی نے تو شعر العجم میں مشاہیر شعرا کی فہرست میں ان کا نام بھی نہیں لکھا - اس لئے ان کے قصائد - قطعات اور مثنوی

تحفۃ العراقین سے ان کے حالات اخذ کر کے لکھے جاتے ہیں۔ میں اپنے مکرم عنایت فرما جناب قاضی ممتاز حسین صاحب جے پوری کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انھوں نے اس خدمت میں مجھے بہت مدد دی۔

حکیم خاقانی کے حالات

ابراہیم نام۔ افضل الدین لقب۔ ابی بُدیل کنیت۔ خاقانی تخلص تھا۔ یہ ۵۰۰ھ میں پیدا ہوا۔

خاقانی ابھی بچہ ہی تھا کہ باپ نے اس کو اپنے سایہ عاطفت سے جدا کر دیا۔ اُس کے چچا عمر ابن عثمان نے سات برس تک تعلیم و تربیت کی۔ علم لغت۔ ریاضی۔ فلسفہ اور فن شاعری میں اُس کو ماہر کر دیا۔ جب خاقانی فن شاعری میں کامل ہو گیا تو اُس کے چچا نے اُس کو حسان العجم کا لقب عنایت فرمایا۔

خاقانی ۲۵ برس کا تھا کہ اُس کے چچا کا انتقال ہو گیا۔ چچا کے مرنے کا اُس کو سخت رنج ہوا۔ اُس کا چچازاد بھائی امام وحید الدین عثمان جو اُس کا ہمسبق تھا اور طب۔ نجوم۔ حکمت۔ علم الٰہی صرف و نحو وغیرہ میں اس سے بہت قابل تھا اُس کے ساتھ رہنے لگا۔

خاقانی کو جوانی ہی میں تصفیہ باطن کا خیال آیا تو ملک السادات

امام شرف الدین محمد ابن مظہر علوی کے خدمت میں حاضر ہوکر ریاضات و مجاہدات کرکے تصفیہ باطن حاصل کیا۔

ابوالعلاء گنجوی شاہ شروان خاقان کبیر جلال الدین اختستان منوچہر کے دربار میں ملک الشعرا تھا اور بڑی شان و شوکت اور قدر و منزلت رکھتا تھا۔ خاقانی نے شاعری ابوالعلاء گنجوی سے سیکھی تھی۔ ابوالعلا خاقانی پر نہایت مہربان تھا۔ اُس نے اپنی لڑکی کا نکاح اُس کے ساتھ کردیا۔ اسی کی وساطت سے خاقانی کی خاقان کبیر کے دربار میں رسائی ہوئی تھی۔

جب خاقانی کو جاہ و ثروت حاصل ہوئی۔ اور دور دور اُس کی شہرت ہوئی تو اُس کو غرور ہوگیا۔ وہ اپنے محسن اور شفیق اُستاد کے احسان کو بھول گیا۔ اُن سے بے التفاتی کرنے لگا۔ ابوالعلا کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ اور اُس نے خاقانی کی ہجو کہی۔ خاقانی اُن اشعار کو سن کر بہت ہی چراغ پا ہوا۔ لیکن ابوالعلا اُستاد تھا۔ محسن تھا۔ کیا کر سکتا تھا۔ چند اشعار لکھ کر اُستاد سے معافی مانگی۔ مگر ابوالعلا کا غصہ اور بڑھا۔ اور اُس نے خاقانی کی پھر ہجو کہی۔ اب خاقانی کو بھی تاب نہ رہی اُس نے بھی اُستاد کی ہجو لکھی۔ اُس وقت سے خاقانی کے دل میں اُستاد کی طرف سے ایسی کدورت ہوگئی کہ آخر عمر تک نہ گئی۔

خاقانی کی طالب علمی کا زمانہ تھا کہ شرواں میں سخت قحط پڑا۔ خاقانی نے عراق جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ شرواں سے روانہ ہوا۔ قہستان ہوتا ہوا عراق پہنچا۔ بادشاہ شکارگاہ میں تھا۔ یہ شاہی لشکرگاہ میں گیا۔ اور کئی روز تک اس جستجو میں سرگرداں رہا کہ کسی شاہی مقرب سے ملاقات ہو جائے تو اُس کے ذریعہ سے شاہی دربار میں رسائی ہو جائے۔

ایک روز شام کو یہ لشکرگاہ میں چکر لگا رہا تھا کہ جمال الدین موصلی سے ملاقات ہو گئی۔ جمال الدین موصلی شاہِ عراق کے دربار میں صدالوزرا تھا۔ اور اتنا معزز و محترم سمجھا جاتا تھا کہ شاہِ عراق اُس کو اپنا باپ اور خلیفہ اور اپنا بھائی کہتا تھا۔

جمال الدین موصلی اور خاقانی میں جو گفتگو ہوئی اُس کو خاقانی نے تحفۃ العراقین میں اس طرح نظم کیا ہے ؎

گفتا چہ کسی؟ و چیست نامت؟ | اصلت زکجا؟ کجا مقامت؟
گفتم متعلمے سخنداں | میلادِ من از بلادِ شرواں
بودم چو خلیل عہد اول | فرزند درو گرے معطل
در غارِ بلا گزیدہ آرام | انگشتِ خرد مزیدہ مادام
در بتکدۂ ہوا رسیدہ | برہم زدہ ہر بتے کہ دیدہ
در بند نجوم چاہ ماندہ | ہذا ربّی خطاب راندہ

پس کردہ بروے قبلۂ راز　　اِنّی وجہّت وجہی آغاز

رشک آمدہ چرخ راز حالم　　افگندہ بدوزخِ و بالم

پس چشمۂ لطف برگزشتہ　　واں دوزخِ من بہشت گشتہ

پس ساختہ از پئے منازل　　در وادیِ عشق کعبۂ دل

واخر ز براے قرب یزداں　　فرزندِ ضمیر کردہ قرباں

گفتا بعراق چوں فتادی　　زاں ناحیہ چوں بروں فتادی

گفتم کہ دراں دیارِ پرشور　　ناں شیریں بود و آبہا شور

آں خطّہ بدستِ قحط اسیر است　　جالیش نہ محلّ دلپذیر است

پیراہنش آبہاے ناخوش　　بالاش مظلہاے آتش

از صنعتِ چرخ دوستِ گردش　　دوزخ ز برد جحیم گردش

غافل چہ کند سواد خضراش　　آں شہر کہ دوزخ است بالاش

بختم سفرِ عراق فرمود　　زاں آب وہواے قحط فرسود

چوں راہِ عراق در کشیدم　　نعمتکدۂ بہشت دیدم

می پویم تا بجوار درگاہ　　بربوے قبول حضرتِ شاہ

پروانۂ خویش کن پناہم　　تا راہ دہد ببارگاہم

کاں بارگہ از چہ معجز آرد　　دارو ہمہ چوں منے ندارد

گرچہ ز حد ثنا است برتر　　نگریزدش از چو من ثنا گر

اس کے بعد ملک الوزرا نے خاقانی کو نصیحت کی اور سمجھایا کہ ہمارا بادشاہ بڑا دقیقہ رس اور خوردہ شناس ہے تو ابھی نو آموز طالب علم ہے۔ تیرا وہاں تک پہنچنا دشوار ہے۔ ابھی اور علم حاصل کرنا چاہئے۔ تاکہ یہ خامی دور ہو جائے۔ جب پختہ ہو جائے اُس وقت عراق کی طرف آنا۔

خاقانی نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اتنا لمبا سفر کیا۔ جہاں قحط پڑ رہا ہو وہاں خالی ہاتھ کیا جاؤں۔ اگر لوگوں نے پوچھا کہ تو نے خواجہ سے کیا پایا تو کیا جواب دوں گا۔ ناکام لوٹا تو یہی کہنا پڑے گا کہ خواجہ منحوس تھا۔ اُس نے کچھ نہ دیا۔

اُس پر ملک الوزرا نے خاقانی کو ایک انگوٹھی دی۔ جس پر اسم اعظم کندہ تھا۔ اور ہدایت کی کہ تو اس انگوٹھی کو نہ کسی کو دینا نہ بیچنا۔ اپنے ہی پاس رکھنا۔

خاقانی کہتا ہے کہ میں نے وہ انگوٹھی لے لی۔ ملک الوزرا کا شکریہ ادا کیا۔ اور اُس کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور انگوٹھی لیکر عراق سے لوٹا۔ اور قہستان ہوتا ہوا دانشہر میں آیا۔ وہاں سے شروان پہنچا۔ اس انگوٹھی کے اثر سے بخار جاتا رہتا تھا۔ اور بچہ آسانی سے پیدا ہوتا تھا۔

جب اس انگوٹھی کی شہرت ہوئی۔ اور یہ خبر خاقان کبیر تک پہنچی۔ تو اُس نے فوراً قاصد بھیجا۔ اور انگوٹھی طلب کی۔ خاقانی نے انگوٹھی

دینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ بادشاہ کو انصاف کرنا چاہئے۔ زبردستی کسی سے چیز چھیننا سراسر ظلم ہے۔ بادشاہ نے کہلایا کہ اس کی قیمت تو مجھ سے جو مانگے گا میں دوں گا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شہر مانگے گا تو اس کے بھی دینے میں تامل نہ کروں گا۔

خاقانی نے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ یہ مال وقف ہے مجھے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ میں اس کو دوں یا فروخت کروں۔

خاقانی کہتا ہے کہ میں جب اس انگوٹھی کو پہن لیتا تو میری بہت قدر کی جاتی۔ چہرہ کی زردی اور دل کی کمزوری اس سے دور ہو جاتی۔ میں اس کو کبھی عمامہ میں کبھی جیب میں اور کبھی اپنے گھر کے کسی گوشہ میں رکھتا جب انگوٹھی کو اپنے پاس سے علیحدہ کرتا تو بدحواس سا رہتا۔ خیالات فاسدہ کا غلبہ ہوتا۔ حرص و طمع بڑھ جاتی۔ سلاطین و اُمرا کی مدح سرائی کی رغبت پیدا ہوتی۔ اور میں روزی کی طلب میں دربدر مارا پھرتا۔

آخر میں ایک رات کچھ غور و فکر میں تھا کہ یکایک مجھے دنیا سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اور میں مست وحدت ہو گیا اور ہفت طبق مجھ پر روشن ہو گئے صبح کا وقت تھا کہ حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ اُنھوں نے خوش ہو کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ میں نے اُن کے سامنے پیشانی زمین پر رکھ دی مجھے خیال آیا کہ یہ انگوٹھی حضرت خضر کو نذر کر دینی چاہئے میں فوراً ہی

انگوٹھی لایا۔ میں نے اُن کے قدموں کو چوما۔ اور وہ انگوٹھی اُن کے نذر کر دی۔ اُنھوں نے پوچھا کہ یہ انگوٹھی کہاں سے تیرے ہاتھ لگ گئی۔ میں نے عرض کیا کہ عراق گیا تھا۔ وہاں خواجہ جمال الدین موصلی نے مجھے یہ انگوٹھی عنایت فرمائی۔ حضرت خضر نے مجھے ایک اور انگوٹھی دی۔ اور فرمایا کہ اس کو بائیں ہاتھ میں پہننا اور اُس کو داہنے ہاتھ میں۔ میں نے حضرت کا شکریہ ادا کیا۔

خاقانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ حضرت یہاں آپ کے قدم رنجہ فرمانے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ کل رات کو کوہ لبنان پر میں ایک دعوت میں شریک تھا۔ وہاں قطب۔ غوث۔ ابدال۔ اوتاد وغیرہ سب جمع تھے۔ ایک سالک نے تیرے اشعار پڑھے۔ اُس سے لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی۔ میں نے بھی عمامہ کے ٹکڑے کر ڈالے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ شاعر کہاں کا رہنے والا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ شروان کا۔ اس کو نعت خواں خاقانی کہتے ہیں۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ ایسا قابل اور دنیاوی تعلقات میں گرفتار۔ اے خضر! آپ تشریف لیجائیں۔ اور اُس کو نصیحت کریں۔ میں صرف اسی وجہ سے آیا ہوں۔

اے خاقانی تو گوش ہوش سے ان نصیحتوں کو سن۔ سب نصیحتوں سے

بہتر یہ نصیحت ہے۔

"زمانہ زہر قاتل ہے تو اس کو شہد نہ خیال کر۔ اس سے بچتا رہ۔ صبح کی بہار اور شام کا حسن تجھے فریب میں نہ ڈالدے۔ رات زنگی سیاہی ہے اور دن سپید دیو۔ یہ دونوں تیری تخریب میں ہیں۔ تو ان دونوں سے ہوشیار رہ۔ اُس شخص پر افسوس ہے جس کو آسمان عیش و خرّمی کی خوشخبری سناتا ہے اور وہ اُس کے فریب پر ایسا فریفتہ ہے کہ اسرار الٰہی کے دریافت سے باز رہتا ہے۔ دنیا کے جھگڑوں میں ایسا پھنستا ہے کہ خواہشات جسمانی ہی میں اپنی عمر عزیز کو برباد کر دیتا ہے۔ جو لوگ اِن زخارفِ دنیاوی میں گرفتار ہیں وہ نقصان اور فساد کے سوا کچھ نہ پائیں گے۔"

خاقانی کہتا ہے کہ جب حضرت خضر نے میرے دل کو وعظ و نصیحت سے گرمایا تو شرم سے میری نظر نیچی ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت خضر سے میں نے ہمت سے علمی سوالات کئے۔ حضرت خضر نے فرمایا کہ یہ سب شیطانی باتیں ہیں اس کو چھوڑ دے۔ خدا اور رسول کے احکام میں غور کر۔ اور روح کی ترقی کی فکر کر۔

خاقانی نے ۱۶ برس کی عمر سے پہلے شعر کہنا شروع کیا تھا۔ اسی عمر میں اُس کو دربار شاہی میں رسائی ہو چکی تھی۔ اُس نے اپنے بچپن ہی میں ابوالفتح فخر الدین شروان شاہ منوچہر کی تعریف میں یہ قصیدہ کہا تھا۔

صفتے است حسن او راکہ بوہم درنیاید　　روشے است عشق او راکہ بگفت درنیاید

اُس کے بعد ابوالفتح کا بیٹا خاقان کبیر جلال الدین اختستان شروان کے تخت سلطنت پر بیٹھا۔ خاقانی اُس کی تعریف میں کہتا ہے۔

میوۂ دولتِ منوچہر است　　اختستان افسرِ کیانِ ملوک

خاقان کبیر خاقانی کی نہایت عزت کرتا تھا۔ جس نے حکم دیا تھا کہ خاقانی کو ہر قصیدہ پر ہزار اشرفیاں انعام دی جائیں۔ اور وقتاً فوقتاً جو انعامات ملتے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔

خاقانی نے اپنے عمر میں دو بار حج کیا۔ پہلا حج ۲۰ برس کی عمر میں۔ دوسرا پچاس برس کی عمر میں۔ چونکہ خاقان کبیر اُس کو بہت عزیز رکھتا تھا یہ نہ چاہتا تھا کہ وہ مجھسے ایک دم کے لئے بھی جدا ہو۔ اسی لئے اس کو حج کے لئے اجازت لینے میں دونوں بار دقت ہوئی۔ دوسرے حج میں جب بادشاہ نے اجازت نہ دی تو اُس نے شاہی ملازمت ترک کرنی چاہی۔ بادشاہ نے منظور نہ کیا تو بھاگا۔ گرفتار کر کے قید کر دیا گیا۔ ۷ ماہ قید میں رکھا۔

خاقانی نے اپنے اس مشہور نعتیہ قصیدہ میں اپنے پہلے اور دوسرے دونوں حج کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ہر صبح سر ز گلشنِ سودا برآورم　　از صور آہ بر فلک آوا برآورم
امسال اگر ز کعبہ مرا باز داشت شاہ　　زیں حسرت آتشے ز سویدا برآورم

گر بخت باز بر درِ کعبہ رسانَدم — تکبیرِ ایں فریضہ بہ بطحا بر آورم
سی سالہ قرض بر درِ کعبہ کنم قضا — کا حرام و حج و عمرہ مثنّا بر آورم

خاقانی نے یہ مشہور قصیدہ بھی حالت قید میں لکھا ہے ؎

صبحدم چوں کِلّہ بندد آہ دود آسائے من — چوں شفق در خوں نشیند چشمِ شب پیمائے من

خاقانی فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ گیا۔ اور روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔ حضور کے مزار مبارک کے سرہانے کی خاک خاقان کبیر کے لئے لایا۔ جسکا ذکر اس قصیدہ میں کرتا ہے ؎

صبحوارم کافتابے در نہاں آوردہ ام — آفتابم کز دمِ عیسےٰ نشاں آوردہ ام
یعنی امسال از سرِ بالیں خاکِ مصطفےٰ — خاکِ مشک آلود بہرِ حرزِ جاں آوردہ ام
خاکِ بالینِ رسول اللہ ہمہ حرزِ شفا ست — حرزِ شافی بہرِ جانِ ناتواں آوردہ ام
وقفِ بازوے من است ایں حرزِ نفرو شم بکس — گرچہ زاول نام وادن بر زبانِ آوردہ ام

جب خاقانی حج سے واپس آیا تو ایک قصیدہ تہنیت عید میں خاقان کبیر کی بارگاہ میں پیش کیا جس کے ہر بیت میں لفظ عید کے لانے کا التزام کیا ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

رخسارِ صبح رانگر از برقعِ ازرش — کز دستِ شاہ جامۂ عید است در برش

خاقانی نے قید میں جو سختیاں اُٹھائی ہیں اُن کا ذکر ان قصائد میں پورے طور سے کیا ہے۔

۱۔ فلک کج رو تر است از خطِ ترسا — مرا دارد مسلسل راہب آسا

۲۔ ہر صبح سر ز گلشن سودا بر آورم — وز صور آہ بر فلک آوا بر آورم

۳۔ ہر صبح پائے صبر بدامن در آورم — پہ کارِ عجز گردِ دل و تن در آورم

۴۔ صبحدم چوں کلہ بندد آہ دود آسائے من — چوں شفق در خوں نشیند چشم شب پیمائے من

۵۔ راحت از راہِ دل چساں برخاست — کہ دل اکنوں ز بندِ جاں برخاست

خاقانی کی بادشاہ کی ماں کی سفارش سے قید سے رہائی ہوئی وہ قید سے رہا ہوتے ہی عراق کی طرف روانہ ہوگیا۔ رے پہنچا۔ ارادہ کر رہا تھا کہ خراساں ہو جائے۔ یکایک شاہ اخستاں کا فرمان پہنچا کہ خاقانی کو رے میں روک لیا جائے۔ خراساں نہ جانے پائے۔ جب یہ حکم خاقانی کو سنایا گیا تو اُس کو سخت غصہ آیا۔ اُسی غصہ میں قصیدہ لکھا ؎

بخراساں شوم انشاء اللہ — آں رہ آساں روم انشاء اللہ

چہ نشینم بو با خانۂ رے — بخراساں روم انشاء اللہ

عندلیبم چہ کنم خارستاں — بہ گلستاں روم انشاء اللہ

خاقانی ۳۰ سال سے اصفہان کے اکابر و عمائد سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے ؎

مدتِ سی سال است کز سرِ اخلاص — زندہ چنیں داشتم وفائے اصفہان

جمال الدین موصلی۔ وزیر شاہ اصفہان۔ صدر الدین۔ علی اصغر۔

گر بخت باز بر درِ کعبہ رساندم | تکبیرِ ایں فریضہ بہ بطحا برآورم
سی سالہ فرض بر درِ کعبہ کنم قضا | کا حرام و حج و عمرہ مثنا برآورم

خاقانی نے یہ مشہور قصیدہ بھی حالت قید میں لکھا ہے ؎

صبحدم چوں کلّہ بندد آہ دود آسائے من | چوں شفق در خون نشیند چشم شب پیمائے من

خاقانی فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ گیا۔ اور روضہ اقدس پہ حاضر ہوا۔ حضور کے مزار مبارک کے سرہانے کی خاک خاقان کبیر کے لئے لایا جسکا ذکر اس قصیدہ میں کرتا ہے ؎

صبحوارم کافتابے در نہاں آوردہ ام | آفتابم کز دمِ عیسےٰ نشاں آوردہ ام
یعنی امسال از سرِ بالیں خاک مصطفےٰ | خاک مشک آلود بہرِ حرزِ جاں آوردہ ام
خاکِ بالینِ رسول اللہ ہمہ حرزِ شفا ست | حرزِ شافی بہرِ جانِ ناتواں آوردہ ام
وقفِ بازوے من است ایں حرزِ نفرو شم بکس | گرچہ زاول نام دادن بر زبانِ آوردہ ام

جب خاقانی حج سے واپس آیا تو ایک قصیدہ تہنیت عید میں خاقان کبیر کی بارگاہ میں پیش کیا جس کے ہر بیت میں لفظ عید کے لانے کا التزام کیا ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

رخسارِ صبح رانگر از برقعِ ازش | کز دستِ شاہ جامۂ عید است در برش

خاقانی نے قید میں جو سختیاں اُٹھائی ہیں اُن کا ذکر ان قصائد میں پورے طور سے کیا ہے۔

۱۔ فلک کج رو تر است از خطِ ترسا | مرا دارد مسلسل راہب آسا
۲۔ ہر صبح سرز گلشن سودا بر آورم | وز صورِ آہ بر فلک آوا بر آورم
۳۔ ہر صبح پائے صبر بدامن در آورم | پر کارِ عجز گردِ دل و تن در آورم
۴۔ صبحدم چوں کلہ بندد آہ دود آسائے من | چوں شفق در خوں نشیند چشم شب پیمائے من
۵۔ راحت از راہِ دل چساں برخاست | کہ دل اکنوں ز بندِ جاں برخاست

خاقان کی بادشاہ کی ماں کی سفارش سے قید سے رہائی ہوئی وہ قید سے رہا ہوتے ہی عراق کی طرف روانہ ہوگیا۔ رے پہنچا۔ ارادہ کر رہا تھا کہ خراساں ہو جائے۔ یکایک شاہ اختساں کا فرمان پہنچا کہ خاقانی کو رے میں روک لیا جائے۔ خراساں نہ جانے پائے۔ جب یہ حکم خاقانی کو سنایا گیا تو اُس کو سخت غصہ آیا۔ اُسی غصہ میں قصیدہ لکھا ؎

بخراساں شوم انشاءاللہ | آں رہ آساں روم انشاءاللہ
چہ نشینم بو با خانۂ رے | بخراساں روم انشاءاللہ
عندلیبم چہ کنم خارستاں | بہ گلستاں روم انشاءاللہ

خاقانی ۳۰ سال سے اصفہان کے اکابر و عمائد سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے ؎

مدتِ سی سال است کز سرِ اخلاص | زندہ چنیں داشتم وفائے اصفہان

جمال الدین موصلی۔ وزیر شاہ اصفہان۔ صدر الدین۔ علی اصغر۔

اتابک اعظم وغیرہ سے اس کے گھر سے مراسم تھے۔

وزیر عراق نے خاقانی کو خلعت عنایت کیا۔ تاکہ وہ شاہ عراق کی مدح میں قصیدہ لکھے۔ خاقانی نے خلعت کے شکریہ میں وزیر عراق کی تعریف میں قصیدہ لکھکر بھیجا۔ اُس میں کہا ہے ؎

برسر انبائے عصر کرد مرا نامدار
دادنِ تشریف تو از پئے تعریف شاہ

مثلِ تو ممدوح نیست شعر خرو حق گذار
مادح اگر فی المثل ہست بعالم دگر

چھٹی صدی میں نجومیوں نے پیشینگوئی کی تھی کہ میزان بادی برج ہے۔ اُس میں ساتوں ستارے ایک درجہ میں جمع ہوں گے۔ اسکا اثر یہ ہوگا کہ زمین دھنس جائے گی۔ ہوا کا سخت طوفاں آئے گا۔ اور اُس کا زیادہ تر اثر شمالی ملکوں پر پڑے گا۔ خاقانی جب عراق پہنچا تو اُس زمانہ میں اُس پیشینگوئی کا بہت چرچا تھا۔ خاقانی اس پیشینگوئی کو غلط کہتا تھا۔ ظہیر فاریابی نے اس کے تردید میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ انوری کو اس پیشینگوئی کے درست ہونے پر اعتماد تھا۔ وہ اصرار کے ساتھ اس کی تصدیق کرتا تھا آخر جب راست نہ ہوئی تو سخت شرمندہ ہونا پڑا۔ اور لوگوں نے مضحکہ اُڑایا۔ خاقانی نے بھی ایک قطعہ کہکر انوری کا مذاق اُڑایا ہے ؎

کوہِ گراں زپائے در آید چو لنگری
می گفت انوری کہ شود بادہا چنانکہ

یا مرسل الریاح تو دانی و انوری
سالے گذشت و برگ نہ جنبید از درخت

خاقانی عراق سے خواجہ جمال الدین موصلی کے ساتھ محمد ابن محمود کے لشکر گاہ میں آیا۔ وہاں سے کوفہ ہوتا ہوا نجف اشرف آیا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ اطہر کی زیارت کر کے مکہ معظمہ پہنچا وہاں سے حج سے فراغت حاصل کر کے مدینہ منورہ آیا۔

خاقانی نے مکہ معظمہ میں پہنچ کر حسب ذیل قصیدے کہے۔

۱۔ زو نفس بر سر بمہر صبح ملمع نقاب — خیمۂ روحانیاں گشت معنبر طناب

۲۔ شب رواں از صبح صادق کعبۂ جاں دیدہ اند — صبح را چوں محرمانِ کعبہ عریاں دیدہ اند

۳۔ مقصد اینجا است ندائے طلب اینجا شنوند — بختیاں را ز جرس صبحدم آوا شنوند

۴۔ صبح خیزاں ہیں بصد کعبہ مہماں آمدہ — جاں عالم دیدہ و در عالم جاں آمدہ

۵۔ الوداع اے کعبہ انیاک وقت ہجراں آمدہ — دل تنورے گشتہ و از دیدہ طوفاں آمدہ

۶۔ صبح از حمائلِ فلک آہیخت خنجر ش — کیمخت کوہ ادیم شد از خنجر زر ش

خاقانی نے قصیدہ دوم میں بغداد سے مکہ تک کے منازل اور کعبہ کے مناسک کو بیان کیا ہے۔ اور چوتھا قصیدہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا ہے۔ پانچواں قصیدہ کعبہ سے رخصت ہوتے وقت کہا ہے۔ چھٹا قصیدہ بھی کعبہ کے سامنے کہا ہے۔ اور اس قصیدہ کو لوگوں نے وہاں آب زر سے لکھا۔

مدینہ منورہ سے خاقانی شام۔ موصل اور مصر ہوتا ہوا شروان آیا۔

خاقانی نے ۲۲ سال تک شاہی خدمات کیئے۔

خاقانی جب دوبارہ مکہ معظمہ گیا تو وہاں ملک سیف الدین والی دربند سے ملاقات ہوئی۔ حج سے واپس آنے کے ایک سال بعد وہ دربند گیا۔ ملک سیف الدین نے خاقانی کی بڑی عزت کی۔ رخصت کے وقت خلعت گھوڑا۔ اور ایک ترکی کنیز انعام میں دیا۔ خاقانی نے شکریہ میں یہ قصیدہ کہکر پیش کیا ؎

چو آہ عاشق آمد صبح آتشِ معنبر　　سیماب آتشیں وہ دریاو بارِ اخضر

اس کے بعد تہنیت عید میں یہ قصیدہ فی البدیہہ کہکر پیش کیا ؎

مرا صبحدم شاہد جاں نماید　　دم عاشق وبوے جاناں نماید

خاقانی جب دربند سے شرواں واپس آیا اُس وقت اُس نے مثنوی تحفۃ العراقین کو نظم کرنا شروع کیا۔

خاقانی کے تین اولادیں تھیں دو لڑکی۔ ایک لڑکا۔ لڑکے کا نام رشید تھا۔ سب سے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اُس کے ۲۰ برس بعد لڑکا پیدا ہوا لڑکا چودہ برس کا ہوکر ۱۳ دن بیمار رہ کر قضا کر گیا۔ خاقانی کو سخت صدمہ ہوا۔ اُس نے لڑکے کا مرثیہ نہایت دردناک لکھا ہے۔ اس سانحہ کے کچھ دن بعد لڑکی بھی مر گئی۔ اُس زمانہ میں اُس کی بی بی حاملہ تھی۔ خاقانی کو اپنی دو اولادوں کے مرنے کا بے حد ملال تھا۔ اُنھیں ایام میں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ لڑکی صرف تین دن زندہ رہ کر راہی ملک عدم ہوئی۔ اس

غم میں خاقانی کی بی بی نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ خاقانی ان واقعات سے بہت متاثر ہوا۔ اُس نے عراق چھوڑ دیا۔ بغداد چلا گیا۔ لیکن اس سفر میں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ مجبوراً شرواں واپس آیا۔

جب خاقانی شرواں میں پہنچا تو عید نوروز کا زمانہ تھا۔ اُس نے شاہ اخستاں کی تعریف میں تہنیت عید میں یہ قصیدہ لکھا۔ اس میں اپنے عراق کے مصائب کو نہایت حزم و احتیاط۔ ضبط و تحمل سے بیان کیا ہے ؎

بروار زلفش از برخ تا جان تازه بینی وز نیم کشت غمزش قربان تازه بینی

آخر عمر میں خاقانی نے تبریز میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور وہیں اُس کا انتقال ہوا۔ تبریز سے کچھ فاصلہ پر سرخاب ایک مقام ہے وہاں دفن کیا گیا۔ خاقانی ہی کے پہلو میں ظہیر فاریابی بھی مدفون ہے۔

سال تاریخ اکثر تذکروں سے ۵۸۳ھ معلوم ہوتا ہے حبیب السیر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۵۹۰ھ تک زندہ رہا۔ یہ قول بہ نسبت اول کے صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نے قزل ارسلاں کی تعریف میں کئی قصیدے لکھے ہیں۔ اور اُسکا قصیدہ سنجر ثانی کی طرح میں ہے۔

انگریزی مورخین اُسکا سال وفات ۵۹۵ھ لکھتے ہیں۔

خاقانی نے ابتدائے عمر میں کچھ دنوں تک شراب پی۔ مگر ۲۰ برس کی عمر میں جب اُس نے پہلا حج کیا تو خانہ کعبہ میں شرابخواری سے توبہ کی۔ پھر

خاقانی جب دوبارہ مکہ معظمہ گیا تو وہاں ملک سیف الدین والی دربند سے ملاقات ہوئی۔ حج سے واپس آنے کے ایک سال بعد وہ دربند گیا۔ ملک سیف الدین نے خاقانی کی بڑی عزت کی۔ رخصت کے وقت خلعت گھوڑا۔ اور ایک ترکی کنیز انعام میں دیا۔ خاقانی نے شکریہ میں یہ قصیدہ کہکر پیش کیا ؎

چو آہ عاشق آمد صبح آتشِ معنبر　　سیماب آتشیں دہ دریا دبانِ اخضر

اس کے بعد تہنیت عید میں یہ قصیدہ فی البدیہہ کہکر پیش کیا ؎

مرا صبحدم شاہد جاں نماید　　دم عاشق و بوے جاناں نماید

خاقانی جب دربند سے شرواں واپس آیا اُس وقت اُس نے مثنوی تحفۃ العراقین کو نظم کرنا شروع کیا۔

خاقانی کے تین اولادیں تھیں دو لڑکی۔ ایک لڑکا۔ لڑکے کا نام رشید تھا۔ سب سے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اُس کے ۲۰ برس بعد لڑکا پیدا ہوا لڑکا چودہ برس کا ہوکر ۱۳ دن بیمار رہ کر قضا کر گیا۔ خاقانی کو سخت صدمہ ہوا۔ اُس نے لڑکے کا مرثیہ نہایت دردناک لکھا ہے۔ اس سانحہ کے کچھ دن بعد لڑکی بھی مرگئی۔ اُس زمانہ میں اُس کی بی بی حاملہ تھی۔ خاقانی کو اپنی دو اولادوں کے مرنے کا بے حد ملال تھا۔ اُنھیں ایام میں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ لڑکی صرف تین دن زندہ رہ کر راہی ملک عدم ہوئی۔ اس

غم میں خاقانی کی بی بی نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ خاقانی ان واقعات سے بہت متاثر ہوا۔ اُس نے عراق چھوڑ دیا۔ بغداد چلا گیا۔ لیکن اس سفر میں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ مجبوراً شرواں واپس آیا۔

جب خاقانی شرواں میں پہنچا تو عید نوروز کا زمانہ تھا۔ اُس نے شاہ اختساں کی تعریف میں تہنیت عید میں یہ قصیدہ لکھا۔ اس میں اپنے عراق کے مصائب کو نہایت حزم و احتیاط۔ ضبط و تحمل سے بیان کیا ہے ؎

پرواز لفش از برخ تا جان تازہ بینی　　وز نیم کشت غمزش قربان تازہ بینی

آخر عمر میں خاقانی نے تبریز میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور وہیں اُس کا انتقال ہوا۔ تبریز سے کچھ فاصلہ پر سرخاب ایک مقام ہے وہاں دفن کیا گیا۔ خاقانی ہی کے پہلو میں ظہیر فاریابی بھی مدفون ہے۔

سال تاریخ اکثر تذکروں سے ۵۸۳ھ معلوم ہوتا ہے حبیب السیر سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۵۹۰ھ تک زندہ رہا۔ یہ قول بہ نسبت اول کے صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نے قزل ارسلاں کی تعریف میں کئی قصیدے لکھے ہیں۔ اور اُسکا قصیدہ سنجر ثانی کی طرح میں ہے۔

انگریزی مورخین اُسکا سال وفات ۵۹۵ھ لکھتے ہیں۔

خاقانی نے ابتداے عمر میں کچھ دنوں تک شراب پی۔ مگر ۲۰ برس کی عمر میں جب اُس نے پہلا حج کیا تو خانہ کعبہ میں شرابخواری سے توبہ کی۔ پھر

مرتے دم تک اسکا نام بھی نہیں لیا۔

خاقانی پکا دیندار تھا۔ باوجودیکہ وہ حکیم اور فلسفی تھا مگر دینداری کے مقابلہ میں فلسفہ کی اُس کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی۔ شفا اور نجات حکیم بوعلی سینا کی فلسفہ کی مشہور کتابیں ہیں۔ خاقانی کہتا ہے کہ قرآن کو شفا اور سنت کو نجات سمجھنا چاہیئے ؎

قرآن شفا شناس کہ حبلیست بس متیں　　سنت نجات داں کہ صراطیست مستقیم

اُس کی طبیعت میں ظرافت اور شوخی بھی پائی جاتی تھی۔ وہ کینہ ور نہ تھا۔ اپنے دشمن کا بھی خیر اندیش تھا۔ وہ کسی ادنیٰ کو اعلیٰ مرتبہ پر ذلت کی نظر سے نہ دیکھتا تھا۔ ثنا گستری اور مدح طرازی اُسکا شعار ہے۔ لیکن اُس سے اُس کی غرض وہ نہ تھی جو عام طور پر شاعروں کی ہوتی ہے۔ یعنی طلب زر و نان۔ وہ عزت نفس کا پورا پورا خیال رکھتا تھا۔ اُس نے کبھی اپنے کسی ممدوح سے کوئی سوال نہیں کیا۔

خاقانی کی مدح سرائی کا دائرہ صرف سلاطین دنیا اُمرا اور اکابر دنیا ہی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ اُس نے ائمہ کبار۔ اکابر دین۔ خدا و رسول کی بھی نہایت جوش و خلوص سے تعریفیں کی ہیں۔ علما و فضلا کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اُن کی ملاقات کو اپنے لئے باعث شرف جانتا تھا۔ سیر و سیاحت میں جہاں گیا وہاں کے علما و فضلا کی خدمت میں ضرور حاضر ہوا۔ اُس نے

علما کی تعریف میں نہایت خلوص سے قصیدے لکھے ہیں۔

خاقانی کے زمانہ میں لوگوں کا اختلاف تھا کہ خاقانی بہتر ہے یا عنصری۔ محاکمہ یہ ہے کہ عنصری کا طرز غزل گوئی اچھا تھا۔ مدح اچھی نہیں کر سکتا تھا۔ خاقانی نے مدح میں وہ سحر بیانی کی ہے کہ اُس کے ہمعصروں میں سے کسی کو بھی یہ فصاحت نصیب نہیں ہوئی۔ تصوف البتہ حکیم سنائیؒ کا حصہ تھا۔ ایسا خاقانی کے کلام میں نہیں ہے۔ خاقانی خود بھی حکیم سنائیؒ کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

خاقانی کی تصنیفات

اگرچہ خاقانی حکیم تھا۔ فلسفی تھا۔ ادیب تھا۔ دبیر تھا۔ مفسّر تھا۔ ہیئت داں تھا۔ ماہر لغت تھا۔ نجومی تھا۔ غرض تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں کامل دستگاہ رکھتا تھا۔ باوجود اس کے اُس نے علوم اور فنون میں کوئی یادگار نہیں چھوڑی۔ اُس نے اپنی عمر عزیز کا سارا حصہ جو تقریباً ۹۲ سال ہوگا شعر و شاعری کے نذر کر دیا۔

خاقانی کی صرف دو تصنیفیں مشہور ہیں۔ کلیات۔ مثنوی تحفۃ العراقین

کلیات کی دو جلدیں ہیں۔ پہلی جلد میں عربی۔ فارسی کے قصائد۔ اور تھوڑے سے ترجیع بند۔ کچھ قطعے۔ چند رباعیاں اور مثلث ہیں۔ دوسری جلد میں

غزلیں ہیں۔ مثنوی تحفۃ العراقین کو خاقانی نے صرف ۴۰ دن میں نظم کیا ہے
ان کی زبان دری ہے ۔ خاقانی خود کہتا ہے ؎

بامن بقائم عنصری وقت مجاز ار بختہ	بر رقعۂ نظم دری قائم منم در شاعری
قیمت بہ بزم خسرو والا برافگند	دُرِّ دری کہ خاطر خاقانی آورد

خاقانی کی شاعری کی ابتدا

خاقانی نے بھی امیر خسرو کی طرح بچپن ہی سے شعر کہنا شروع کیا تھا۔ وہ ابھی کم سن ہی تھا کہ اُس کے اُستاد ملک الشعراء ابو العلاء گنجوی نے ابوالفتح شرواں شاہ کے حضور میں ایک شاعر کی حیثیت سے پیش کیا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ یہ اگرچہ بچہ ہے۔ لیکن جوہر قابل رکھتا ہے۔ اُمید ہے کہ کسی وقت میں ترقی کر کے اوج کمال پر پہنچے گا۔ اس کی تربیت میں پوری پوری توجہ کی اس کی ہمت اور حوصلہ بڑھایا۔ خاقانی کی یہ خوش نصیبی تھی کہ اُس کو ایسا موقع ہاتھ آیا۔ اُس کی طبیعت کو فن سخنوری سے فطرۃً لگاؤ تو تھا ہی بادشاہ کی التفات خسروانہ پر نظر کی تو وہ اور بھی زیادہ جد و جہد کرنے لگا۔ اور ۱۶ برس کی عمر سے پہلے پہلے اُس نے اپنے کلام کا اتنا ذخیرہ فراہم کر لیا۔ کہ اُس کو اس کی ضرورت ہوئی کہ وہ اپنے کلام کی تنقیح و تنقید کر کے رطب و یابس کو حذف کر دے اور ۲۵ برس کی عمر میں اُس نے اس درجہ کمال حاصل

کرلیا کہ اس کے چچا نے جو بڑا فاضل اور حکیم تھا حسان العجم کا لقب
عنایت کیا۔ یہ اُسکا بچپن کا قصیدہ ہے ؎

صفتے است حسن او راکہ بوہم در نیاید روشے است عشق او راکہ بگفت در نیاید

منوچہر کے مرنے کے چند روز بعد عید نوروز آئی۔ خاقانی نے جلال الدین
اختساں شاہ شرواں کی تعریف میں یہ قصیدہ لکھکر پیش کیا ؎

در کام صبح از نافِ شب مشکست عمداً ریختہ زریں ہزاراں نرگسہ بر سقفِ مینا ریختہ

چھٹی صدی کے نامور شعرا

۱۔ مسعود سعد سلمان۔ اس نے عنصری کے طریقہ مدح سرائی کو درجہ
کمال پر پہنچایا۔

۲۔ ابوالفرج رونی۔ انوری نے اس کے طرز کا تتبع کیا ہے۔
۳۔ حکیم ناصر خسرو۔ ۴۔ حکیم سنائی۔ ۵۔ حکیم ارزقی۔ ۶۔ امیر معزی۔
۷۔ لامعی جرجانی۔ ۸۔ ادیب صابر ترمذی۔ ۹۔ عبدالواسع جبلی۔ ۱۰۔
نظامی گنجوی۔ ۱۱۔ اثیر الدین آخسیگتی۔ ۱۲۔ رشید وطواط۔ ۱۳۔ ظہیر فاریابی
ان میں سے ادیب عذوبت بیان اور طلاقت لسان میں اُستاد ہے
اثیر شاعری میں مسلم ہے۔ بلکہ بعض اس کے کلام کو انوری اور خاقانی سے
بہتر جانتے ہیں۔ انوری سلیقہ سخن کی اچھی رعایت کرتا ہے۔ خاقانی

طمطراق الفاظ میں سب پر فضیلت رکھتا ہے۔ ظہیر فاریابی کو نقادانِ سخن اُستادِ فن مانتے ہیں۔ اس کی لطافت اور شوخی بیان۔ سلاست زبان۔ شیریں ادا۔ نزاکت خیال۔ حلاوت کلام۔ بلاغت۔ متانت۔ رنگینی۔ دقت آفرینی کو مانتے ہیں۔

چھٹی صدی کی قصیدہ گوئی کے خصوصیات

اس زمانہ میں عام طور پر قصیدہ گوئی کے حسب ذیل خصوصیات ہیں۔

۱۔ تکلف آورد۔ اور مبالغہ نہ تھا۔

۲۔ صنائع لفظی زیادہ استعمال کرتے تھے۔ مثلاً

۱۔ جو الفاظ پہلے مصرع میں لاتے تھے اُنھیں کے مرادف اکثر دوسرے مصرع میں لاتے تھے۔ اور مرادف الفاظ ہموزن بلکہ اکثر ہم قافیہ ہوتے تھے۔ اس صنعت کو ترصیع کہتے ہیں۔ کبھی اس کے ساتھ تجنیس بھی شامل کر دیتے تھے۔ جیسے رشید وطواط کے یہ دو شعر ؎

اے منور بتو نجوم جمال — وے مقرر بتو رسوم کمال
بوستانیست صدر تو ز نعیم — آسمانیست قدر تو ز جلال

خاقانی کے کلام میں یہ صنعت کم پائی جاتی ہے۔

۲۔ صنعت التزام کو خاص طور پر طرح طرح سے استعمال کرتے تھے

مثلاً اگر پہلے مصرعہ میں پانچ یا چھ لفظ لاتے ہیں تو دوسرے مصرعہ میں بھی اتنے ہی لفظ لاتے تھے۔ اکثر ایک طرح۔ ایک ترکیب۔ ایک انداز کے لفظ لاتے تھے۔ اور اُن کا انبار لگا دیتے تھے۔

قصیدے میں اول سے آخر تک جتنے الفاظ لاتے تھے وہ سب ایک دوسرے کے ضد ہوتے تھے۔

قصیدہ کے ہر مصرعہ میں کسی خاص لفظ کا التزام کرتے تھے۔ خاقانی نے بھی اپنے بعض قصیدوں میں ایسا کیا ہے۔

قصیدہ کے ہر شعر میں کسی ایک صنعت یا دو صنعت کو لاتے تھے۔ جیسے لف و نشر کا التزام کرتے تھے۔ کبھی اس کے ساتھ سیاقۃ الاعداد کو جمع کر دیتے تھے۔ مدحیہ اشعار میں اکثر صنعت تنسیق الصفات کا خاص طور سے التزام کرتے تھے۔ خاقانی بھی سیاقۃ الاعداد کا اکثر استعمال کرتا ہے۔ مدحیہ اشعار میں بعض موقعوں پر صنعت تنسیق الصفات کا بھی التزام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ صنعت ذوقافیتین ردیف مع الحاجب اور صنعت ذوالمطالع بھی اکثر استعمال کرتے تھے۔ غرضکہ کوئی شاعر اُس زمانہ میں ایسا نہ تھا جس کا کلام لفظی صنائع سے خالی ہو۔ خاقانی کے بھی اکثر قصائد ذوالمطالع میں ہیں۔

باوجود ان تکلفات اور قیود کے یہ قصیدے نہایت برجستہ اور رواں

ہوتے تھے۔

۳۔ جدت مضامین کی طرف چنداں توجہ نہ کی جاتی تھی۔

ان تکلفات کے مٹانے کی کس نے کوشش کی

بعض لوگ ایسے بھی اسی زمانہ میں ہوئے ہیں جنھوں نے ان تکلفات کو دور کرنے کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اور قصیدہ گوئی میں کچھ ایسی خوبیاں بڑھائیں جس سے وہ رنگ خوبی سے بدل گیا۔

انوری نے الفاظ کے خاص ناپ تول کا کام کم کیا۔ سادہ اور صاف اشعار لکھنے شروع کئے۔ جن میں لفظی صنائع کی خصوصیات کی رعایت نہ تھی۔ ظہیر نے بھی یہی طرز اختیار کیا۔ انوری نے مبالغہ کا وہ زور شور باندھا کہ ممدوح کو خدا تک جا ملایا۔ خاقانی نے مبالغہ سے کام لیا ہے مگر نہ اس حد تک کہ جس حد تک انوری نے لیا ہے۔ انوری نے مضمون آفرینی پر خاص توجہ کی ہے۔ جس سے الفاظ کی بندش کی قدر کم ہوئی اور خیالات کی توجہ دوسری طرف منعطف ہو گئی۔ خاقانی اور ظہیر بھی اس شاہراہ پر نہایت تیز گامی سے جا رہے ہیں۔ دقت اور پیچیدگی سے ان تینوں کا کلام خالی نہیں ہے۔ لیکن بلحاظ نوعیت تینوں میں اختلاف ہے۔ ظہیر فاریابی نے دقت آفرینی میں بھی ایک طرح کی صفائی کا لحاظ رکھا ہے

خاقانی نے باوجود اغلاق۔ دقت پیچیدگی کے اور بڑے بڑے الفاظ کے ساتھ اختراع معانی سے اپنے قصیدوں کو چمکایا ہے۔ نئے نئے استعارے اور کنائے ایجاد کئے۔ جوش بیان۔ کلام کا زور اس کے قصیدوں میں خصوصیت کے ساتھ ہے

خاقانی کے قصائد کے اقسام

۱۔ قافیہ اور ردیف کے اعتبار سے چار قسم کے ہیں۔ کسی میں محض قافیہ پر اکتفا کیا ہے جیسے

زد سر بمہر صبح ملمّع نقاب	خیمۂ روحانیاں گشت معنبر طناب
از سر زلف تو بوے سر بمہر آمد بما	جان باستقبال شد کاے مہد جانہا مرحبا

کسی میں قافیہ اور ردیف دونوں لایا ہے۔ جیسے

عید است بیش از صبحدم مژدہ بخمار آمدہ	بر چرخ روش او جام جم یک نیمہ دیدار آمدہ
راحت از راہِ دل چناں برخاست	کہ دل اکنوں ز بندِ جاں برخاست

کسی میں کسی خاص اسم کو ردیف قرار دیا ہے۔ جیسے

اے در حرمت نشانِ کعبہ	درگاہِ ترا مکان کعبہ
ما فتنہ بر تو ایم و تو فتنہ بر آئینہ	ما را نگاہ در تو ترا اندر آئینہ

کسی میں ردیف نصف یا پورا جملہ لایا ہے۔ جیسے

بخراساں شوم انشاء اللہ | از رہ آساں شوم انشاء اللہ

کوے عشق آمد سرِ ما۔ برنتابد بیش ازیں
دامنِ تر بودن آنجا۔ برنتابد بیش ازیں

۲۔ الفاظ و معانی کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں۔

بعض سلیس۔ سادہ۔ متین۔ اور صاف ہیں۔ جیسے

اے پنج نوبہ کوفتہ در دارِ ملکِ لا
لا در چہار بالشِ وحدت کشند ترا

قحطِ وفاست در بنۂ آخر الزماں
ہاں اے حکیم پردۂ عزلت بساز ہاں

بعض مغلق۔ دقیق۔ رنگین ہیں۔ جیسے

دلِ من پیر تعلیم است و من طفلِ زباں دانش
دم تسلیم سر عشر و سر زانو دبستانش

ہر صبح سرِ گلشنِ سودا بر آورم
در صور آہ بر فلک آوا بر آورم

۳۔ مطالب اور مضامین کے اعتبار سے حسبِ ذیل عنوانات پر خاقانی کے قصائد تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

حالیہ۔ وہ قصیدے جن میں وہ اپنے ذاتی حالات۔ زندگی کے واقعات دلی جذبات۔ قلبی واردات بیان کرتا ہے۔ خاقانی اس میں اپنے تمام معاصرین پر ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ جیسے

ہر صبح پاے صبر بدامن در آورم
بر کارِ عجز گرد سر و تن بر آورم

صبحدم چوں کلہ بندد آہ دود آساے من
چوں شفق در خوں نشیند چشم شب پیماے من

مفاخرانہ۔ وہ قصیدے جن میں اپنی شاعری اور کمالِ علم و فضل پر فخر کرتا ہے۔ جیسے

نیست اقلیمِ سخن را بہتر از من بادشاہ　　در جہاں ملکِ سخن را تا من مسلّم شد مرا
من کیم بارے کہ گویم زآفرینش برترم　　کافرم گر ہست تاجِ آفرینش بر سرم

شکایت زمانہ و اہلِ زمانہ وغیرہ۔ جیسے

دریں منزل اہلِ وفاے نیابی　　کہ جز عذر زادنش رائے نیابی
مشتِ خسیس ریزہ کہ اہلِ سخن نیند　　با من قراں کنند و قرینانِ من نیند

مواعظ و نصائح۔ جیسے

عروس عافیت آنگہ قبول کرد مرا　　کہ عمر بیش بہا دادمش بہ شیر بہا
در ساحتِ زمانہ ز راحت نشاں مخواہ　　ترکیب عافیت ز مزاجِ جہاں مخواہ

تحقیق و معارف۔ جیسے

دلِ من پیرِ تعلیم است و من طفلِ زباندانش　　دمِ تسلیم سر عشر و سر زانو دبستانش
سر بہ فقر ترا سر کشد بتاجِ رضا　　تو سر بجیب ہوس بر کشیدہ اینت خطا

عزلت و قناعت و حکمت۔ جیسے

بدل در خواصِ بقا می گریزم　　بجاں زیں حراسِ فنا می گریزم
ہر زماں بیشِ گلشن رخت بیروں می برم　　عالمے از عالمِ وحدت بکف می آورم

نعتیہ۔ وہ قصیدے جو حضور سرورِ کائنات کی تعریف میں لکھے ہیں جیسے

اے پنج نوبہ کوفتہ در وادِ ملک لا　　لا در چہار بالشِ وحدت کشد ترا
قحطِ وفا است در بنہ آخر الزماں　　ہاں اے حکیم پردۂ عزلت بساز ہاں

مدحیہ۔ وہ قصیدے جو کسی کی تعریف میں لکھے ہیں۔ جیسے

صدریکہ قدر کاں شکندِ جوہرِ سخاش　　بحریکہ نزلِ جاں فگند پیکرِ سخاش

اے در حرمت نشان کعبہ　　درگاہِ ترا مکان کعبہ

خاقانی کے متعلق اربابِ تذکرہ کی رائیں

مولانا جامی فرماتے ہیں۔ خاقانی بسبب کمالے کہ در صناعت شعر داشتہ او را حسان العجم لقب کردہ اند۔ از ہمہ شعرا در اسلوب سخن ممتاز است۔ و درال شیوۂ غریب بے انباز۔ در مواعظ و حِکم طریقۂ حکیم سنائی سپردہ است و دراں معنی گوے سبقت از اقراں ربودہ۔

دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتا ہے۔ نام او افضل الدین ابراہیم بن علی شروانی است۔ فضل و جاہ و قبول سلاطین و حکام او را میسر شدہ۔ و در علم بے نظیر و در شعر اُستاد بودہ و درجاہ مشارٌالیہ و از طمطراں لفظ خاقانی بر اثیر و انوری ہم تفضیل دارد۔

ابوالفضل دیباچہ تحفۃ العراقین میں خاقانی کی بابت لکھتا ہے۔ مخترعِ سخن و مبدع معانی است۔

صاحبِ آتشکدہ اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ حکیم خاقانی فاضلے گرانمایہ و شاعرِ بلند پایہ و در خدمتِ ابوالعلاے گنجوی اکتساب فضائل

وکمالات کردہ۔ قبولِ خاصہ وعامہ یافتہ۔ والحق در ہیچ فن از فنونِ نظم از فحول استاداں کمتر نیست۔ ودر طریق سخنوری طرز خاصے اختراع کردہ صاحب معانی بلند و الفاظ دلپسند است۔ وفقیر را بطورِ کلام او نہایت اعتقاد می باشد۔

صاحب مجمع الفصحا کا قول ہے۔ ابی بدیل افضل الدین ابراہیم بن علی النجار حکیمے است دانا۔ وفاضلے است بینا۔ بلیغے است سخنداں وشاعر نیست سخن راں۔ در شاعری طرز نیست خاص کہ خاصۂ اوست۔ چنانکہ عبدالواسع جبلی را شیوۂ مخصوص است۔

خاقانی کی راے اپنی شاعری کے متعلق

خاقانی کے زمانہ میں عنصری اور خاقانی کے متعلق لوگوں کی راے میں اختلاف تھا۔ خاقانی نے اِس قطعہ میں اُس اختلاف کو ظاہر کیا ہے اور اپنے بابت اپنی راے لکھی ہے۔ قطعہ

بہ تعریض گفتی کہ خاقانیا — چہ خوش داشت نظمِ رواں عنصری
بہ معشوق نیکو بہ ممدوح نیک — غزل گو شدے مدح خواں عنصری
جز از طرزِ مدح وطرازِ غزل — نکردے ز طبع امتحاں عنصری
شناسد افاضل کہ چوں خود نبود — بہ مدح و غزل دُر فشاں عنصری

ازیں سحر کاری کہ حق می کنم — نگردے بہ سحر بیاں عنصری
مرا شیوہ کان حیلت شاعری است — بیک شیوہ شد داستاں عنصری
نہ تحقیق گفت و نہ وعظ و نہ زہد — کہ حرفے ندانست زاں عنصری
بہ نظم چو پروین بہ نثرے چو نعش — نبود آفتاب جہاں عنصری
ادیب و دبیر و مُفسّر نبود — چو سحباں بہ عربی زباں عنصری

خاقانی اپنے آپ کو شاعری میں حکیم سنائی کا جانشین خیال کرتا تھا چنانچہ وہ اس قطعہ میں کہتا ہے۔

چوں زماں عہد سنائی در نوشت — آسماں چوں او سخن گستر بزاد
چوں بہ غزنیں ساحرے شد زیر خاک — خاکِ شروان ساحری دیگر بزاد
مغلقے فرد اگذشت از کشورے — مبدع فحل از دگر کشور بزاد

حکیم سنائی کے کلام کے خصوصیات

چونکہ خاقانی اپنے آپ کو شاعری میں حکیم سنائی کا جانشین خیال کرتا تھا اس لئے حکیم سنائی کے کلام کے خصوصیات لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ اس بات کے اندازہ کرنے میں سہولت رہے کہ خاقانی کے کلام میں حکیم سنائی کے خصوصیات کہاں تک پائے جاتے ہیں۔ حکیم سنائی نے کئی باتیں ایجاد کیں ا۔ معمولی بات کو انوکھے پیرایہ میں ادا کرنا۔ اور ایک معمولی واقعہ سے

منطقیانہ استدلال پیدا کرنا۔

۲۔ تشبیہ اور تمثیل شاعری کا ایک بڑا ضروری جزو ہے۔ اُس کو ایجاد کیا۔

۳۔ سنائیؔ وہ پہلا شاعر ہے جس نے معارف و تصوف کے مسائل اور اسرار نظم کئے۔ اور اخلاقی شاعری کی بنیاد ڈالی۔

۴۔ حکیم سنائیؔ کا کلام پختگی۔ برجستگی اور صفائی میں اپنے تمام معاصرین سے بڑھا ہوا ہے۔

۵۔ حکیم سنائیؔ کے الفاظ۔ ترکیب۔ انداز بیان۔ مضمون سب جوش اور مستی سے لبریز ہے۔

۶۔ کہیں کہیں خیالات اور طرز ادا میں جدّت بھی پائی جاتی ہے۔

۷۔ عام طور پر کلام میں سادگی ہے۔ مگر مضامین میں اخلاق بھی پایا جاتا ہے۔

خاقانی کے ذاتی اوصاف

۱۔ خاقانیؔ علوم متداولہ میں بڑا متبحر تھا۔

۲۔ اُس نے فن لغت کی باقاعدہ تعلیم پائی تھی۔

۳۔ اُس کی قوت تخیل ایسی زبردست تھی کہ باوجود اس کے کہ اُس کے قصائد کے ابیات کی تعداد سو سو و دو سو تک پہنچ جاتی ہے لیکن اُس کی قوت تخیل کی ہمواری کا سلسلہ برابر قائم رہتا ہے۔

۴۔ اُس کی طبیعت میں ایجاد اور اختراع کی قوت بہت زیادہ تھی۔ وہ اپنی اس قوت سے تراکیب الفاظ۔ اسالیب بیان۔ طرزادا۔ تشبیہات۔ استعارات۔ کنایات وغیرہ ہر موقع پر۔ ایک چابک دست صناع کے موافق کام لیتا ہے۔

۵۔ اُسکا ذہن نہایت تیز۔ حافظہ نہایت قوی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس کے دماغ پر ہر وقت علوم و فنون کی اصطلاحات۔ علمی اور تاریخی مسائل تلمیحات وغیرہ مستحضر رہتی تھیں۔ جب وہ شعر کہتا بے ساختہ اُس کے قلم سے یہ باتیں صفحۂ قرطاس پر نظم کے قالب میں جلوہ گر ہوتی تھیں۔

ان سب اوصاف کا ہر شاعر میں جمع ہونا دشوار ہے اسی وجہ سے سوائے امیر خسرو کے جن شعرا نے خاقانی کے قصیدوں کے جواب میں قصیدے کہے ہیں اُن کو پوری کامیابی نہیں ہوئی۔

کلام کے خصوصیات

۱۔ خاقانی نے باوجود اغلاق۔ دقت آفرینی اور پیچیدگی کے طمطراق الفاظ کے ساتھ ابداعِ سخن۔ اختراعِ معانی۔ اور طنطنۂ کلام سے قصیدہ کو چمکایا۔

۲۔ اُس نے جدت تراکیب۔ جدت اسالیب بیان۔ جدت طرز ادا

کے ساتھ تشبیہیں۔ استعارے اور کنائے بھی نئے نئے ایجاد کئے۔ مزید براں مستی۔ جوش بیان اور زور کلام سے اپنی قادر الکلامی کا وہ سکہ جمایا کہ کسی کی ہمت نہ ہوئی جو اس شاہراہ کی طرف قدم بڑھاتا۔

۳۔ وہ الفاظ کی شان و شوکت۔ کلمات کی نشست۔ بندش کی چستی فقروں کی درو بست۔ خیالات کی رفعت و لطافت۔ اور مضامین کی بلندی میں کہیں سحر کاری سے کام لیتا ہے۔ کہیں اعجاز دکھاتا ہے۔ غریب اور نامانوس الفاظ کو اس ترکیب سے استعمال کرتا ہے کہ کلام کی روانی اور برجستگی میں ذرا فرق نہیں آنے پاتا۔

۴۔ وہ اپنے معاصرین میں پہلا شخص ہے جس نے علوم و فنون کی اصطلاحات اور مسائل۔ نیز دور از کار تلمیحات سے قصیدے کو گرانبار کیا۔ اگرچہ خاقانی سے پہلے کے شعرا اور اس کے ہم عصروں نے بھی علوم و فنون کے اصطلاحات کو نظم کیا ہے لیکن اس کثرت سے نہیں جس کثرت سے خاقانی نے نظم کیا ہے۔

خاقانی منوچہری اور امیر خسرو کی طرح فطرۃً شاعر تھا۔ اس کی شاعری کا آغاز ۹۔ ۱۰ برس کی عمر سے ہوا ہے۔ اور ۱۵۔ ۱۶ برس کی عمر میں اس کے اشعار کا اتنا کافی ذخیرہ فراہم ہو گیا تھا کہ اس کو اپنے کلام کے انتخاب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کو ملک سخن پر وہی تصرف اور اقتدار حاصل تھا جو

ایک بادشاہ کو اپنے ممالک محروسہ پر ہوتا ہے۔ خود کہتا ہے ؎

نیست اقلیم سخن را بہتر از من بادشاہ   در جہاں ملک سخن راندن مسلم شد مرا

خاقانی کے شاعری کا طرز

خاقانی کی شاعری کے دو طرز ہیں۔

۱۔ ایک وہ طرز ہے جس کو اُس نے حکیم سنائی کے تتبع میں اختیار کیا۔ اس طرز میں اُس نے ان تمام اوصاف کی غایت ملحوظ رکھی ہے جو حکیم سنائی کے قصیدوں کے ساتھ خاص ہیں۔ مگر اس میں بھی اُس نے اپنی جدت پسند طبیعت کی وجہ سے بہت سی جدتیں کی ہیں۔ اُس کے اس قسم کے قصیدوں میں زبان کی شیرینی۔ صفائی۔ پختگی۔ برجستگی حکیم سنائی کے قصیدوں سے زائد ہے۔ اِن قصیدوں میں وہ حقائق و معارف۔ ترک دنیا اور زہد و تقویٰ کا بیان کرتا ہے۔ اور ارباب سلوک کو اس امر کی ترغیب دیتا ہے کہ دنیا نہایت بری چیز ہے اس کو ترک کرنا چاہیے۔

۲۔ دوسرا طرز وہی جس کے نسبت سب کا اتفاق ہے کہ یہ طرز خاقانی کا خاص ایجاد ہے۔ اس میں اُس نے کہیں رنگینی سے کہیں سادگی سے مطلب کو نہایت خوبی اور دل آویزی سے ادا کیا ہے۔ اس نے نئی نئی تشبیہات نئے نئے استعارات و کنایات اس کثرت سے ایجاد کئے ہیں کہ اُن کی بدولت

فارسی نعت کے سرمایہ میں ایک معتد بہ اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ تو مسلّم ہے کہ شوکت الفاظ اور طمطراق کلمات میں کوئی شاعر اُس کا ہمپایہ نہ تھا۔ وہ اکثر مضامین کی بنیاد ذو معینین الفاظ۔ اور صنعت ایہام پر رکھتا ہے۔ تناسب الفاظ کی رعایت کا بھی وہ پورا پورا خیال رکھتا ہے۔ لیکن چونکہ فن نعت کا پورے طور پر ماہر ہے اس لئے وہ الفاظ کے تعدد معانی کے موافق اُن کے تناسب کی رعایت کا بھی پورا پورا لحاظ رکھتا ہے۔ بلکہ بعض موقعوں پر تو یہ کمال ہے کہ کسی لفظ کے دو یا تین معنی ہیں تو سب معنی اُس موقع پر چسپاں ہو سکتے ہیں۔ خاقانی کا یہ ممتاز وصف ہے کوئی شاعر اس وصف میں اُسکا ہمسر نہیں ہو سکتا۔

وہ الفاظ کی ترکیب۔ کلمات کی بندش اور اُن کی تراش خراش میں ندرت سے کام لیتا ہے۔ اضافت در اضافت۔ صفت در صفت۔ استعارہ در استعارہ کی ترکیب ایک ایجاد غریب ہے۔ جس کا قدما میں سوائے خاقانی کے کسی شاعر میں پتہ نہیں ملتا۔

خاقانی کی قادر الکلامی

عام طور پر شعرا کا رجحان ایک خاص رنگ کی طرف ہوتا ہے۔ جو سلیس سادہ اشعار کہتے ہیں وہ مغلق۔ وثیق نہیں کہہ سکتے۔ جو دقیق کہنے کے عادی

ہوتے ہیں وہ سادہ نہیں کہہ سکتے۔ خاقانی میں یہ خاص بات ہے کہ اُس نے دونوں طرح کے قصائد نہایت خوبی کے ساتھ کہے ہیں۔

خاقانی کے کلام عام فہم نہ ہونے کے اسباب

خاقانی کے کلام سمجھنے میں جو دقتیں واقع ہوتی ہیں اُس کے کئی اسباب ہیں:

۱۔ ایک وسیع مضمون کو قلیل الفاظ میں ادا کرنا ہے۔

۲۔ کوئی علمی اصطلاح یا مسئلہ یا غیر متعارف و دراز کار تلمیح بیان کرتا ہے۔

۳۔ کوئی اپنا طبع زاد نازک استعارہ یا کنایہ بیان کرتا ہے۔

۴۔ کہیں الفاظ غریبہ کا استعمال کرتا ہے۔

بدیہہ گوئی

شاعر کا اعلیٰ وصف بدیہہ گوئی ہے۔ قدیم شعرائے عرب کا دستور تھا کہ وہ جلسوں میں کئی کئی سو شعر کے ذخیرے فی البدیہہ کہتے تھے۔ فارسی شاعری کی بنا بھی عربی شاعری کے خاکہ پر ڈالی گئی ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ شعرائے فارسی اس وصف میں بھی شعرائے عرب کا تتبع کر کے کمال پیدا کریں۔ چنانچہ قدما میں بعض شعرا نے اس وصف کی طرف توجہ کی ہے۔ رودکی جس کو آدم الشعرا کہتے ہیں وہ اس وصف میں امتیازی حیثیت

رکھتا ہے۔ انوری اور خاقانی اپنے معاصرین میں اس وصف میں ممتاز ہیں۔

خاقانی نے شروان شاہ فخر الدین۔ جلال الدین اخستاں۔ نظم الملک وزیر رضی الدین۔ ملک سیف الدین والی دربند کی مدح میں حسب ذیل قصیدے فی البدیہہ کہے ہیں۔

۱۔ از سر زلف تو بوے سحر آمد ہما | جاں باستقبال شد کلے مہر جانہا تا کجا

۲۔ در پردۂ دل آمد در من کشاں تیابش | جاں شد خیال بازے در پردۂ وصالش

۳۔ دل صید زلف اوست بخوں ور نگو تراست | واں صید کان اوست نگوں سر نکو تراست

۴۔ شہ اختراں زاں زر فشاں نماید | کہ اکسیر زرہاے آباں نما

واقعہ نگاری

خاقانی کی طبیعت واقعہ نگاری کی طرف زیادہ مائل ہے۔ حالانکہ یہ وصف اس کے معاصرین میں کم پایا جاتا ہے۔ اس نے اکثر قصیدے خاص خاص واقعات پر لکھے ہیں۔ اور ان میں اپنے خیالات کو بڑی سنجیدگی اور متانت سے ادا کیا ہے۔ جہاں واقعات کی تصویر کھینچی ہے شاعرانہ تخیل کا رنگ بھی چڑھایا ہے۔ جس سے کلام میں ایک خاص تاثیر پیدا ہو گئی ہے۔ مثلاً جب وہ سفر حج میں مدائن سے گذرا اس نے طاق کسریٰ کو شکستہ حالت میں دیکھا۔ تو یہ قصیدہ لکھا۔ اس کا ہر شعر عبرت کا مرقع اور حسرت و افسوس

کا آئینہ ہے۔

ہاں! اے دل عبرت بیں! از دیدہ نگہ کن ہاں — ایوان مدائن را آئینہ عبرت داں

یک رہ ز رہِ دجلہ منزل بمدائن کن — وز دیدہ دوم دجلہ، بر خاکِ مدائن راں

از آتشِ حسرت بیں گریاں جگرِ دجلہ — خود آب شنیدستی کاتش کندش بریاں

تا سلسلۂ ایواں بگسست مدائن را — در سلسلہ شد دجلہ، چوں سلسلہ شد پیچاں

دندانۂ ہر قصرے پندے دہدت نو را — پندِ سرِ دندانہ بشنو ز بن دنداں

گوید کہ تو در خاکی، ما خاک تو ایم اکنوں — گامے دو سہ بر ما نہ، اشکے دو سہ ہم بفشاں

از نوحۂ جغد الحق، مائیم بدردِ سر — از دیدہ گلابی کن، دردِ سرِ ما بنشاں

ما بارگہِ دادیم، ایں رفت ستم بر ما — بر قصرِ ستمکاراں، گوئی چہ رسد خذلاں

گوئی کہ نگوں کرد است ایوانِ فلک وش را — حکمِ فلک گرداں، یا حکمِ فلک گرداں

بر دیدۂ من خندی، کاینجا ز چہ می گرید — خندند براں دیدہ، کاینجا نشود گریاں

ایں ہست ہماں ایواں، کز نقشِ رخِ مردم — خاک درِ او بودے، دیوار نگارستاں

ایں ہست ہماں درگاہ، کاو را ز شہاں بودے — دیلم، ملکِ بابل، ہندو، شہ ترکستاں

از اسپ پیادہ شو، بر نطعِ زمیں رخ نہ — زیرِ پئے پیلش بیں، شہ مات شدہ نعماں[۵]

کسریٰ و ترنج زر، پرویز و بہ زریں — برباد شدہ یکسر، با خاک شدہ یکساں

پرویز بہ ہر بزمے، زریں ترہ گستردے — کردے ز بساطِ زر، زریں ترہ را بستاں

---

۵ حاکم حیرہ۔

پرویز کنوں گم شد، زاں گم شدہ کمتر گو   زریں ترہ کو؟ برگو؟ کم تر کو؟ ابر خواں

تمہید میں اکثر کوئی مسلسل مضمون بیان کرتا ہے۔ ایسے موقعوں پر اُسکا زور کلام۔ جوش بیان اور فصاحت و بلاغت کا زور شور قابل دید ہوتا ہے۔ تشبیب میں وہ کبھی معشوق کے حسن و جمال۔ زلف و خط و خال کی تعریف کرتا ہے۔ اور گریز نئے نئے اسلوب سے کرتا ہے جو خاص اُسی کا حصہ ہے۔ جیسے اس قصیدہ کی تشبیب و گریز ہے۔

اے توئی کز غمزہ، غوغا در جہاں انگیختہ   نیزہ بالا خوں، بداں مشکیں سناں انگیختہ
نقش زلفت بر رخ و نقش رخت در چشم من   گلستاں از ابر و ابر از گلستاں انگیختہ
پرنیاں خوئی و دیباروئی از بخت من است   مارت از دیبا دخارا زپرنیاں انگیختہ
آب و سنگم دادہ بر باد من بیجاں چو آب   سنگ در بر میروم وز دل فغاں انگیختہ
از لعبت چوں گلشکر خواہم کہ داری در جواب   زہر کاں در سنبل است از ناردں انگیختہ
دل گماں می برد کز دست تو نتواں برد جاں   داغ ہجرت بیں یقیں را از گماں انگیختہ
آہ خاقانی شنو یا زلف وود افگن بگو   کیں چہ دود است آخر از جان فلاں انگیختہ
کاروانِ عشق را سیلاع خاں شد چشم او   دار ضرب شاہ از سیلاع خاں انگیختہ
داور امت جلال الدین خلیفہ آنکہ او   گوہر قدسی ز کانِ کن فکاں انگیختہ

مناظر قدرت کی مصوری

مثلاً صبح کا ہونا۔ آفتاب کا مشرق سے نکلنا۔ صبح کے وقت مشرق

میں چاند کا زرد نظر آنا۔ رات کا غائب ہونا۔ ستاروں کا غروب ہونا۔ ان سب مناظر کو ان اشعار میں کس لطیف پیرایہ میں بیان کیا ہے۔

صبح ز مشرق چو کرد برق نور آشکار ۔۔۔ خندہ زد اندر ہوا برقِ او برق وار

بود چو گو گرد سرخ از بر چرخِ کبود ۔۔۔ دادش ایں خاک را گونہ زرِّ عیار

خسرو چیں از افق آئینۂ چیں نمود ۔۔۔ زائینۂ چرخ رفت زنگِ شبِ زنگبار

ظل صنوبر مثال گشتہ بمغرب نگوں ۔۔۔ ماہ ز مشرق نمود چہرۂ زرد آشکار

در سپرِ ماہ راند تیغ زدودہ سپہر ۔۔۔ بر کتفِ کوہ دوخت دست سپیدہ غبار

شد قلم از دست ایں رمح بدست سماک ۔۔۔ شد از دستِ آں باغ ولبِ جویبار

داد غرابِ زمیں روے بسوے غروب ۔۔۔ تا نکند ناگہاں باز سپہرش شکار

سوخت شبِ مشک رنگ ز آتش خورشید عود ۔۔۔ نکہت بادِ سحر قیمتِ عود قمار

برقعِ زریں صبح چرخ بر انداخت گرد ۔۔۔ پیش عروسِ سپہر زرِّ کواکب نثار

تیغ زنِ آسماں خاکِ سیہ پوش را ۔۔۔ کرد منوّر چو روے رایِ زنِ شہریار

اوصاف نگاری

بزم شراب۔ شراب۔ پیالہ۔ خُم۔ ساقی۔ مطرب۔ نے نواز۔ مغنی۔ آلات طرب۔ (مثل بربط۔ چنگ۔ نے۔ دف۔ جلاجل وغیرہ) کے اوصاف بھی خوب لکھتا ہے۔ مثلاً

مستان صبوح آموختہ ورزمے فتوح اندوختہ
مے شمع روح افروختہ نقل مہتار یختہ
رضواں کدہ خمخا نہا حوض جناں پیمانہا
کف برقدح دردلنہا از عقد حورار یختہ
مرغ از شبستان حرم میوہ زبستان ارم
گردوں زبستان کرم شیر مصفار یختہ
بادام ساقی مست خواب از جرعہ شادرواں خراب
از دست با جام شراب اُفتادہ صہبار یختہ
مرغ صراحی کندہ پر برداشتہ یک نیمہ سر
از نیم منقار دگر یاقوت حمرار یختہ

صنایع بدایع

خاقانی کے قصائد میں طباق ۔ تدبیج ۔ مراعاۃ النظیر ۔ لف ونشر ۔ تجنیس وغیرہ سب صنعتیں پائی جاتی ہیں ۔ مگر ایہام تناسب ۔ سیاقۃ الاعداد اور تنسیق الصفات کا استعمال زیادہ ہے ۔ مبالغہ میں وہ زور شور نہیں جو انوری میں پایا جاتا ہے ۔ بعض قصیدوں میں صنعت لزوم مالایلزم بھی ہے ۔ صنعت تنسیق الصفات میں وہ جس مرکب الفاظ کو بطور صفات بیان کرتا ہے وہ خاص ترکیبیں ہوتی ہیں ۔ جن کا موجد صرف خاقانی ہے ۔ اُس کے ہم عصروں میں اس قسم کی ترکیبیں نہیں پائی جاتیں ۔

خسرو جمشید جام شاہ تہمتن حسام
خضر سکندر سپاہ شاہ فریدون علم
ابر صواعق سناں بحر جواہر فشاں
روح ملائک سپاہ موسی احمد قدم
مہدی دجال کش آدم شیطان شکن
موسی دریاشگاف احمد جبریل دم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب از قصائد خاقانی

در نعت سید المرسلین گوید

سرِ بر فقر ترا سر کشد بتاج رضا　　تو سر بجیب ہوس در کشیدہ اینت خطا

بران سر پر سر بےسران بتاج　　تو تاج بر ننہی ار سر فرو نہی عمدا

سر ست قیمتِ این تاج گر سرش داری　　بمن یزید چنیں تاج سر بیار بہا

ترا چو شمع زتن ہر زماں سرے روید　　سرے کہ درد سر آرد ببرید نیست دوا

نگر کہ نام سرے بر چنیں سرے ننہی　　کہ گنبدِ ہوس ست این دو خمۂ سودا

سرے دگر بکف آور کہ در طریقتِ عشق　　سزاست این سر سگسار سنگساری را

چرا چو لالۂ نشگفتہ سر فگندۂ نۂ　　کہ آسماں ز سر افگندگیست پا برجا

ترا میاں سراں کی رسد کلہ داری　　زخون حلق تو خاکی نگشتہ لعل قبا

یتیم وار دریں تیم ضائع ست دلت　　بہ دُرِّ یتیم نوازی بود نہ چوں عنقا

دلے طلب کن بیمار کردهٔ وحدت | چو چشم دوست که بیمار ہست عین شفا
مگر شبے ز برای عیادت دل تو | قدم نهد صفت ینزل الله از بالا
بر آستانهٔ وحدت سقیم خوشتر دل | بپال کانهٔ جنت عقیم به اورا
مقام ری صفتے کن طلب که نقش خیال | دو یاک شمارد اگرچه دهش زند عذرا
ترا مقام صورت کجا دہد انصاف | ترا ہلیلهٔ زرین کجا برد صفرا
بترک جاه مقام حریف تر در دلیش | بخوان شاه فرعفر لطیف تر سکبا
میان خاک چه بازی سفال کودک وار | سرای خاک بجا کی ببار زهر د آسا
زر نهاد تو چون پاک شد به بوتهٔ خاک | نه طوق و تاج شود چون شود ز بوته جدا
زرے که گوی گریبان جبرئیل سزد | رکاب پای شیاطین مکن که نیست سزا
سواد اعظم اینک بہ بین مقام خرد | جهاد اکبر آنک بدر مصاف ہوا
چو گل مباش که ہم پوست را کفن سازی | چو لاله باری اول ز پوست بیرون آ
بدست ہمت طغرای بے نیازی دار | که ہر دو کون تو داری چو داری این طغرا
رہ ہوا نتوان رفت دل ز بین اہل | رفوگری نتوان کرد چشم نابینا
ترا که رشتهٔ ایمان ز ہم گسست امروز | سحاء خط امان ارچه میکنی فردا
ترا امان ز اہل به که اسپ تازی را | بروز معرکه برگستوان به از ہرّا
ترا ز پستی ہمت بکف شود ملکت | بلے ز پہلوی آدم پدید شد حوّا
چو ہمت آمد ہر ہشت داده به جنت | چو وامق آمد ہر ہفت کرده به عذرا

خروش و جوش نواز بہر بود و نابود است — که از سرود گروہ است شورش و غوغا
ببوی بود دو روزہ چرا شوی بدور تنگ — کہ بد و حال محالست و مہر کار فنا
بہ بند وہر ہمہ ماندی بمیر تا برہی — کہ طوطی از پئے ایں مرگ شد بہ بند رہا
چہ باشد دوختہ چشمی بسوزنِ تقدیر — چو لاشہ بستہ گلوی بریسمان قضا
چہ خوش حیات چہ ناخوش چہ آخرست زوال — چہ حبد سادہ چہ پرخم چو خار جست نوا
نجستہ فقر سلامت کجا کنی حاصل — بگفتہ بسم بالحمد چوں کنی مبدا
دمیدہ در شبِ آخر زماں سپیدۂ حشر — پس از تو خفتنِ اصحاب کہف نیست روا
مسافراں بسحرگاہ راہ پیش کنند — تو خواب پیش کنی اینت خفتۂ رعنا
میان بادیۂ ہاں وہاں مخسپ ازانکہ — عرابیاں ز تو ہم سر برند وہم کالا
بخواب دائم جز سیم و زر نمی بینی — بہ بیں کہ زر ہمہ رنجست و سیم جملہ عنا
ترا کہ از مل و مال ست مستی و ہستی — خمار خواب ترا صور بشکند بصدا
بکار آبی و دیں با دل و تنت گویاں — کہ کار آب شما برد آب کار شما
غلام آب رزانی نداری آب ازاں — رفیق صاف رحیقی نۂ بصف صفا
بہ بینہ چیست کہ آں کیمیای دولت گشت — ز ہم نشینی صہبا ہبا شدست ہبا
خرد بماتم و تن در نشاط و خوش نبود — کہ دیو جلوہ کند بر تو و پری رسوا
برو بتخت طہارت کن از جماع الاثم — کہ کس جنب نگذارند در جناب خدا
تجرد آی دریں راہ تا ز حق شنوی — الیّ عبدی اینجا نزول کن اینجا

زچار ارکاں بہ گرد و پنج ارکاں چو ہی — کہ ہست قاعدِ این پنج پنج نوبت لا
زنہ خراس بروں شو بگوی ہشت صفات — کہ ہست حاصلِ این ہشت ہشت باغ بقا
وگر بہ عارضۂ معصیت شکستہ دلی — ترا شفاعتِ احمد ضمان کند بشفا
بیک شہادتِ سربستہ مرد احمد باش — کہ پای مردِ سراں اوست در سرای جزا
پیِ ثنائے محمد بہ آر تیغ ضمیر — کہ چیست پر قد او بافتہ درع ثنا
زبان لبستہ بمدحِ محمد آرد لنطق — کہ نخل خشک پئے مریم آورد خرما
بعینہ صورتِ او بود انبیا ابجد — بعینہ معنیِ او بود و اصفیا اسما
اگرچہ بعد ہمہ در وجودش آوردند — قدوم آخر او بر کمال اوست گوا
نہ صورت از پیِ ابجد ہمی شود مرقوم — نہ معنی از پیِ اسما ہمی شود پیدا
نہ روح را پسِ ترکیب صورتست نزول — نہ شمس را ز پسِ صبح صادق است ضیا
نہ سبزہ بر دمد از خاک وانگہی سوسن — نہ غورہ در رسد از تاک وانگہی صہبا
گہِ ولادتش ارواح خواند سورۂ سعد — ستارہ لیست ستارہ سماع کرد سما
بیکوقت موکبِ اقبال موکب احرام — بہ لبت کلۂ زر لفت قبۂ مینا
چو نقل کرد روانش مسافر ملکوت — برای عرسش بہ عرش کرد خرقہ وطا
درید جوزا جیبہ و برید پروین عقد — گذاشت مہر دواج و فگند صبحِ لوا
بوقت مکرمہ بحر کفش چو موج زدی — حباب وار بدی ہفت گنبدِ خضرا
زبوی خلقش حبل الورید یافت حیات — ز فرِ نطقش حبل المتین گرفت بہا

سزد که چون کفِ او نشر کرد نشرهٔ جود || روانِ حاتم طے کند بساطِ سخا

ز بارگاه محمد ندای هاتفِ غیب || بمن رسید که خاقانیا بیار ثنا

ز خشک آخرِ خذلاں برست خاقانی || که در ریاضِ محمد چرید گشت رضا

مراد بخشا در تو گریزم از اخلاص || کزین خراس خسیساں دہی خلاص مرا

مرا تو باش که از ما و من دلم بگرفت || برآر تیغ عنایت نه من گذار نه ما

کلید رحمتم آخر عطا فرست چناں || که گنجِ معرفت اول ہم از تو بود عطا

گوا توئی که ندارم بگاه برگی برگ || باہل بیت زمن چوں رسد نوال و نوا

چو قرصهٔ جو و سرکه نمی رسد به مسیح || کجا رسد بحواری خوارذٔ و حلوا

مرا ز خطهٔ شرواں بروں فگن ملکا || که قرصه ایست درو صد ہزار بحرِ بلا

مرا کنف کفن است الغیاث ازیں موطن || مرا مقر سقر است الاماں ازیں مشتا

برِ مہاں نشوم ور شوم چو خاکِ مہین || غمِ کیا نخورم ور خورم بکوه گیا

ازیں گروه که پرکار در درا مانند || دلم چو نقطهٔ نونست در خطِ دنیا

گرفتهٔ سرِ شاں سرسام و جسم شاں ابرص || ز سام ابرص جانکاه تر بزہر جفا

مرا بباطلِ محتاج جاه خود شمرند || بحقِ حق که جز از حق مراست استغنا

در نعت رسالت پناه گوید

ای پنج نوبه کوفته در دارِ ملک لا || لا بر چهار بالش وحدت کشند قما

جولاں گہِ تو زاں سوی الاست گر گیتی　　هژده هزار عالم از یں سوی لار ہا
از عشق ساز بدرقه لیس ہم بنور عشق　　از تیه لا بمنزل الا الله اندر آ
دروازهٔ سرای ازل داں سه حرف عشق　　دندانهٔ کلید ابد داں دو حرف لا
لا حاجبست بر درِ الّا شده مقیم　　کو الٰہان باطله را میزند قفا
بے حاجبی لا بدرویں هر که هست　　دیں گنج خانهٔ حق و لا شکل اژدها
حد قدم مپرس که هرگز نیامد ست　　در کوچهٔ حدوث عماری کبریا
از حلهٔ حدوث بروں شود و منزلے　　تا گویدت قریشی وحدت که مرحبا
پیوند دیں طلب که ہمیں دایهٔ تو اوست　　روزی که از مشیمهٔ عالم شوی جدا
حاجت شود روا چو تقاضا کند کرم　　رحمت رواں شود چو اجابت شود دعا
ایں دم طلب که راحت از یں دم شود پدید　　اینجا طلب که حاجت ازیں جا شود روا
کسری ازیں ممالک و صد کسری و قباد　　خطوی ازیں مسالک و صد خطهٔ خطا
فیض هزار کوثر و زیں ابر یک سرشک　　برگ هزار طوبی و زیں باغ یک گیا
فتراک عشق گیر نه دنبال عقل از انکه　　عیسی ست دوست به که حواریت آشنا
میداں که دل ز روی شناساں آں سرشت　　مشمارش از غریب شماران زیں سرا
دل تا بخانه ایست که هر ساعتے درو　　شمعِ خزانهٔ ملکوت افگند ضیا
بینی جمال حضرتِ عین الله آں زماں　　کا ئینهٔ دلِ تو شود صادق الصفا
در دل مدار نقش امانی که شرط نیست　　بتخانه ساختن به نظرگاهِ پادشا

دنیا بعرض فقر بده وقت من یزید ‌‌ ‌ کو گوهر تمام عیار ارزد این بها

در چارسوی فقر در آ تا ز راه ذوق ‌ ‌ دل را ز پنج نوش سلامت کنی دوا

همت ز آستانهٔ فقرست ملک جوی ‌ ‌ آری هوا ز کیسهٔ دریا بود سقا

عزلت گزین که از سر عزلت شناختند ‌ ‌ آدم در خلافت و عیسیٰ رہ سما

شاخ امل بزن که چراغیست زود میر ‌ ‌ بیخ هوس بکن که درخت ست کم بقا

گر سر یوم یجمعی بر عقل خوانده ‌ ‌ پس پایمال مال مباش از سر هوا

تنگ آمدست زلزلة الارض هین بخوان ‌ ‌ یر مالها و قال الانسان مالها

حق میکند ندا که بکاره دراز نیست ‌ ‌ از مال لام بفگن و باقی شناس ما

خس طبع را چه مال دهی و چه معرفت ‌ ‌ بے دیده را چه میل کشی و چه توتیا

از عافیت مپرس که کس را نداده اند ‌ ‌ در عاریت سرای جهان عافیت عطا

خود مادر زمان ز وفا حامله نشد ‌ ‌ در شد بقهرش از شکم افگند هم قضا

از کوی ره زنان طبیعت ببر قدم ‌ ‌ در خوی رهروان طریقت طلب وفا

بر پنج فرض عمر برافشان و زانکه است ‌ ‌ شش روزه آفرینش ازین پنج بالوا

توسن دلی و رائض تو قول لا اله ‌ ‌ اعمیٰ دلی و قائد تو شرع مصطفا

با سایهٔ رکاب محمد عنان در آر ‌ ‌ تا طرقوا زنان تو گردند اصفیا

آن باد تا شکن که بتعریف او گرفت ‌ ‌ هم قاف و لام رونق و هم کاف و نون بها

آن مالک الرقاب دو گیتی و بر درش ‌ ‌ در کهتری مشجره آورده انبیا

هم موسی از صناعت او گشته مستطیع — هم آدم از شفاعت او بوده مجتبا
نطقش معلمی که کند عقل را ادب — خلقش مفرحی که دهد روح را شفا
دل گرسنه در آمده بر خوان کائنات — چون شبهتی بدید برون رفت ناشتا
مریم گشاده روزهٔ عیسیٰ به بست نطق — کو در سخن گشاده سر سفرهٔ سخا
بر نامده سپیدهٔ صبح از ازل هنوز — کو بر سپیده سپید ابد بود پیشوا
آدم از و بسرقع خدمت سپید روی — شیطان از و بسیلی حرمان سیه قفا
ذاتش مراد عالم و او عالم کرم — شرعش مدار قبلهٔ و او قبلهٔ ثنا
از آسمان نجیب برون تاخت قدر او — هم عرش نطعش آمده هم سدره متکا
پس آسمان بگوش خرد گفت شک مکن — کان قدر مصطفیٰ ست علی العرش استوا
آن شب که سوی کعبهٔ خلوت نهاد روی — این غول دار بادیه را کرد زیر پا
آمد پی متابعتش کوه در روش — رفت از پی متابعتش سنگ در هوا
برداشت فر او دو گروهی خاک و آب — آمیخت با سموم اثیر ے دم صبا
گردون پیر گشت مرید کمال او — پوشیده بر ارادتش این نیلگون وطا
روحانیان مثلث عطری بسوختند — وز عطر ها مسدس عالم شده طلا
یا سید البشر زده خورشید بر نگین — یا احسن الصور زده ناهید بر نوا
از شیب تازیانهٔ او عرش را نهیب — وز شیههٔ نگاور او چرخ را صدا
لا تعجلوا اشارت کرده بمرسلین — لا تقنطوا بشارت داده به اتقیا

روح القدس خریطه‌کش او دراں طریق   روح الامیں جنیبه بر او دراں فضا

زو باز مانده غاشیه دارش میان راه   سلطان دهر گفت که ای خواجه تا کجا

بنوشت هفت چرخ و رسیده بمستقیم   بگذشته از مضاقت و رفته بمنتها

ره رفته تا خطِ رقمِ اول از خطر   پی برده تا سرادقِ اعلاش از علا

زاں سوی عرش رفته هزاراں هزار میل   خود گفت این ازل حق گفت ها هنا

در سوی سر رسیده و دیده بچشم سر   خلوت سرای قدسی بیچون و بی‌چرا

گفته نود هزار اشارت بیک نفس   بشنوده صد هزار اجابت بیک دعا

دیده که نقدهای اولوالعزم ده یکیست   آموخته ز مکتبِ حق علم کیمیا

آورده روز نامهٔ دولت در آستیں   مهرش نهاده سورهٔ والنجم اذا هوا

داده قرار هفت زمیں را بباد گشت   کرده خبر چهار امیں راز ما جرا

هر چار چار حد بنای پیمبری   هر چار چار عنصر ارواح اولیا

بی مهر چار یار دریں پنج روزه عمر   نتواں خلاص یافت ازیں ششدرِ فنا

ای فیض رحمت تو گنه شوی عاصیاں   ریزی بریز بر دلِ خاقانی از صفا

با نفس مطمئنه قرینش کن آں چناں   کآواز ارجعی و هدش هاتفِ رضا

بر فضل تست تکیهٔ امید او ازانکه   باشندهٔ عطائی و پوشندهٔ خطا

ای افضلی مشاطهٔ بکر سخن توئی

ایں شعر در محافل احرار کن ادا

ایضاً در نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم گوید

طفلی ہنوز بستہ بہ گہوارۂ فنا　　مرد آں زماں شوی کہ شوی از ہمہ جدا

جہدی بکن کہ زلزلۂ صور در رسد　　شاہِ دلِ تو کردہ بود کاخ را رہا

جاں از دروں بفاقہ و طبع از بروں ببرگ　　دیو از خورش بہ بیضہ و جمشید ناشتا

آں بہ کہ پیش ہودج جاناں کنی نثار　　آں جا کہ وقت صدمۂ ہجراں شود فنا

رخش ترا بر آخر سنگین روزگار　　برگِ گیاہ نہ و خر تو عنبریں چرا

بر پردۂ عدم زنِ زخمہ بر ازانکہ　　برداشتہ است بہر فرو داشت ایں نوا

در رکعت نخست گرت غفلتے برفت　　اینجا سجود سہو کن و از عدم قضا

گر حلۂ حیات مطرا نگرددت　　آں بہ کہ در نماندت ایں کسوت از بہا

از پیل کم نۂ کہ چو عمر گشش فرا رسد　　در حال استخوانش بیرزد بداں بہا

از استخوان پیل ندیدی کہ چرب دست　　ہم پیل سازد از پے شطرنج و بادشا

امروز سکہ ساز کہ دلدار ضرب نشست　　چوں دل روانہ شد نشود نقد تو روا

اکنوں طلب دوا کہ مسیح تو بر زمیں ست　　کانگہ کہ رفت سوی فلک فوت شد دوا

بیمار بہ سواد دل اندر نیاز عشق　　مجروح بہ قباء گل از جنبشِ صبا

عشق آتشی ست کآتشِ دوزخ غذاء اوست　　پس عشق روزہ دار تو در دوزخِ ہوا

در دایہ حال بہرای تہانیست جاء دل　　دیر از کجا و خلعت بیت اللہ از کجا

بنگر چه ناخلف پسرے کز وجود تو　　دار الخلافت پدرست ایں مال سرا
در جستجوی حق شو و شبگیر کن ازانکه　　تا جسته خاک ره بکف آید نه کیمیا
برلا بر آر نفس چلیپا پرست ازانکه　　عیسی تست نفس و چلیپاست نقش لا
گر در سموم بادیهٔ لا تبه شوی　　آرد نسیم کعبهٔ الا اللّٰهت شفا
لا را ز لای لات ندانی بگوی دیں　　گر بے چراغ عقل روی راه انبیا
اول ز پیشگاه قدم عقل زاد و بس　　آرے که از یکے یکے آید بابتدا
عقل جہاں طلب در آلودگی زند　　عقلِ خدا پرست زند در گهِ صفا
کتفِ محمد از درِ مہرِ نبوت ست　　آں کتف بیور اسپ که بُد جای اژدها
با عقل پای کوب که بربست ژنده پوش　　بر فقر دست کش که عروسیست خوش لقا
جاں را بفقر باز خر از حادثات ازانکه　　خوش نیست ایں غریب نوآئیں دریں نوا
اندر جزیرهٔ دو محیط ست گرد تو　　زیں سوت موج محنت و زآں سو شطِ بلا
از رمز در گزر نه زمیں چوں جزیره ایست　　گردوں بگرد او چو محیط ست از ہوا
از کشت روزگار سلامت مجوی ازانکه　　ہرگز سراب پر نکند قربهٔ سقا
در قمرهٔ زمانه فتادی بدست خوں　　وا حال کعبتین که حریف ست بس دغا
فرسوده داں مزاج جہاں را بناخوشی　　آلوده داں دہان مشعبد بگندنا
اینجا مساز عیش که بس بے نوا بود　　در قحط سال کنعاں دکان نانوا
زیں غرقه گاه رو که نهنگیست رہگذر　　زیں سبزه جای خیز که زہر ست در گیا

گیتی سیاه خانه شد از ظلمت وجود — گردون کبود جامه شد از ماتم وفا

از خشک سال حادثه در مصطفی گریز — کاینک بفتح باب عنمان کرد مصطفی

درد تو این بس است که یا غیث الغیاث — کز فیض او بسنگ فسرده رسد نما

بودند تا نبود نه دلش درین سرا — این چار مادر و سه موالید بے نوا

شاهنشه است احمد مرسل که ساخت حق — تاج ازل کلاهش و درع ابد قبا

آن قابلِ امانت در قالبِ بشر — وان حامل ارادت در عالم جزا

چون نوبتِ نبوتِ او در عرب زدند — از جودی و اُحد صلوٰت آمدش صدا

بر خوان این جهان نه زد انگشت در نمک — نان خورده دست شسته ازین بے نمک ابا

آزاد کردهٔ در او بود عقل داد — چون عقل هم شهنشه و هم پاسبان ما

او رحمتِ خداست جهانی خدای را — از رحمتِ خدای شود خاصهٔ خدا

ای هستها ز هستی ذاتِ تو عاریت — خاقانی از عطای تو هست آیت ثنا

مرغی چنین که دانه و آبش ثنای تست — مپسند کز نشیمن عالم کشد جفا

از عالم دو رنگ فراغت دهش چنانکه — دیگر ندارد این زنِ رعناش در عنا

در نعت نبی صاحب صدق و سداد در حکمت و موعظت

بنیاد از نکوهش دنیا و حُسّاد

عروس عافیت آنگه قبول کرد مرا — که عمر بیش بها دادمش بشیر بها

چو گشت عافیتم خوشه در گلو آورد   چو خوشه باز بریدم گلوی کام و ہوا
خروس کنگرۂ عقل پر بکوفت چو دید   که در شب املِ من سپیده شد پیدا
چو ماه سی شبه ناچیز شد خیال غرور   چو روز پانزده ساعت کمال یافت ہبا
مسیح وار پےِ راستی گرفت آں دل   که باژگونه روی داشت چوں خطِ ترسا
زہر غزار سلامت دلِ مرا خبر است   که ہم مسیح خبر دارد از مزاج گیا
مرا طبیب دل اندر زگونه کرد ست   دریں سواد بترس از حوادثِ سودا
به تلخ و ترش رضاده بخوان گیتی زُه   که نیشتر خوری ار بیشتر خوری حلوا
ازیں سراچۂ آواء و رنگ دل بگسل   بارغوان چه رنگ و بارغنوں آوا
اسیر طبع مخالف مدار جان و خرد   زبون چار زبانی مکن دو حور لقا
که پوست پارهٔ آید ہلاک دولت آں   که مغربی کنہاں را دہد باز دہا
مرا شہنشهِ وحدت زدامگاه خرد   بشیب مقرعه دعوت ہمی کند که بیا
دریں رسالہ گہِ خاکی چه خاک می بیزی   نه کودکے نه مقام زخاک چیست ترا
بدست آزمده دل که بہر فرش کنشت   زبام کعبه بدزوند ملکیاں دیبا
بسوی نفس مکن جاں که بہر گردن خوک   کسے نبرّد زنجیر مسجد الاقصےٰ
به بیں که کو کبهٔ عمر خضر وار گذشت   تو باز مانده چو موسیٰ بتیه خوف رجا
بہر بر نوبتِ حج بود و جہد خواجه ہنوز   ازاں سوی عرفات ست چشم بر فردا
بجاه چاه چه افتی که عمر در نقصاں   بقصد قصد چه کوشی که ماه در جوزا

برفت روز و تو چون طفل خرمی آری | نشاط طفل نماند دگر بود عذرا
چو عمر دادی دنیا بده که خوش نبود | بصد خزینه همیّ زر بدانگی استقصا
دو رنگی شب و روزِ سپهر بوقلمون | پرند عمر ترا می برند رنگ و بها
دو چشمه اند یکی قیر و دیگری سیماب | شبِ بنفشه وش و روز یاسمین سیما
تو غرق چشمهٔ سیماب و قیر پنداری | که گرد چشمهٔ حیوان وگو ترم بچرا
جهان بچشمی ماند درو سیاه و سپید | سپید ناخنه دارد سیاه نابینا
ببر طناب هوس پیش از آنکه ایامت | چهار میخ کند از بر خیمهٔ خضرا
بصور نیم شبی بر فگن رواق فلک | بناوکِ سحری بر شکن مصاف قضا
قضا به بوالعجبی تا کیت نماید لعب | بهفت مهرهٔ زرّین و حقّهٔ مینا
ترا بحقهٔ ده مهره فسر بفقند ایرا | چو حقه بیدل و مغزی چو مهرهٔ بی سروپا
فریب گنبد نیلوفری مخور که کنون | اجل چو گنبدِ گل بر شگافدت عمدا
ز خشک سال حوادث امید امن مدار | که در تموز ندارد دلیل برف هوا
چه جای راحت و امن است دهر رنگیست | چه روز باشه و صید است دهر پر نکبا
مگو که دهر کجا خون خورد چو نیست دهانش | ببین به پشه که زو بیش زنست نیست کجا
مساز عیش که نامردم است طبع جهان | مخور ز کرفس که بکشد دم است بوم و سرا
ز روزگار وفای بروزگار آید | که حصرم از پس شش ماه می شود صهبا
چه خوش بوی که درون خشت و بیرون نعم | کجا روی که ز پیش آتش است و پس دریا

خوشی طلب کنی از خلق سادہ دل مردا   کہ از زکوٰۃ ستاناں زکوٰۃ خواست عطا
صلاح کار خود اینجا ز بیزبانی ساز   کہ بیزبانی درفع زبانیہ است آنجا
خرد خطیب دلست و دماغ منبر او   زباں بصورتِ تیغ و دہاں نیام آسا
چو خوشہ چند شوی صد زباں نمیخواہی   کہ یک زباں چو ترازو بوی بروز جزا
درون کام رہا کن زباں کہ تیغ خطیب   برای نام بود در برش نہ بہر وغا
دریں مقام کسے کو چو مار شد دو زباں   چو ماہی است بریدہ زباں دراں ماوا
زباں بمہر کن و جز بگاہ لا مکشاے   کہ در ولایت قالوا بلیٰ رسی تو ز لا
دو اسپہ براثر لا ایراں براں شرطے   کہ رخت لفگنی الّا بمنزل الّا
مگر معاملۂ لا الٰہ الا اللہ   درم خرید رسول اللّٰہست کند بہا
زباں ثنا گرِ درگاہ مصطفےٰ بہتر   کہ بارگیر سلیماں نکوترست صبا
ثنای او بدلِ ما فرو نیاید از انکہ   عروس سخت شگرفست و حجلہ نازیبا
سپید روی ازل مصطفےٰ است کز شرفش   سیاہ گشت بہ پیرانہ سرسرِ دنیا
فلک بہ دایگی دین او بدیں مرکز   زنیست بر سرِ گہوارۂ بماندہ دوتا
دمش خزینہ کشای عجاہز ارواح   دلش خلیفہ کتابِ معلّم اسما
بہ پیش کاتب وحیش دوات دار خرد   بفرق حاجب بارش نثار بار خدا
ہزار فصل ربیعش جنیبہ دار جمال   ہزار فضل ربیعش خریطہ دار سخا
زباں دراں دہن پاک گفتہ کہ مگر   میان چشمۂ خضرست ماہی گویا

دو شاخ گیسوی او چون چهار پنج حیات — بهر کجا که اثر کرد اخرج المرعا
بیاد گیسوی او زآتشش بهار کم است — که آب و گل را به آبستنی دهد به نما
غرور دهر و سرور جهان نخواست از آنکه — نداشت از غم امت باین و آن پروا
از این حریف گلو به حذر گزید حذر — وزین ابای گلوگیر ابا نمود ابا
چهار یارش تا تاج اصفیا شمرند — نداشت ساعد دین یاره داشتن یارا
الهی از دل خاقانی آگهی که درو — خزینه خانهٔ عشق است سر بمهر رضا
ازان شراب که نامش مفرح کرم ست — به رحمت این جگر گرم را بساز دوا
ز هر چه زیب جهانست و هر که اهل جهان — مرا چو صفر تهی دار چون الف تنها
قنوت من به نماز و نیاز در اینست — که عافِنا و قِنا شرّ ما قضیتَ لنا
مرا بمنزل الا الذین فرود آور — فرو گشای ز من طمطراق الشعرا
یقین من تو شناسی ز شک محققان — که علم تست شناسای ربنا ارنا
مرا ز آفت مشتی زیاد باز رهان — که هر نه نای زن زید گشته اند گوا
خلاص ده سخنم را ز غارت گرهی — که مولعند بنقش ربا و قلب ربا
چو کاسه باز گشاده دهن ز جوع الکلب — چو کوزه پیش نهاده شکم ز استسقا
اگر خسیسی بر من گران سر ستده است — که او زمین کثیف ست و من سماء سنا
گر او نشسته و من ایستاده ام شاید — نشسته باد زمین و بپای باد سما
در او براحت و من در مشقتم چه عجب — که هم زمین بود آسوده و فلک دروا

سخن به است که مانند ما در فکرت ‌ ‌ ‌ ‌ که یادگار هم اسما نکو تر از اسما
بروز حشر که آواز لاتخف شنوند ‌ ‌ ‌ ‌ بگوش خاطرِ ایشاں رساں کہ لابشرا

ایں قصیده در منطق الطیور خوانند در مطلع اول صفت صبح و تخلیص کعبه عظمها الله و در مطلع دوم صفت بهار و مناظره طیور و تخلیص سید المرسلین

زد نفس سر بمهر صبح ملمع نقاب ‌ ‌ ‌ ‌ خیمهٔ روحانیاں گشت معنبر طناب
شد گهر اندر گهر صفحهٔ تیغِ سحر ‌ ‌ ‌ ‌ شد گره اندر گره حلقهٔ درع سحاب
صبح فنک پوش را ابر زره در قبا ‌ ‌ ‌ ‌ برده کلاهِ زرش قندز شب لا زتاب
بال فرو کوفت مرغ مرغ طرب گشت دل ‌ ‌ ‌ ‌ بانگ برآورد کوس کوس سفر کوفت خواب
صبح برآمد ز کوه چوں مه نخشب ز چاه ‌ ‌ ‌ ‌ ماه برآمد بصبح چوں دم ماهی در آب
نیزه کشید آفتاب حلقهٔ مه در ربود ‌ ‌ ‌ ‌ نیزهٔ ایں زر سرخ حلقهٔ آں سیم ناب
شب عربی وار بود بسته نقابِ بنفش ‌ ‌ ‌ ‌ از چه سبب چوں عرب نیزه کشید آفتاب
بر کتفِ آفتاب باز ردای زر است ‌ ‌ ‌ ‌ کرده چو احرامیاں بر درِ کعبه مآب
حق تو خاقانیا کعبه تواند شناخت ‌ ‌ ‌ ‌ ز آخر سنگیں طلب توشهٔ یوم الحساب
مرد بود کعبه جوی طفل بود کعب باز ‌ ‌ ‌ ‌ چوں تو شدی مرد دیں روی ز کعبه متاب

کعبه که قطب هدی ست معتکفست از ازل ... خود نبود هیچ قطب منقلب از اضطراب

هست به پیرامنش طوف کنان آفتاب ... آری بگرد قطب چرخ زند آسیاب

خانه خدایش خداست لاجرمش نام هست ... شاه مربع نشین تازی رومی نقاب

المطلع الثانی

رخش بهار ایتا تخت بر سر صفر آفتاب ... رفت بحرب آخری گنج روان در رکاب

کحلی چرخ از سحاب گشت مسلسل بشکل ... عودی خاک از نبات گشت مهلهل ثیاب

روز چو شمع شب نور ده و سرفراز ... شب چو چراغ سحر روز کاست و نیم تاب

وردی مطبوخ می بر سر سبزه تسل ... شیشه نارنج بین بر سر آب از حباب

مرغکان چون طفلگان ابجدی آموخته ... بلبل الحمد خوان گشت خلیفه کتاب

دوش ز نوزادگان دعوت نو ساخت باغ ... مجلس شان آب زد ابر بسیم مذاب

داد بهر یک چمن خلعتی از زرد و سرخ ... حلقه نو دوش صبا رنگ ز رشک ماهتاب

اول مجلس که باغ شمع گل اندر فروخت ... نرگس با طشت زر گرد مجلس شتاب

ژاله بران جمع ریخت روغن طلق از هوا ... تا نرسد جمع را ز آتش لاله عذاب

هر سر جو از جوی جوی رقعه شطرنج بود ... بیدق از زین نمود غنچه زروی تراب

شاخ جواهر فشان ساخته نیر النثار ... سوسن سوزن نمای دوخته خیر الثیاب

مجمره کرد آن شمال مروحه ان شاخ بید ... لعبت باز آسمان زد پی فگن شهاب

پیش چنین مجلسی مرغان جمع آمدند   شب شده بر شکل موی مه چو کمانچه رباب
فاخته گفت از نخست مدح شگوفه که گل   ساز داز آن برگ تلخ مایهٔ شیرین لعاب
بلبل گفتا که گل به ز شگوفست از آنکه   شاخ جنیبت کش است گل شه والاجناب
قمری گفتا ز گل مملکت سرو به   کاندکی بادی کند گنبد گل را خراب
ساری گفتا که هست سرو ز من پای لنگ   لاله از و به که کرد دست بدست انقلاب
صلصل گفتا که نی لاله دو رنگست از و   سوسن یکرنگ به چون خط اهل الثواب
تیهو گفتا به است سبزه ز سوسن از آنکه   فاتحهٔ صحف باغ اوست که فتح باب
هدهد گفت از سمن نرگس بهتر که هست   کرسی جم ملک او و افسر افراسیاب
طوطی گفتا سمن به بود از سبزه کو   بوی ز عنبر گرفت رنگ ز کافور ناب
جمله بدین داوری بر در عنقا شدند   کوست خلیفه طیور داور مالک رقاب
صاحب ستران همه بانگ بر ایشان زدند   کین حرم کبریاست بار بود تنگ باب
فاخته گفت آه من کلهٔ خضرا بسوخت   حاجب این بارگاه ور نه بسوزم حجاب
مرغان بر در بپای عنقا در خلوت بجای   فاخته با پرده دار گرم شده در عتاب
حاجب حال این خبر چون سوی عنقا رساند   آمده در خوانده شان کرد به پرسش خطاب
بلبل کردش سجود گفت که نعم الصبوح   خود تو دی باز داد مستجاب الله جواب
قمری کردش ندا کای شه از عدل تو   دانهٔ انجیر زرد دام گلوی غراب
وی که ز انصاف تو صورت منقار کبک   صورت مقراض گشت بر پر و بال عقاب

ما بتو آوردہ ایم درد سر ار چہ بہار　　درد سرِ روزگار برد ببوئے گلاب
وانکہ دو اسپہ دوید موکبِ فصلِ ربیع　　دہر خرف باز یافت قوتِ فضل الشباب
خیل ریاحیں بس است مابکہ شادی کنم　　زیں ہمہ شادی گر است کیست بر تو صواب
عنقا بر گرد سر گفت کزیں طائفہ　　دست یکے در حناست جعد یکے در خضاب
ایں ہمہ نورستگاں بچہ خورند پاک　　خوردہ کہ از جوی شیر گاہ ز جوی شراب
گرچہ ہمہ دلکش اند از ہمہ گل نغز تر　　کو عرقِ مصطفاست وایں دگر از خاک و آب
ہادی مہدی غلام اُمّی صادق کلام　　خسروِ ہشتم بہشت شحنہ چارم کتاب
باج ستان ملوک تاج دہِ انبیا　　کز درِ او یافت عقل خط اماں از عقاب
احمد مرسل کہ کرد از تپشِ زخم تیغ　　تخت سلاطیں ز گال گردہ شیراں کباب
جملہ رسل بر درش مفلس و طالب زکوۃ　　او شدہ تاجِ رسل تاجر صاحب نصاب
عطسۂ او آدم است عطسۂ آدم مسیح　　اینت خلف کز شرف عطسۂ ابود باب
گشت زمیں چوں سفن چرخ چو کیمخت سبز　　تا زپے تیغ او قبضہ کنند و قراب
ذرۂ خاک درش کار دو صد ذرہ کرد　　راند بداں آفتاب بر ملکوت احتساب
لاجرم از سہم آں بربطۂ ناہید را　　بندر ہادی گسیخت رفت بریشم ز تاب
دیدۂ نہ روز بد رگاں شہ دیں بدر وار　　راند سپہ در سپہ سوے نشیب و عقاب
بہر پلنگان دیں کرد شراب از محیط　　بہر نہنگان کیں کرد محیط از شراب
از شغبِ ہر پلنگ شیر قضا بستہ دم　　وز فزع ہر نہنگ حوت فلک ریخت ناب

از پی تائید او صف به ملائک رسید — آخته شمشیر غیب تاخته چون شیر غاب
در علمش میر نخل نیزه کشیده چو نخل — غرقهٔ صد نیزه خون اهل طعان ضراب
چون الف سوزنی نیزه بنیاد کفر — چون تن سوزن بقهر کرده خراب و بی آب
حامل وحی آمده کامده یوم الظفر — ای ملکان الغزات ای ثقلین النهاب
خاطر خاقانی ست مدح گر مصطفا — زان ز حقش بی حساب هست عطا بی حساب
کی شکند همتش قدر سخن پیش غیر — کی فگند جوهری دانهٔ دُر در خلاب
یارب ازین حبس گاه باز رهانش که هست — شروان شر البلاد خصمان شر الدواب
زین گروه نا حفاظ حافظ جانش تو باش — کز تو دعاء غریب زود شود مستجاب

این قصیده را در آوان کودکی گفته است

صفتی ست حُسن او را که بوهم در نیاید — روشی ست عشق او را که بگفت در نیاید
علم الله ای عزیزان که جمال روی آن بت — بصفات در نگنجد بخیال در نیاید
چو نسیم زلفش آید علم صبا بجنباد — چو فروغ رویش آید سپه سحر نیاید
ز لبش نشان چه جوئی ز دلم سخن چه رانی — نشنیدهٔ که کس را ز عدم خبر نیاید
چو صدف گشاده لعلش چو سنان کشید غمزش — نبود که چشم و گوشم صدف و گهر نیاید
چه دوم که اسپ سحرم نرسد بگرد وصلش — چکنم که شاخ بختم ز قضا ببر نیاید
چو مدد ز بخت خواهم دل از و عرض نیاید — چو درخت زهر کارم بر از و شکر نیاید

نه دراست اختیاری که کم از کمم به بیند
نه مراست روزگاری که ز بد بتر نیاید

دل و دین فداش کردم بکرشمه گفت نی نی
سر و زر نثار ما کن که چنین بسر نیاید

اگرم جفا نماید ز برای خشک حالی
بوفای او که جانم هم ازان بدر نیاید

شب عید چون در آید ز در وثاق گفتی
که ز شرم طلعت او مه عید بر نیاید

بنیاز گفت فردا پی تهنیت بیایم
بدو چشم او که جانم بشود اگر نیاید

ز بنفشه زار زلفش نفحات عید الا
سوی فخر دین دولت شه دادگر نیاید

سن سق نشان منوچهر افق سپهر ملت
که ز نه سپهر چون او ملکی دگر نیاید

چه یگانه ایست کو را بسه بعد در دو عالم
ز حجاب چار عنصر بدلی بدر نیاید

که بود عدو که آید بگذرگه سپاهش
که زمانه بر کند هم که بدان گذر نیاید

چه خطر بود سگی را که قدم زند بجائی
که پلنگ در وی الا زره خطر نیاید

بهر آن زمین که عنقا ز سموم پر بریزد
بیقین شناس کانجا پشه یه پر نیاید

عدو ابله است اگر نه خرد آن بود که مردم
دم اژدها نگیرد پی شیر نر نیاید

سلب فرشته دارد سر تیغ و شاه و دائم
سر دیو بردآری ز فرشته سر نیاید

همه کامها که دارد ز فلک بیاید ارچه
مدد مراد وش افزون ز حد قدر نیاید

غذا از جگر پذیرد همه عضوها ولیکن
غذا از دهان بگیرد هم بسوی جگر نیاید

چه شدست اگر مخالف سر حکم او ندارد
چه زیان کند بخلاقی پی بوالبشر نیاید

ز جلالت تو شاها نکند زمانه باور
که شعار دولتت را فلک استر نیاید

تو بجای خصم ملکت ز کرم نه مقصر — چه سبب تهی که در وی ز تو فائز نیاید
بلے آفرینش ست اینکه با متزاج مرمهر — بد چشم آنکه اندر مادر بیصر نیاید
سر نیزهٔ تو خورد ... قسمی بدولت تو — که ازین لیس آب خوردش بجز از حذر نیاید
بمصاف سرکشان ور چو تو تیغ زن نخیزد — بسر سریر خسروان به چو تو تاجور نیاید
چو دل تو گفته باشم سخن از جهان بگویم — گر چه بحر و بر شماری سخن از تمسر نیاید
بجستگی عیدت بدعا گشم که دائم — که بدولت تو هرگز ز فنت اختر نیاید
تو نهال باغ ملکی سر بخت سبز بادت — که بباغ ملک سروی ز تو تازه تر نیاید
نظر سعادت تو ز جهان مباد خالی — که جهان آب و گل را به ازین نظر نیاید

این قصیده در مدح کعبه گوید و تخلص سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیه وسلم تحت روضه رسول اللہ انشا کرده

مقصد اینجاست ندای طلب اینجا شنوند — بختیان را ز جرس صبحدم آوا شنوند
عارفان نظری را فدا اینجا خواهند — هاتفان سحری را فدا آنجا شنوند
خاکیان را ز دل گرم روان آتش عشق — یاد سرداز سر خوناب سعید اشنوند
همه سگ جان و چو سگ ناله کنانند به صبح — صبحدم ناله سگ بین که چه پیدا شنوند
خاک بر سجدهٔ قرا شود از اشک نیاز — وز دل خاک همان نالهٔ قرا شنوند
خاک اگر گوید و نالد چه عجب کاتش را — بانگ گریه ز دل صخرهٔ صما شنوند

گریہ آں گریہ کہ از دیدۂ آتش بیند   نالۂ آں نالہ کہ از سینۂ خارا شنوند

چوں بلرزد علم صبح و بنالد دم کوس   کوہ را نالہ تپ و لرزہ چو دریا شنوند

صبح گلفام شد ارواح طلب تا نگرند   کوس گلبام زد ابدال نگر تا شنوند

ہر چہ در پردۂ شب راز دلِ عشاق ست   کاں نفس جز بقیامت نہ ہمانا شنوند

صبح شد ہدہد جاسوس کزو وا پرسند   کوس شد طوطی غمازہ کزو وا شنوند

چوں بپای علم روز سر شب بہ برند   چہ عجب کز دم مرغ آہ دریغا شنوند

کشتہ شد دیو بپای علم لشکر حاج   شاید ار تہنیہ از کوس مفاجا شنوند

کوس حاج ست کہ دیو از فزعش کرد دگر   زد چو کرنای سلیماں دمِ عنقا شنوند

یارب ایں کوس چہ ہاروت فن و زہرہ نواست   کہ ز یک پردہ صدا لحانش بعمدا شنوند

چہ کند کوس کہ امروز قیامت نکند   کہ ندارد نفس صور کہ فردا شنوند

کوس را بیں خم ایواں سلیماں کہ درو   لحن داؤد با آہنگ دل آرا شنوند

کوس چوں صومعہ پیرِ ششم چرخ کزو   بانگ ششش دانۂ تسبیح ثریا شنوند

کوس ماند بکمانِ فلک اما عجب آنکہ   زو صریر قلمِ تیر بجوزا شنوند

کوس را دل نہ و دردی نہ چرا نالد زار   نالہ زار نہ در خو دل دردا شنوند

کوس چوں مار شدہ حلقہ و کوبند سرش   بانگ آں کوفتن از کوہ بصنعا شنوند

سخت سر کوفتہ دارندش و او نالد ازانکہ   نالۂ مردِ ز سر کوبۂ اعدا شنوند

خم کوس ست کہ ماہ نو ذو الحجہ نمود   کہ ز مہ لحن خوش نہرۂ زہرا شنوند

خود فلک خواہد تا چنبر این کوس شود ‏ تا صداش از جبل الرحمة بطحا شنوند
کز دم چنبر چہ بین کہ شنیدن خوش ست ‏ پس دم آن خوشتر کز چنبر مینا شنوند
از پی حرمت کعبہ چہ عجب گر پس ازین ‏ بانگ دق الکوس از گنبد خضرا شنوند
مشتری قرعۂ توفیق زند بر رہ حاج ‏ بانگ آن قرعہ بدین رقعۂ غبرا شنوند
عرشیان بانگ و ﷲ علی الناس زنند ‏ پاسخ از خلق سمعنا و اطعنا شنوند
از سر و پای در آیند سراپاے نیاز ‏ تا تعال از فلک العرش تعالی شنوند
روضہ روضہ ہمہ رہ باغ منور بینند ‏ برگ برگ ہمہ جا آب مصفا شنوند
سر بسر روضہ ہمہ جای تنزہ شمرند ‏ لب بلب برگ ہمہ بانگ تماشا شنوند
انجم ماہ وش آمادۂ حج آمدہ اند ‏ تا خواص از ہمہ لبیک مثنا شنوند
ہمہ را نسخۂ اجزای مناسک در دست ‏ از پی کسب جزا خواندن اجزا شنوند
نہ صحیفہ است فلک ہفت دہ آیہ زیرش ‏ عاشقان این ہمہ از سورۂ سودا شنوند
نہ صحیفہ کہ بیک بند دہ آیت بستند ‏ تا نہ بس دیر چو سی پارہ مجزا شنوند
خام پوشند ہمہ اطلس بخیتہ شمرند ‏ زہر نوشند ہمہ نوش ہنیا شنوند
زندگی شان بحق و نام بر او لوح چراست ‏ گاب شان ابر دہد لاف ز سقا شنوند
گنج پروردۂ فقر ند نہ کم دو کم شدہ لیک ‏ کم کم گنج سراپردۂ بالا شنوند
فقر شکوست برنگ ار چہ باد از بدست ‏ عام انسین رنگ آواز تبرا شنوند
شبہ طاؤس شمر فقر کہ طاؤسان را ‏ رنگ زیباست گر آواز نہ زیبا شنوند

سفر کعبہ نمودار رہ آخرت است
گرچہ رمزِ رہش از صورتِ زیبا شنوند

جانِ معنیٰ ست باسم صوری دادہ بروں
خاصگاں معنیٔ و عاماں ہمہ اسما شنوند

کعبہ را نام بمیدان گہ عام و عرفات
حجرۂ خاصِ جہاں داور دارا شنوند

عابداں نعرہ برآرند بمیداں کہ از آنکہ
نعرۂ شیرِ دلاں در صفِ ہیجا شنوند

عارفاں خامش و سر بر سرِ زانو چو ملخ
نہ چو زنبور کزو شورش و غوغا شنوند

ساربانا بوفا بر تو کہ تعجیل نمائے
کز وفائے تو زمن شکر موفا شنوند

حاشا للہ اگر امسال ز حج وامانم
نہ قصورِ من و تقصیر تو حاشا شنوند

دوستاں یافتہ میقات و شدہ ذی عرفات
من بقید و زمن آواز ببطحا شنوند

ہیچ اگر سایہ پذیر دہم آں سایۂ ہیچ
کہ مرا نام نہ در دفترِ اشیا شنوند

ہاو ہا باشد اگر محمل من سازی وہم
بر سمائیم بکم زاں کہ ز من ہا شنوند

بر درِ کعبہ کہ بیت اللہ موجودات است
کہ مباہات اُمم زاں در والا شنوند

بارِ عام ست و درِ کعبہ کشادست کزو
خاصگاں بانگ درِ جنتِ ماوا شنوند

پس چو رضواں در جنات کشاید ملکاں
بانگ حلقہ زدنِ کعبۂ علیا شنوند

زاں کلیدی کہ نبی نزد بنی شیبہ سپرد
بانگ پیر ملک و زیور حورا شنوند

چوں جرس وار نجیباں رہِ یثرب سپرند
ساربان را ہمہ الحان جرس آسا شنوند

در فلک صوت جرس زنگل نباشان ست
کہ خروشید نش از دخمۂ دارا شنوند

بسلام آمدگانِ حرمِ مصطفوی
ادخلوہا بہ بسلام از حرم آوا شنوند

النبی النبی آرند خلائق بزبان — امتی امتی از روضهٔ خضرا شنوند

از سریر درِ او چار ملائک بسه بعد — پنج هنگامه و دو صور بیکجا شنوند

بر درِ مرقدِ سلطان هدیٰ زالبق پیچ — هر کبِ داشته را تا لهٔ هرا شنوند

خود جنیبت بدرش داشته بینند براق — که صهیلش نفسِ روح معلّا شنوند

موسی استاده و گم کرده ز دهشت نعلین — ارنی گفتنش از بهر تجلّا شنوند

بهر وا یافتنِ گم شده نعلین کلیم — والضحیٰ خواندن حصر از درِ طاہا شنوند

بنده خاقانی و نعت و سرِ بالین رسول — تا ش تحسین ز ملکات در صفِ اعلا شنوند

فخر من بنده ز خاکِ درِ احمد بینند — لاف دریا ز دم عنبر سارا شنوند

نعت صدرِ نبوی به که بعزبیت گویم — بانگ کوس ملکی به که بصحرا شنوند

نکنم مدح که من مرثیه گوے کرم — چون کرم مرد ز من بانگ معزّا شنوند

زنده کردم سخن ارشا کر من شد چه عجب — که ز عازر صفتِ شکر مسیحا شنوند

شاید ار لب بحدیثِ قدِ ما نگشایند — ناقدانی که اداے سخن ما شنوند

آب هر آهن و سنگ ار نشود نیست عجب — که دم آتش طور از یدِ بیضا شنوند

شاعران حیض حسد یافته چون خرگوشند — تا ز من شیر دل این نکتهٔ عذرا شنوند

خصم سگ دل ز حسد نالد و چون جهت ما — نور بے حرقه دہد دع دعوا شنوند

از سر خامه کنم معجزه انشا بخداے — گرچنیں معجزه بینند سزایا شنوند

راویان کایت انشاء من انشاد کنند — بارک الله همه بر صاحب انشا شنوند

این قصیده را نیز نزهة الارواح و نزهة الاشباح خوانند هم در حضرت معظمه گفته انشا کرده است از مطلع اول وصاف مقصد صدق کند و یا ز ارشرح منازل مناسک و منازل راه کعبه ید از بغداد تا مکه

شب روان از صبح صادق کعبهٔ جان دیده اند — صبح را چون محرمانِ کعبه عریان دیده اند

از لباسِ نفس عریان مانده چون ایمان صبح — هم بصبح از کعبهٔ جان روی ایمان دیده اند

در شکرریزند ز اشکِ خوان که گردون را بصبح — همچو پسته سبز و خون آلود و خندان دیده اند

وادیِ فکرت بریده محرمِ عشق آمده — موقفِ شوق ایستاده کعبهٔ جان دیده اند

روز و شب دیده دو گاو پیسه در قربان کشش — صبح را تیغ و شفق را خون قربان دیده اند

خوانده اند از لوحِ دل شرحِ مناسک هر آنکه — در دل از خط ید الله صد دبستان دیده اند

نام سلطان خوانده هم بر پاسخ سلطان از آنکه — دل علامتگاه پاسخهای سلطان دیده اند

از کجا برداشته اول ز بغدادِ طلب — وز کجا در وادی تجرید امکان دیده اند

صبحدم رانده ز منزل تشنگان و ناشتا — چاشتگه هم مقصد و هم چشمه هم خوان دیده اند

در طوافِ کعبهٔ جان سالکانِ عرش را — چون حلیِ دلبران در رقص و افغان دیده اند

در سجودِ کعبهٔ جان ساکنانِ سدره را — همچو عقلِ سالکان سرمست و حیران دیده اند

در حریمِ کعبهٔ جان محرمان الیاس وار — علم خضر و چشمهٔ ماهی بریان دیده اند

در طریقِ کعبهٔ جان چرخ زرین کاسه را — از پی دریوزهٔ جان کاسه گردان دیده اند

کشتگاں کز کعبۂ جاں باز جا نور گشته اند — ماهی خضر اند گوئی کاب حیواں دیده اند
کعبۂ جاں زانوی نه شهر جوی و هفت ده — کیں دو چار انفس اسیر طبع دهقاں دیده اند
برگذشته زیں ده وزاں شهر در اقلیم دل — کعبۂ جاں را بشهرِ عشق بنیاں دیده اند
خاکیاں و انده راهِ کعبۂ جاں کو فتن — کیں رهِ دشوار مشتے خاک آساں دیده اند
کعبۂ سنگیں مثالِ کعبۂ جاں کرده اند — خاصگاں ایں را طفیلِ دیدنِ آں دیده اند
هر کبوتر کز حریمِ کعبۂ جاں آمده است — زیر پر ش نامۂ توفیق پنهاں دیده اند
عاشقاں اول طوافِ کعبۂ جاں کرده اند — پس طوافِ کعبۂ تن فرض فرماں دیده اند

المطلع الثانی

تا خیال کعبه نقش دیدۂ جاں دیده اند — دیده را از شوق کعبه زمزم افشاں دیده اند
عشق بر کرده زمگه آتشی کز شرق و غرب — کعبه را هر هفت کرده هفت مرداں دیده اند
هم بداں آتش ز هند و چین و بغداد آمده — ماه ذوالقعده بروی دجله تاباں دیده اند
ماه نورانیمۂ قندیل عیسے یافته — دجله را بر حلقۂ زنجیر مطراں دیده اند
بر سر دجله گذشته تا مدائن خضر وار — قصر کسری وز یارتگاه سلماں دیده اند
طاق ایوانِ جهانگیر و وثاق پیر زن — از نکو نامی طراز فرش ایواں دیده اند
از تحیر گشته چوں زنجیر پیچاں کاں زماں — بر در ایواں نه زنجیر و نه درباں دیده اند
تا جدارش رفته و دندانهاے قصر شاه — بر سر دندانهای تاج خنداں دیده اند

رانده زانجا تا بخاکِ حله و آبِ فرات — موقفِ شمس و مقامِ شیرِ یزدان دیده اند

پس بکوفه مشهدِ پاکِ امیرِ نحل را — همچو جلیشِ نحل جوشِ انسی و جان دیده اند

پس پلنگانِ گوزن افگن که چون شاخِ گوزن — پشت خم در خدمتِ آن شیرِ مردان دیده اند

در تنور از جای طوفان دیده اند از خشم دل — هم تنورِ غصه هم طوفانِ احزان دیده اند

رانده اند رحبه دو اسپه تا مناره یکسره — از سمِ گوران دلِ شیران هراسان دیده اند

بختیان چون نوعروسان پای کوبان در سماع — اختران و شب پلاس و چرخ کوهان دیده اند

شب طلاقِ خواب داده دیده بانانِ بصر — تا شکر ریزِ عروسانِ بیابان دیده اند

روزها کم خور چو شبها نو عروسان در زفاف — دفها شان اندرا ها مطربِ الحان دیده اند

حلقها شان از پلاس و گیسوان شان از مهار — بارها خلخال و مشاطه شتربان دیده اند

درزها شوفی شده سنگ و قدم شان لاجرم — سنگ را از خون بگیری رنگ مرجان دیده اند

سرخ مویان چون می نی بی می همه مست راه — برهم افتاده چو میگون زلفِ جانان دیده اند

بختگان چون بختیان افتان و خیزان مست شوق — نی نشانی از می و ساقی و میدان دیده اند

وان کژاوه چیست میزانِ دو کفه باردار — بار جوزا و دو کفه شکلِ میزان دیده اند

بارداری چون فلک نعش و دمه خور در شکم — واند دو مو چون شتر قیس اندرا و عربان دیده اند

چون دو دست اندر تیمم یک بدیگر متصل — در یکی محمل دو تن هم پای و هم ال دیده اند

جبرئیل استاده چون اعرابی اشتر سوار — کز پی حاجی دلیلِ ره نوردان دیده اند

بادیه بحر است و بختی کشتی و اعراب موج — واقصه سر حدِ بحر و مکه پایان دیده اند

دست بالا ہمت ہر دم کہ گردہ زیر پای — پای شیبی کاں عقوبت جای شیطاں دیدہ اند
شکل چوگان ست پای و بادیہ گوئی بزیر — آسماں چوں گوی غلطاں زیر چوگاں دیدہ اند
بادیہ چوں غمزۂ ترکان سناں دار از عرب — جای خونریزاں و نرگس را ز نیساں دیدہ اند
بہر دفع درد چشم رہرواں آب و گیاش — شیر مادر دختر کشنیز پستاں دیدہ اند
از گلاب ژالہ و کافور صبحش در سموم — خیش خاد کسری و سرد آب خاقاں دیدہ اند
دائرہ افلاک را بالای صحن بادیہ — کم ز جرم نخویاں بر حرف قرآں دیدہ اند
بادیہ باغ بہشت و بر سر خوانہای حاج — پر طاؤس بہشتی رنگس راں دیدہ اند
وز طناب خیمہا بر گرد لشکرہای حاج — صد ہزار اشکال اقلیدس بہ برہاں دیدہ اند
قالع صف صف دید و صفہ صف نیزہ داراں حاج — کوس را از زیر دستاں زیر دستاں دیدہ اند
چار صفہای ملک در صفہای نہ فلک — بر زبانا جای استسقای باراں دیدہ اند
بر سر چاہ شقوق از تشنگاں صف صف چنانکہ — پیش یوسف گرسنہ چشمان کنعاں دیدہ اند
گرمگاہی کافتاب استادہ در قلب اسد — سنگ و ریگ ثعلبیہ بید و ریحاں دیدہ اند
تیرہ چشمان رواں ریگ رواں را در زرود — شاف ساقی ہم ز حصرم ہم ز رماں دیدہ اند
از پی حج دہ چنیں روزی ز پانصد سال باز — بر در قید آسماں را منقطع ساں دیدہ اند
من بدور مقتفی دیدم بدی مہ بادیہ — کاندرو ز آب و گیا قحط فراواں دیدہ اند
پس ببعد مقتفی امسال دیدم در تموز — کز تیمم گاہ صد نیلوفرستاں دیدہ اند
کوہ مخروق آنکہ ہمچوں زر بشفشاہنگ ہد — دیو را ذو در شکنجہ حبس خذلاں دیدہ اند
از دم پاکاں کہ بنشاند چراغ آسماں — ناف باحورا بجا جرماہ آباں دیدہ اند

از سحابِ فضل و اشکِ حاج و آبِ شعرِ من
برگ‌ها را برگ جای بحرِ عمان دیده اند

وز پیِ خضره پرِ روح القدس چون خطِ دوست
در بهمیر اسدره بر جای مغیلان دیده اند

زآبِ شورِ نقره و ریگِ غسیله ز اعتقاد
سالکان از نقره کان و از عسل شان دیده اند

از لبسِ پرِ ملک گسترده زیرِ پای حاج
حاج زیرِ پای فرشِ سندسِ الوان دیده اند

سبزیِ برگِ حنا در پای دیده لیک از اشک
سرخیِ رنگِ حنا در نوکِ مژگان دیده اند

خه خه آن ماهِ نو ذوالحجه کز وادی عروس
چون خمِ تاجِ عروسان در شبستان دیده اند

ماهِ نو در سایهٔ ابرِ کبوتر فام راست
چون سجاءِ نامه یا چون عینِ عنوان دیده اند

زآب و خاکِ سارقیه تا صفیه پیشِ چشم
بس دواءالمسک و تریاقیکه اخوان دیده اند

در میانِ سنگلاخِ مسلخ و عمره ز شوق
خار و حنظل گلشکر های صفاهان دیده اند

دشتِ محرم صحنِ محشر گشته وز لبیکِ خلق
نفخهٔ صور اندرین پیروزه نیکان دیده اند

از نشاطِ کعبه در شیرِ زقومِ اجرامیان
شیرهٔ پستان قرینِ شیرِ پستان دیده اند

شیرزدگانِ امید و سینه رنجورانِ عشق
در زقومش هم دو پستان هم سپستان دیده اند

زندگان گشته نفس آنجا کفن دریا کشان
زعفرانِ رخ حنوط النفس الانسان دیده اند

شیرمردان چون گوزن آن تیهی و هو اندر رهان
وز هوالله بر خدنگِ آه پیکان دیده اند

بر درِ امید شان قفل از قفلِ حبسی زده
بازوبندانه کلیدش سینِ سبحان دیده اند

آمده تا نخلهٔ محمود و در راه از نشاط
حنظلِ محروق را نارنجِ گیلان دیده اند

جمله در غرقابِ اشک و گرده هم سیر از نان اشک
خاکِ غرقابِ مصحف را که عطشان دیده اند

المطلع الثالث

دست موقف را لباس از جوهر جان دیده اند — کوه رحمت را اساس از گوهر کان دیده اند
عرض گاه دشت موقف عرض جنانست از انکه — مصنع او کوثر و سقاتش رضوان دیده اند
حوت و سرطان ست جای مشتری وان ظاهر که هست — مشتری صفوی که در وی حوت و سرطان دیده اند
کوه رحمت حرمتی دارد که پیش قدر او — کوه قاف و نقطهٔ قاهر دو یکسان دیده اند
سنگریزه کوه رحمت برده اند از بهر کحل — دیده یا نانی که عرش از کوه لبنان دیده اند
اصفیا را پیش کوه استاده دل سوزان چو شمع — همچو شمع از اشک غرق خشک دامان دیده اند
آفتاب از غرب گفتی باز گشت از بهر حاج — چون نماز دیگری بهر سلیمان دیده اند
گفتی از مغرب برجعت کرد مشرق آفتاب — لاجرم حاج از حد بابل خراسان دیده اند
از نسیم مغفرت کابی و خاکی یافته — آتشی را از انا گفتن پشیمان دیده اند
وز فراوان ابر رحمت ریخته باران فضل — رانده را بر امید عفو شادان دیده اند
حج با آدینه و ما غرق طوفان کرم — خود بعهد نوح هم آدینه طوفان دیده اند
هشتم ذوالحجه در موقف رسیده چاشتگاه — شامگه خود را بهفتم چرخ مهمان دیده اند
شب فراز کوه زاشک شوق جمع و نور شمع — ابر در افشان و خورشید زر افشان دیده اند
چون کریمان کز عطای ولیه نسیان شان بود — عفو حق را از خطای خلق نسیان دیده اند
خلق هفتاد و سه فرقه کرده هفتاد و دو حج — انسی و جنی و شیطانی مسلمان دیده اند

حاج را نو نور افزا از ملائک کرده حق   هر چه در شش صد هزار اعداد نقصان دیده اند
ای همایه صبح سوی شام و ایران برخبر   زین شرف کامسال اهل شام و ایران دیده اند
وی زبان آفتاب حرار گیهان را بگوی   دولتِ کز حج اکبر حاج دوران دیده اند
ز سموم آسیب و ز باران تجلی یافته   ز خفاجه بیم و ز عربیه عصیان دیده اند
رانده ز اول شب بران که پایهٔ شکسته سنگ   نیم شب مشعل بمشعر نور غفران دیده اند
بامداد آن نفس حیوان کرده قربان در منا   لیک قربانِ خواص از نفس انسان دیده اند
با سیاهی سنگ کعبه هم برآید در شرف   سرخی سنگِ منا کز خون حیوان دیده اند
سعد ذابح بهر قربان تیغ مریخ آخته   جرم کیوان نقش چو سنگ ملکی افسان دیده اند
چون بره کاچه با در کوسپند چرخ را   سوی تیغ حاج پویان و غزلان دیده اند
بهر بانان بر زبان هر پانی شکر حق   گفته وقتِ کشتن و حق از زبانان دیده اند
در سه جمره بوده پیشِ مسجد خیف اهل خوف   سنگ را کانداخته بر دیو غضبان دیده اند
آمده در مکه و چون قدسیان در گرد عرش   عرش را بر گرد کعبه طوف و جولان دیده اند
پیش کعبه گشته خونباران ز می بوس از نیاز   و آسمان را در طوافش هفت دوران دیده اند
عیب اینان کعبه ز ترتیب پنج ارکانِ حج   رکن پنجم هفت طوفِ چار ارکان دیده اند
رفته و سعی صفا و مروه کرده چار و سه   هم بران ترکیب کز سلوات و اعیان دیده اند
پس برای عمره کردن سوی تنعیم آمده   هم بران آئین که حج را ساز و سامان دیده اند
حاج را دیوان اعمال است و آنگه عمره را   ختم اعمال و فذالک های دیوان دیده اند
کعبه در دست سیاهان عرب دیده چنانکه   چشمهٔ حیوان بتاریکی گردگان دیده اند

انچه دیده دشمنانِ کعبه از مرغاں بسنگ　　دوستانِ کعبه از غوغا و چنداں دیده اند
بهتریں جای بدستِ بدترین قومی گرو　　مهره جان دار اندر مغز ثعباں دیده اند
نی خرایزد شرم و نی از کعبه آزرم ای دریغ　　جای شیراں را سگاں عوعو کناں دیده اند
در طوافِ کعبه چوں شوریدگاں از وجد و حال　　عقل را پیرانه سر در امِّ صبیاں دیده اند
ذاتِ حق سلطانِ سلطاناں و کعبه دار ملک　　مصطفیٰ را شحنهٔ و منشور قرآں دیده اند
چوں ز راهِ کعبه خاقانی به یثرب داد روی　　پیش صدرِ مصطفیٰ ثانی حسّان دیده اند
بنده خاقانی سگِ تازیست بر درگاه او　　نخ نخ آں تازی سگی کش پارسی خواں دیده اند

این قصیده غرا را حرز الحجاز خوانند در کعبه علا عظمها الله پیش بالین مقدسهٔ محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم انشا کرد در یثرب

شب رواں چوں رخِ صبح آئینه سیما بینند　　کعبه را چهره دراں آئینه پیدا بینند
گرچه زاں آئینه خاتونِ عرب را نگرند　　دریں آئینه رومی زنِ رعنا بینند
اختراں عود شب آرند و به آتش فگنند　　خوش بسوزند صبا خورشید هم ازانجا بینند
صبح دنداں چه مطرا کند از سوخته عود　　عودی خاک زدندانش مطرا بینند
صبح را در ردی سادهٔ احرام کشند　　تا فلک را سلبِ کعبه مهیا بینند
محرماں چوں که ردی صبح درآرند به کتف　　کعبه را سبز لباسِ فلک آسا بینند
خود فلک شقهٔ دیبای تنِ کعبه شود　　هم ز صبحش علمِ شقهٔ دیبا بینند

دم صبح از جگر آرند و خم ژاله چشم — تا دل از زنگ پذیرد آینه سیما بینند

دم و خم تیره کنند آینه این آینه بین — گر ز خم گرم دوم سرد مصفا بینند

راه صبوح زنان راه صبوحی بزنند — دیو را ره زدن روح چه یارا بینند

بشکنند آن قدح سر تن گرد دل زنار — که بدست همه تسبیح ثریا بینند

اختران از پی تسبیح همه زیر آیند — کآتش دل زده در قبهٔ بالا بینند

نیک لرزند ز تسبیح موذن به فلک — اختران که چو تسبیح مجزا بینند

خوش‌دهان آن رواء صبح بشویند چو شیر — کآن رداء جامهٔ احرام مسیحا بینند

شائقان تو نه از صبح و ز شام آزاد اند — که دل از هر چه دو رنگیست شکیبا بینند

صبح شام آمده گلگونه و تن غالیه فام — رو که مردان نه بدین رنگ نمالوا بینند

صبح صادق پس کاذب چه کند بر تن دهر — چادر سبز در دنائیِ رسوا بینند

زابنوس شب و روز آمده بر رقعهٔ دهر — دو سه تا کالت سطرنجی سودا بینند

لعب دهر ست چو تضعیف حساب شطرنج — گرچه پایان طلبند بیش نه پیدا بینند

که کند خاک درین کاسهٔ مینای فلک — که از او آتش بر زهره و جوزا بینند

غلطم خاک چه حاجت که چو بر درنگرند — همه خاکیست که در کاسهٔ مینا بینند

خاک خواران ز فلک خواری بینند چو خاک — خاک بر سر همه را هیچ مگو تا بینند

بگذریم از فلک و دهر در کعبه زنیم — کین دو را هم بدر کعبه تولا بینند

ما و خاک پی وادی سپران کز تف و نم — آه شان مشعله دار و مژه سقا بینند

پارۂ دا قصہ: واقف آں راہ شویم — کہ زمیگش برکت برگۂ مینا بینند
بادیہ بحر دبراں بحر ز باراں چو حباب — قبۂ سیم زدہ حلۂ و احیا بینند
از خفا چہ بسر راہ معونت یابند — ور بعربیہ بہ لب چاہ مواسا بینند
گرمگاہی کہ چو دوزخ دمد از باد سموم — تف باحمدرا چوں نکہت حورا بینند
قرصۂ شمس شود قرصۂ رپوند ز لطف — بہر تفتہ جگراں کافتِ گرما بینند
چرخ تاریخ صفت شیشۂ کافور شود — کہ ز انفاس مریداں وہم سرما بینند
علمِ خاص خلیفہ زدہ در لشکرِ حاج — چتر شاہیست گر و مانب آرا بینند
باز زریں ز بر رایت و دستار چو زید — آفتابی بشب آراستہ عمدا بینند
تاج زریں بسر دختر شاہنشہ زنگ — باز پوشیدہ بگیسوش سراپا بینند
زمی از خیمہ پر افلاک وز لیس قلکہ زر — بہ سعر ہر فلکی کوکب رعنا بینند
رہ اکال راست رہ بادیہ دلیر خطر — لیکن ایوانِ اماں کعبۂ علیا بینند
ہمہ شبہای نجم آبستن روز طربیست — یوسف روز بچاہِ شب یلدا بینند
خوشی عافیت از تلخی دارو یابند — تابش منتی در ظلمت اسما بینند
بر شوند از پلِ آتش کہ اثیرش خوانند — پس بصحرای فلک جای تماشا بینند
بگذرند از سر موی کہ صراطش دانند — پس سو مائدۂ جنت ماوا بینند
حُفّتِ الجنۃ ہمہ راہ بہشت آمد خار — پسِ خارستاں ہمہ گلزار تمنا بینند
حُفّتِ النّار ہمہ راہ سقر گلزار است — باز خارستاں سر تا سر صحرا بینند

دم صبح از جگر آرند و نم ژالهٔ چشم — تا دل زنگ پذیر آئینه سیما بینند
دم و نم تیره کنند آئینه این آئینه بین — گر ز نم گرم و دم سرد مصفا بینند
راه صبوح زنان راه صبوحی بزنند — دل بوراره زدن روح چه یارا بینند
بشکنند آن قدح سه تن گردون زنار — که بدست همه تسبیح ثریا بینند
اختران از پی تسبیح همه زیر آیند — کآتش دل زده در قبهٔ بالا بینند
نیک لرزند ز تسبیح موذن به فلک — اخترانی که چو تسبیح مجزا بینند
خوش دمان آن رداء صبح بشویند چو شیر — کان رداء جامه احرام مسیحا بینند
شائقان تو نه از صبح و ز شام آزاد اند — که دل از هر چه دو رنگیست شکیبا بینند
صبح شام آمده گلگونه وش غالیه فام — رو که مردان نه بدین رنگ زنان وا بینند
صبح صادق پس کاذب چه کند بر تن دهر — چادر سبز در دنا زن رسوا بینند
ز آبنوس شب و روز آمده بر رقعهٔ دهر — دو سه تا کالت سطرنجی سودا بینند
لعب دهر ست چو تضعیف حساب شطرنج — گرچه پایان طلبند هیچ نه همانا بینند
که کند خاک درین کاسهٔ مینای فلک — که ازو آتش بر زهره و جوزا بینند
غلطم خاک چه حاجت که چو بر در نگرند — همه خاکیست که در کاسهٔ مینا بینند
خاک خواران ز فلک خواری بینند چو خاک — خاک بر سر همه را هیچ مگو تا بینند
بگذر کم از فلک دهر در کعبه ز نم — کین دو را هم بدر کعبه تولا بینند
ماده خاک پی وادی سپران گز تف و نم — آه شان مشعله دار و مژه سقا بینند

بارهٔ واقعهٔ واقص آں راه شنویم — که زمیگش برکت برگهٔ سینا بینند
بادیه بحر و براں بحر ز باراں چو حباب — قبهٔ سیم زده حلهٔ واحیا بینند
از خفا چه بسر راه معونت یابند — در عریبیه به لب چاه مواسا بینند
گرمگاهی که چو دوزخ دمد از باد سموم — تف با حمرا چوں نکهت حورا بینند
قرصهٔ شمس شود قرصهٔ ریوند ز لطف — بهر تفته جگراں کافتِ گرما بینند
چهرخ تاریخ صفت مشیته کافور شود — که ز انفاس مریداں همه سرما بینند
علمِ خاص خلیفه زده در لشکرِ حاج — چتر شاهیست که گرد ما شب آرا بینند
باز زریں زبر رایت و دستار چو زبیر — آفتابی بشب آراسته عمدا بینند
تاج زریں بسر دختر شاهنشه زنگ — باز پوشیده بگیسوش سراپا بینند
زمی از خیمه پر افلاک و زبس فلکه زر — همه سر سر فلکی کوکب رخشا بینند
سالکاں راست رهِ بادیه دهلیز خطر — لیکن ایوان اماں کعبهٔ علیا بینند
همه شبهای غم آبستنِ روز طربیست — یوسف روز بچاهِ شبِ یلدا بینند
خوشی عافیت از تلخی دارو یابند — تابش معنی در ظلمت اسما بینند
برشوند از پلِ آتش که اثیرش خوانند — پس بصحرای فلک جای تماشا بینند
بگذرند از سر موی که صراطش دانند — پس سوهِ مائدهٔ جنت ماوا بینند
حُفَّتِ الجنه همه راه بهشت آمد خار — پس خارستاں همه گلزار تمنا بینند
حُفَّتِ النّار همه راه سقر گلزار است — باز خارستاں سر تا سرِ صحرا بینند

شوره بینند بره پس بسرِ چشمه رسند ... غوره یابند بر زبس می حمرا بینند
آب ابرست گر و شوره فرات انکارند ... تاب مهرست گر و غورهٔ منقا بینند
فر کعبه است که در باغ دل و راه امید ... شورهٔ و غورهٔ با چشمه و صهبا بینند
تخم کاینجا فگنی کشت تو آنجا دروند ... جو امروز کنی آب تو فردا بینند
بد دلی در رهِ نیکی چه کنی کاهل نیاز ... نیک را هم نظرِ نیک مکافا بینند
تشنگانی که ز خون شیر شوند از پی عشق ... دل دریا کش سرمست چو دریا بینند
دیو کز وادی محرم شنود نالهٔ کوس ... چون حریرِ علمش لرزه ز آوا بینند
گوسفندِ فلک و گاو زمین را بمنا ... حاضر آرند و قربان مهیا بینند
پی غلط کرده چو خرگوش همه شیر دلان ... راه تنها شده تا کعبه به تنها بینند
آسمان در حرمِ کعبه کبوتروار است ... که بالش بدرِ کعبه مسما بینند
آسمان کوز کبودی به کبوتر ماند ... بر درِ کعبه معلق زن و دروا بینند
این کبوتر که نیارد ز بر کعبه پرید ... طیرانش نه ببالا که به پهنا بینند
شقهٔ کز بر کعبه فلکش می خوانند ... سایهٔ جامهٔ کعبه است که بالا بینند
روز و شب را که باصل از حبش و روم آرند ... پیش خاتون عرب چهره و لالا بینند
حبشی زلف و یمانی رخ و زنگی خال است ... گر چو ترکانش تتق رومی و خضرا بینند
جان فشانند بران خال و بران حلقهٔ زلف ... عاشقان کان رخ زنگی و زیبا بینند
کعبه بینند ز سر حلقه درِ حلقهٔ زلف ... نقطهٔ خال رخش از آن حجرهٔ صما بینند
مشتری عاشق آن زلف و رخ و خال شده است ... که چو گردونش سراسیمه و شیدا بینند

گفتی آں حلقهٔ زلف از چه سپید ست چو شیر — که ز خالش سهی عنبر سارا بینند
کعبه دیرینه عروسیست عجب ئے که برو — زلف پیرانه و خالِ رُخ برنا بینند
حلقهٔ زلف کهن رنگ بگرداند لیک — خال را زنگ همان غالیه گونا بینند
عشق بازاں که بدست آرند آں حلقهٔ زلف — دست در سلسلهٔ مسجد اقصیٰ بینند
خاکسارا ں که براں سنگ سیه بوسه زنند — نور در جوهر آں سنگ معلّا بینند
از پسِ سنگ سیه بوسه زدن گاه وداع — چشمهٔ خضر ز ظلمات مفاجا بینند
گر بکه فلک و نور محمد دیدند — در مدینه ملکِ عرش معلّا بینند
خاکیانِ جگر آتش زده از باد سموم — آنچه ز خاک درِ حضرتِ اعلا بینند
مصطفیٰ پیشِ خلائق فگند خوان کرم — کر مگس راں وی از شهپر عنقا بینند
عیسیٰ از چرخ فرود آید و ادریس از خلد — کین دو در آن لخور میدهٔ حلوا بینند
خاصگاں بر سرِ خوانِ کرمش دم نزنند — زاں ابا ها که بر یں خوانچه دنیا بینند
زعفراں رنگ نماید سر سکباش ولیک — گونهٔ سنگ مگس است آنکه ز سکبا بینند
عقل واله شده از فر محمد یابند — طور پاره شده از نور تجلا بینند
عقل و جاں مست بیاسین چو یس خفتند — یا چو نوں از رقمش دور کنی تا بینند
او گرفته ز سخن روزه و از عید سخاش — صاع خواهان زکوٰة آدم و حوا بینند
شیر مرداں بجز بمش سگ کهف اند همه — ای منت شیراں که مدد ز آتشِ هیجا بینند
سرمهٔ دیده ز خاکِ درِ احمد سازند — تا لقای ملک العرش معلیٰ بینند

حضرتِ اوست جهانی که شب و روز جهان ساحت وسیع است کزان روضهٔ غرا بینند
دادخواهان که ز بیداد فلک ترسانند دادِ از ان حضرتِ دین داور و دادار ببینند
بندهٔ خاقانی و درگاه رسول احد آنکه بندگان حرمت از این درگه والا بینند
خاکِ مشکین که ز درگاه رسول آورد دست حرز بازوش چو الکهف چو طاها بینند
مصطفیٰ خاطر و حسانِ عجم مدح سرای پیش سیمرغ خمش طوطیِ گویا بینند
گرچه حسانِ عجم را همه جا جاه دهند جاهش آن به که بخاکِ عربش جا بینند
گرچه در لفظ سیه چهره توان دید ولیک آن تکوتر که در آئینهٔ بیضا بینند
لاف از آن روح توان زد که بچارم فلکست نی ز بیر و ج که در تربت و یغما بینند
یادش آمد که بتبریز دوان چه بلا بود و چه دید تکلیفی کان بشه و باشه زنگیا بینند
بسکه دید آفت اعدا ز پی انس عیال مردم از بهر عیال آفت اعدا بینند
سوسی از بهر صفورا کند آتش خواهی وان شبانیش هم از بهر صفورا بینند
ز غریبِ فلک آزرده دلش خوش نشود تا فلک را چو دلش رنگ معرا بینند
کی توان برد بخنجر ماز دلِ کس غصه کانستخوان غصه شده در دل خرما بینند
سخنش معجزهٔ دهر از این به سخنان بخدا گر شنوند اهل عجم یاء بینند

چون تمسکت بحبل الله ز اول دیدند
حسبی الله و کفی آخر انشا بینند

——>·✣·<——

در توصیف و مدح شاه خلائق پناه خود گوید

صبح ز مشرق چو کرد برق ہو را آشکار ❊ خندہ زد اندر ہوا برقِ او ابر دار
بود چو گوگرد سُرخ گرز بر چرخِ کبود ❊ داد و بس خاک را گونہ زر عیار
خسروِ چین از افق آئینۂ چین نمود ❊ زائینۂ چرخ رفت زنگ شۂ زنگبار
در سپہرِ ماہ راند تیغ زدودہ سپہر ❊ برکتف کوہ دوخت دست سپیدۂ غبار
شد قلم از دست این رمح بدستِ سماک ❊ شد ارقم از دستِ آں باغ و لبِ جوئبار
ظل صنوبر مثال گشت بمغرب نگوں ❊ ماہ ز مشرق نمود مہرۂ زر آشکار
داد غراب زمین روی بسوی غروب ❊ تا نکند ناگہاں باز سپہرش شکار
سوخت شبِ مشکبار ز آتش خورشید برد ❊ نکہتِ بادِ سحر قیمت عود قمار
برقعِ زرینِ صبح چرخ برانداخت و کرد ❊ پیش عروسِ صبوح وزن کواکب نثار
تیغ زن آسماں خاک سیہ پوش را ❊ کرد منوّر چو روی رای زنِ شہریار
ہم صف حاتم سخا احنف سحباں بیاں ❊ یحیی خالد عطا جعفر ہاروں شعار

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

دلِ من پیر تعلیم ست و من طفل زباندانش ❊ دم تسلیم سر عشر و سر زانو دبستانش
ز ہر زانو دبستا نست و ہر دم لوح تسلیم ست ❊ نہ ہر دریا صدف دار است و ہر نم قطر نیسانش

سر زانو دبستانست چوں کشتیِ نوح آنرا کہ طوفاں جوش در داد ست جودی گرد دامانش

خوشا آنکس را کہ روزی شد دبستاں از سر زانو نہ تا کعبش بود جودی ولی تا ساق طوفانش

بہ مرد ایں دبستانست ہر گہ جنبشے در وے بہ ہر دم چار طوفانست در بنیاد ارکانش

دبستاں از سر زانوست خاص آں شیر مردے را کہ چوں سگ در پس زانو نشاند شیر مردانش

کسے کز روی سگ جائی نشیند در پس زانو بزانو پیش سنگساراں نشستن نیست امکانش

کسے کیں خضر معنی راست دستگیر چوں موسی کفِ موسی و آبِ خضر بینی در گریبانش

ہمہ تلقینش آیاتی کہ خاموشیست تاویلش ہمہ تعلیمش اشکالی کہ نادانیست برہانش

مرا بر لوح خاموشی الف با تا نوشت اوّل کہ در دِ سر زبانست و ز خاموشیست درمانش

نخست از من زباں بستد کہ طفل اندر نو آموزی چو نالش بے زباں باید نہ چوں بربط زباندانش

چو ماندم بے زباں چوں نای جاں در من دمید از لب کہ تا چوں نای سوئے چشم را کم دم بفرمانش

پنہاں در لبتہ تلقین مرا انگار اخت کاندر من نہ شیطاں ماند و سواسش نہ آدم ماند عصیانش

بگوشم من فرو گفت آنچہ گر نسخہ کنم شاید صحیفہ صفحۂ گردوں و دودہ جرم کیوانش

نبشتم ابجد تجرید و پس چوں نشرۂ طفلاں نگاریدم بسرخ و زرد از اشک و چہرہ ہر مانش

چو از بر کردم ایں ابجد کہ ہست از نیستی حرفش ز یادم شد معمائی کہ ہستی بود عنوانش

چو دیدم کیں دبستاں راست کلی علم نادانی ہر آنچہ حفظ جزوی بود شستم ز آب نسیانش

زہے تحصیلِ دانائی کہ سوی خود شدم ناداں گر استاد دانا بود چوں من کرد نادانش

چو طوطی کائنہ بیند شناسد خود نیفتد پے ز خود در خود شود حیراں کند حیرت سخندانش

درین تعلیم شد عمرم و هنوز ابجد همی خوانم ندانم کی رقوم آموز خواهم شد بدیوانش

هنوزم عقل چون طفلان سر بازیچه میدارد که این نارنج گون حقه ببازی کرد حیرانش

نظاره میکنم و یکجا درین هنگامه طفلان که مشکین مهره آسوده ست نیلی حقه گردانش

بپایان آمد این هنگامه کاینک روز آخر شد بود هر جا که هنگامه است شب هنگام پایانش

خرد نا ایمن است از طبع زان حرزش کنم حیرت چو موسی زنده در تابوت از آن دارم ز زندانش

خرد بر راه طبع آید که مهد نفس موسی را گذر بر نیل فرعونست و ناچارست زایشانش

باول نفس چون زنبور کافر داشتم لیکن باخر یافتم چون شاه زنبوران مسلمانش

مگر میخواست تا مرتد شود نفس از سر عادت مرا این سر چو پیدا شد بریدم سر به پنهانش

میان چار دیواری بخاکش کردم از خون سر گورش باندودم چو تلقین کردم ایمانش

که گور کشتگان باشد بخون اندوده بیرون سو ولیکن ز اندرون باشد بمشک آلوده صحنوانش

نترسم زانکه نباش طبیعت گور نگشاید که مهتاب شریعت را بشب کردم نگهبانش

ز گور نفس اگر بر رست خاره الحمد لله گو برون سو خار دیدستی درون سو بین گلستانش

مرا همت چو خورشید است شاهنشاه از آن دانستا که چرخ رخش زیر رانست سر عیسیست بر رانش

بلی خود همت درویش چون خورشید میباید که سامانش همه شاهیست و فارغ ز سامانش

سلیمانیست این همت بملک خاص درویشی که گوش هب لی میرسد ز پیش ایوانش

دو همت بینی جهان و جان فتاده در لگد کوبش دو سگ یابی نیاز و آز بسته پیش دربانش

زهی خضر سکندر دل هوا تخت خرد تاجش نهی سرمست عاشق جان بقا نزل و رضا خوانش

دو خازن فکر و الهامش دو حارس شرع و تفتیش   دو دمی نفس آمالش دو سمی چرخ و کیوانش

نه چون جیپال هند از جود تختی کرده طاغوتش   نه چون خاقان چین از ظلم تاجی کرده طغیانش

ز بهر سطرنج تسلیم همه تخت جیپالش   برای مرکب اخلاص لعل از تاج خاقانش

چو در میدان آزادی سواری آرزو کردی   بهر آمال بودی گوی و پای عقل چوگانش

دلم قصر مشبک داشت همچون خان زنبوران   برون ساده درش بام و درون نعمت فراوانش

نه خان عنکبوت آسا سراپرده زده بیرون   درون ویرانه و بر خوان مگس همخانه بریانش

نه چون ماهی درون سو عفن بیرون از درم گنجش   که بیرون چون صدف عور و درون از سوز گوهر کانش

برفتم پیش شاهنشاه همت تا زبین بو بهم   بشارت کرد دولت را که بالا خوان مهمانش

هوا میخواست تا وصف بالا همسری جوید   گرفتم دست و افگندم بصف پای ماچانش

بخوان سلوتم بنشاند خود حاجت نبود آنجا   که اشکم خودش نمک بود و رخ زرین نمکدانش

بدستم دوست کافی داد جام خاص خرسندی   که خاک جرعه چین شد خضر جرعه آب حیوانش

کسی کیں نزل منزل دید ممکن نیست تحویلش   کسی کیں نقل مجلس یافت حاجت نیست نقلانش

مرا چون دعوت عیسی است عیدی هر زمان در دل   دلم قربان عید فقر و گنج گاو قربانش

مرا دل گفت گنج فقر داری در جهان منگر   نعیم مصر دیده کس چه باید قحط اعوانش

بن دامان شبستان کن به شرط آنکه هر روزی   بساطی سازی از خسار و جاروبی ز مژگانش

چو بر دوند اسپ عزت را عوانان فلک سخره   چه جوئی زین علفخانه که قحط افتاد در خانش

نیابی جو خوری را که دونان اصحت بنگاهش   نه بینی نان تنوری را که طوفان کرد ویرانش

بار یاری چو گنجشکی ندارد جو درین خرمن — مخر چون ترک جو گفتی بیک جو مال و مقالش

چو حرص آمیخت با عقلی نه سر ماند نه دستارش — چو دزد افتاد در باری نه خر ماند نه پالانش

فلک هم تنگ چشمی دان که بر خوان وضع مهمان را — ز روز و شب دو گرده بست خوان آسا لادو الش

نترسی زین سگ ابلق که درنده است پیش از تو — بسی شیران نر زان غاب پی کردست دندانش

بچرخ گنده ناگون بر دو نان بینی و یک خوشه — که یک دو پاک تر آنکشنیز ناید زان دو دندانش

برین نان ریزه ها منگر که شب دارد درین سفره — که از دریوزهٔ عیسی است خشکاری در انبانش

نماز هر ده کن بر حرص لیکن چون وضو سازی — که بی آبی است عالم را و در حیض اندر کانش

وگر گویم تیمم کن بخاکی چون کنی کاینجا — بخون کشتگان آلوده شد خاک بیابانش

نهادن پرستان را گل خندان گلخن دان — درون سوخت ناپاکی بجز دود در دهر جانش

سگان آز را عید است چون میر تو خوان سازد — تو شیر روزه میدارد میبین در سبع الوانش

نعیم پاک بستانند چو گرد آلوده بسپارد — ز شرم از آدمیت آید ننگ از آدمستانش

دریغا کاش دانستی که در گلخن چه افزاید — ز چندین خوردن خون زنان و خون حیوانش

بگو با میر کاندر پوست سگ داری و جیفه هم — سگ از بیرون دو گر دو تو هم کاسه گردانش

کشف در پوست میرد لیک افعی پوست بگذارد — تو کم ز افعی نه در پوست چون ماندی بجا مانش

سلیمانی مکن دعوی نخست این دیو انسی را — بکش یا بند کن یا کار فرما یا برون رانش

چه جان کار فرمایت بباغ قدس خواهد شد — حواس کارکن دشمن تن بگذار ویرانش

که خوش نبود چو شاهنشه ز غربت وا بملک آید — بمانده خاصگان در بند او فارغ در ایوانش

سفر بیرون ازین عالم کن و بالای آن عالم
که دل زین هر دو مستغنی است تر زین و آن ارزانش

دو عالم چیست دو کفه است میزان مشیت را
ازین دو کفه بیرون ست هر کو هست وزنانش

زنی باشد نه مردی کز دو عالم خانه سازد
که ناهید ست و نه کیوان که باشد خانه میزانش

ز خاک پای مردان کن چو تخت حاسبان تاجت
وگر تاج زرت بخشند سر اندر دزد و دستانش

نه درویش است هر کش تاج سلطانی کند شعبه
که درویش آنکه درویشی و سلطانیست یکسانش

وگر صف خاص تر بینی در او درویش سلطان دل
که خاک پای درویشی نماید تاج سلطانش

نه خود سلطان درویشان خاص ست احمد مرسل
که از نون و القلم طغرا است در منشور فرقانش

چو درویشی بدرویشان نظر کن که قرص خور
بهر یاران دهد زربفت و خود بینند عریانش

سخا هنگام درویشی فزون تر کن که شاخ رز
چو درویش خزان گردد پدید آید زر افشانش

سخا بهر جزا کردن ریا خواریست در همت
که یک بدهی و انگه ده خراج خواهی زد انش

ز بد گر نیکوئی ناید تو عذرش ز آفرینش نه
که معذور ست مار ار نیست چون نحل از عسل نیشش

اگرچه نخل وقتی نوش آرد نیش هم دارد
تو آن منگر که اوحی ربک آمد وحی در شانش

میالا گر توانی دست ازین آلایش دنیا
که دنیا سنگ استنجاست آلوده ست شیطانش

همه کس عاشق دنیا و ما فارغ ز غم ایرا
غم معشوق سنگدل هست بر عشاق سگ جانش

بدین اقبال یک هفته که بفزاید مشو غره
که خود ماه دو هفته است آنکه افزونیش نقصانش

بچالاکی بپیرا انچه منگر در مه نیسان
بدان افتادگی بنگر که بینی ماه آبانش

ز چرخ اقبال بی ادبار خواهی او ندارد هم
که اقبال مه نو هست با ادبار سرطانش

بقای نیست هیچ اقبال را چندانکه مودستی — خود اینک لا بقا مقلوب اقبال ست بر خوانش

بترس از تیر باران ضعیفان در کمین شب — که هر گز ضعف نالان تر قوی تر زخم پیکانش

حذر کن ز آه مظلومی که بیدارست خون باران — تو شب خفته نمی بینی که سیل آید ز بارانش

ز تعجیل قضای بد پناهی ساز کاندر پی — بخاک افگنده داری که لرزد عرش از افغانش

چو بیژن داری اندر چه مخسپ افراسیاب آسا — که رستم در کمین ست و نهنگی زیر خفتانش

تو همچون کرم قز مستی و خفته و انکش آزردی — چه کرمی کان بشب تا مدبیبی بیدار و نالانش

سگی کردی کنون العفو میگو کز پشیمانی — که سگ هم عفو میگوید اگر دل شد پشیمانش

اگر پیری گه مردن چرا بینند خندانت — که طفل اینک که پیرایه ببینی بینند گریانش

تراز گوسپندی چرخ دنیا می نهد و نیه — تو بر گاو زمین برده اساس قصر و بنیانش

رقمهای که اندر خرقه مرموزست از بخیه — رموز لوح محفوظ است اگر خوانی بپایانش

زمین دایه است تو طفلی تو شیرش خورده او خونت — همه خون نوزاد شیری که خوردستی ز پستانش

مخور باده که آن خون نیست کز شخص جوانمردان — زمین خوردست بیرون داده از خاک گریبانش

زمین از شخص جباران چو نفس ظالم رعنا — درون سو هست گورستان برون آباد بستانش

خراسان گر حرم بودی همین کعبه ملکشاهش — سمرقند ار فلک بودی همین اختر قدرخانش

قدرخان مرد چون وقتی نمود خود سمرقندش — ملکشه رفت چون روزی نگردید خود خراسانش

ملکشه آب و آتش بود و رفت آن آب مرد و آتش — کنون خاکستر و خاک ست مانده در صفاهانش

نه بر سنجر شبیخون برد اول گورخان آخر — شبیخون زد اجل تا گورخانه شد شبستانش

زہے دولت کہ امکان ہدایت یافت خاقانی | کنون صد فلسفی فلسی نیرزد پیش ارکانش
تو ئی خاقانیا طفلی کہ استادِ تو دین بہتر | چہ جای ژند واستا ہست یا زرتشت و دیوانش
ہدایت ز اہل دین آموز و قولِ فلسفی مشنو | کہ طوطی کان ز ہند آید بجوید کس نہ خرزانش
فرائض ورز و سنت جو اصول آموز و مذہب دان | مجسطی چیست و شکل اشکالش قلیدس کیست و اقرانش
نمازت را نمازی کن بہفت آبِ نیازانی | نمازی کاینچنین نبود جنب خوانند اخوانش
نمازی نیست گرچہ ہفت دریا اندرون دارد | کسے کاندر پرستش ہست ہفت اندام کسلانش
فقیہی بہ ز افلاطون کہ انگشتش چشم درد آید | یکے کحال کاہل بہ ز صد عطار کرمانش
نمازی کز سہ علم آرد فلاطون پیرزن زیان | کہ یکیوم چار رکعت کرد حاصل شد دو چندانش
دو کون امروز دکان نیست کحالِ شریعت را | کہ خود کحل الجواہر یافتند انصار و اعوانش
بہ بند از کحل دین خواہی کمر چون دستۂ ہاون | بہ پیشِ آنکہ او را چند ہا حل کوب دوکانش
ہمہ گیتی ست ہاون تابِ ہاون ہا نشنود خواجہ | کہ سیمابِ ضلالت ریخت اندر گوش خذلانش
فلک ہم ہاونِ کحلی ست کردہ سرنگون گوئی | کہ منعِ کحل سائی را نگون کردند زین سانش

المرائح من القصائد الطوال المکورة لاسفار و مذکور الاشجار خوانند بر در کعبہ معظمہ انشاء کردہ و در وصف مناسک و مشاعر حج ملخص بمدح نور جمال الدین موصلی کہ معمار حرم بود و این قصیدہ گفتہ و آنجا کہ روایت کردہ اہل عرب بر نوشتند

صبح از حمائل فلک آہیخت خنجرش | کیمخت کوہ ادیم شد از خنجر زرش

هر پاسبان که طرهٔ بام زمانه داشت   چون طره سر بریده شد از زخم خنجرش
صبح از صفت چو یوسف و مه نیمه در ترنج   یکران چرخ دست بریده برابرش
شب گیسوان گشاده چو جادو زنی به شکل   بسته زبان ز دود گلوگاه مجمرش
گفتی که نعل بود در آتش نهاده بام   مشهور شد چو شد زن دود افگن از برش
شب را نهفته حامله خاور چرا است زرد   کابستنی دلیل کند روی اصفرش
شب عقد عنبرینهٔ گردون فرو گسست   تا دست صبح غالیه ساید ز عنبرش
آنگه عروس روز پس حجله معتکف   گردون نثار ساخته صد عقد گوهرش
زان پیش کین عروس برهنه شود علم   کوس از پی زفاف شد اکنون نواگرش
گوئی که مرغ صبح ز روز زیورش بخورد   کز حلق مرغ می شنوم بانگ زیورش
مانا که محرم عرفاتست آفتاب   از طیلسان مشتری آرند میزرش
هر سال محرمانه روا گیرد آفتاب   کاحرام را برهنه برآید ز خاورش
بل قرص آفتاب بصابون زند مسیح   کاحرام را ازار سپید است درخورش
بینی بموقف عرفات آمده مسیح   از آفتاب جامهٔ احرام در برش
پس گشته صبح هر ازبان آفتاب وار   تا نسخهٔ مناسک حج گردد از برش
نشگفت اگر مسیح برآید ز آسمان   آرد طواف کعبه و گردد مجاورش
کامروز حلقهٔ در کعبه است آسمان   حلقه زنان خانهٔ معمور چاکرش
بل حارسی ست بام و در کعبه را مسیح   زانست فرق طارم پیروزه منظرش

چو یک ز نار مسیح مگر زان بگاشتند باصورتِ صلیب بر ایوان قیصرش

المطلع الثانی

سرحد بادیہ است روان باشم بسرش تریاک روح کن ز سموم معطرش
گوگرد سرخ و مشک سیہ خاک و باد اوست بادِ بہشت زادہ ز خاکِ مطہرش
ناف زمیں ست کعبہ مگر ناف مشک شد کاندر سموم گرد اثر مشک اذفرش
خونریز می دہیت شمر بادیہ کہ ہست عمرِ دوبارہ در سفرِ روح پرورش
در بادیہ ز شمۂ قدسی عجب نہ بست گر بردمد ز بیخ ز قوم آب کوثرش
از سبزۂ و ز پرِ ملائک بہر دو گام نُہ ہا ستاں دو بستہ دو بستان اخضرش
دریای خشک دیدی و کشتی دراں روان ہاں بادیہ نگہ کن و ہاں ناقہ بنگرش
دریاے پر عجائب زاعراب موج زن از حلہ با جزیرہ و از مکہ معبرش
وان کشتی روندہ تر از بادبان چرخ خوش گام تر ز زورقِ مہ چار لنگرش
لنگر شکوہ یاد کند دفع بس چرا در چار لنگر ست روان باد صرصرش
چون نا سوار دیدہ بنہ بہ بنات نعش ناقہ نگر کژاوہ دہم جفت از برش
پشتش نبات نعش دو پیکر سوار او ماہی دگر سوار شدہ بر دو پیکرش
گیسوی حور و گوی زنخدانش میں بہم دستارچہ کژاوۂ و ماہِ مدورش
مانند کژاوہ حاملۂ خوش خرام را اندر شکم دو بچہ بماندہ محصرش

یا بی قلم دو نون مرلج نگاشته　　اندر میان چو تا دو نقط کرده مضمرش
وان ساربان زیرق سراب برکرده چشم　　از آفتاب چهره چو میغ مکدرش
چون صد هزار لام الف افتاده یک بیک　　از دور دست و پای نجیبان رهبرش
وادی چو دشت محشر و بختی روان چنانکه　　کوه گران که سیر بود روز محشرش
ملک آن چنان شاره به ضعیفی که بگذرد　　در چشم سوزنی بمثل جسم لاغرش
چون صوفیانش بارکشی بیش و قوت کم　　هم رقص و هم سماع همه شب میسرش
هرگز جلاجل و جرس آواز می شنود　　در وهم نفخ صور همی شد مصورش
صحن زمین ز کوکبهٔ هودج آنچنانکه　　گفتی که صد هزار فلک شد مشهرش
وان هودج خلیفه متوج بماه زر　　چون شب کز آفتاب نهی تاج بر سرش
سالی میان بادیه دیدند لشکر غرے　　وانگه قصه هر که گفت نکردند باورش
باور کنی مرا که بدیدم به چشم خویش　　امسال چون فرات روان چند فرغرش
ظن بود حاج را که مگر آب چشم من　　جیحون سبیل کرد میان خاک اغبرش
یا شعر آبدار من از دست روزگار　　نقش الحجر نمود بران کوه و کردرش

المطلع الثالث

اینک مواقف عرفات ست بنگریش　　طولش چو عرض جنت و صد عرض اکبرش
دهلیز دار ملک الٰهی ست صحن او　　فراش جبرئیلش و جاروب شهپرش

نور الله از تف نفس و آه مشعلش — حزب الله از صف ملک و انس عسکرش
پوشیدگان خلعت ایمان گه الست — ایمان صفت برهنه سران در معسکرش
گردون کاسه پشت چو کفگیر جمله چشم — نظاره سوی زنده دلان کفن ورش
از اشک شان چو سیب گذرها منقطش — وز بوسه چون ترنج حجرها مجدرش
از بسکه دود آه حجاب ستاره شد — بر هفت بام بست گذرها چو ششدرش
بل شمع هفت چرخ گدازان شود چو موم — از بسکه تف رسد ز نفسهای بی بدش
جبرئیل خاطب عرفات ست روز حج — از صبح تیغ در جبل الرحمه منبرش
سرمست پختگان حقیقت چو بختیان — نه ساقی پدید نه باده نه ساغرش
با هر پیاده پای دو اسپه فلک دوان — سلطان پای سوارهٔ گردون مسخرش
در پای هر برهنه سری خضر جانفشان — نعلین پای هم سر تاج سکندرش
تا پشت پای بود لوای ملک شهی — همت به پشت پای زده ملک سنجرش
خاک مشاز گوهر تر موج زن چو آب — از چشم هر که خاکی و آبی ست گوهرش
آورده هر خلیل ولی نفس پاک را — خون ریخته موافقت پور هاجرش
استاده سعد ذابح و مریخ زیردست — حلق حمل بریده بران تیغ احمرش
گفتی ز انبیا و امم هر که رفته بود — حق کرده در حوالی کعبه مجددش
قدرت رحم گشاده و زاده جهان نو — بر ناف خاک ناف زده مادهٔ ورش
زمزم بسان دیدهٔ یعقوب داده آب — یوسف کشیده دلو ز چاه مقعرش

بل کافتاب چرخ رسن تاب ازاں شده　　تا هم بدلو چرخ کشد آب اخترش
واں کعبه چوں عروس کهن حالی تازه روے　　بوده مشاطهٔ لبسترا پور آذرش
خاتونی از عرب همه شاهاں غلام او　　سمعاً و طاع سجده کناں هفت کشورش
خاتون کائنات مربع نشسته چست　　پوشیده حله وز سر افتاد معجرش
اندر حریم کعبه حرام ست رسم صید　　صیاد دست کوته و صید ایمن از سرش

المطلع الرابع

من صید آنکه کعبه جا نهاست منظرش　　با من بپای پیل کند جنگ عنبرش
صد پیل وار خواهدم از زر خشک از انکه　　مشک است پیل بالا در سنبل ترش
دل توسنی کجا کند آں را که طوق وار　　در گردن دل ست کمندِ معنبرش
نقدست سرخروئی دل با هزار درد　　از تنگی کمند نه از وجه دیگرش
خاقانی ست هندوی آں هندوانه زلف　　واں زنگیانه خال سیاهِ منورش
چوں موی زنگیش سیه و کوته است روز　　از عشق ترک هندو آشوب گسترش
خاقانی از ستائش کعبه چه نقص دید　　کز زلف و خال گوید و کعبه برابرش
بے حرمتی نبود نه حکیمی که گاه درد　　زند مجوس خواند و مصحف به پرورش
نی نی بجاے خویش نشیدی همی کند　　نعتست از آں دلبر و کعبه است دلبرش
خالِ سیاه او حجر الاسود ست از انکه　　ماند بخال و زلف بخم حلقهٔ درش

سنگِ سیه مخوان حجر الکعبه را از انکه — خوانند روشنان همه خورشید اسمرش

گوئی برای بوس خلائق پدید شد — بر دست راست بیضهٔ مُهرِ پیمبرش

خاقانیا بکعبه رسیدی روان بپاش — گرچه نه جنس پیشکش ست این محقرش

دیدی جناب حق جنب انار شوا زانکه — کعبه مطهرست جنب خانه مشمرش

با آب چاه کعبه وجود تو حیض شد — هم زاب چاه کعبه فرو شوی یکسرش

این زال سر سپید سیه دل طلاق ده — اینک ببین معائنه فرزند شوهرش

تا حشر مرده زیست و جنب مرد هر کسے — کین شوخ مستحاضه فرو شد به بسترش

کی بدترین حبائل شیطان کند طلب — آنکس که با حمائل سلطان بود برش

خورشید را که بر پسرِ مریم ست جلائے — جای سها بود ببرِ نعش و دخترش

از چنبرِ کبود فلک چون رسن مپیچ — مردی کن و چو طفل برون جه ز چنبرش

اول فسون دمد فلک آخر گلو برد — آخر برنجی ار شوی اول فسون خرش

اول برفق دانه بپاشید پیش مرغ — چون صید شد بقهر برند خنجر برش

سوگند خور بکعبه و هم کعبه داند آنکه — مثلث نبود هم نبود یک ثنا گرش

شکرِ جمال گوی که معمار کعبه اوست — یارب چو کعبه دار عزیز و معمرش

شاه سخن بخدمت شاه سخا رسید — شاهِ سخا سخن ز فلک دید برترش

طبع و زبان چو تیر خزر دید و تیغ هند — از روم شاخ جوشن و از مصر مغفرش

آری منم که رومی و مصریست خلعتم — زانکس که رفت تا خزر و هند خنجرش

صبح و شفق شدم سر و تن ز اطلس و قصب | زانکس که آفتاب بود سایهٔ فرش
یک خانه دارم از زر کنی و جعفرے | زانکس که رکن خانهٔ دین خاند جعفرش
بر تلج آفتاب کشم سر ز طوق او | بر ابلق فلک فگنم زین با ستر ش
دیدم که سیّات جهانش نکرده صید | زاں رو بگردهم این حسنات موفرش
سلطان دل خلیفه هم خوانمش از انکه | سلطان پدر نوشت و خلیفه برادرش
درحضرت خلیفه کجا ذکر من شدی | گر نیستی مدد ز کرامات مظهرش
ختم کمال گوهر عباس مقتفی | کاعزاز یافت جوهر آدم ز جوهرش
از مصطفی خلیفه و چوں آدم صفی | از خود خلیفه کرده خدای گروگرش
انصاف ده که آدم ثانی ست مقتفی | در طینت ست نور ید الله مخمرش
از خط کردگار ملک راست محضرے | المقتفی خلیفتنا مهر محضرش
در دست روزگار فلک راست دفترے | المقتفی ابو الخلفا نقش دفترش
بوبکر سیرتست و علی علم تا ابد | من در دعا بلالش و در حکم قنبرش

فی نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

هر صبح سر ز گلشن سودا بر آورم | وز صور آه بر فلک آوا بر آورم
چوں طیلسان چرخ مطرا شود بصبح | من رخ به آب دیده مطرا بر آورم
بر کوه چوں لعاب گوزن او فتد بصبح | هوئے گوزن وار بصحرا بر آورم

از اشک وخوں پیادہ وازدم کنم سوار | غوغا بہفت قلعۂ مینا برآورم
خود بے نیازم از حشر اشک و فوج آہ | کاں آتشم کہ یک تنہ غوغا برآورم
اسفندیار این دژ روئیں منم بشرط | ہر ہفتہ ہفت خوانش بہ تنہا برآورم
بس اشک شکریں کہ فرو بارم از نیاز | بس آہ عنبریں کہ بعمدا برآورم
لب را حنوط زاہ معنبر کنم چنانک | رخ را وضو باشک مصفا برآورم
قندیل وار چرخ فرو میرد آں زماں | کاں سرد باد زانفش سودا برآورم
دلہای گرم بت زدہ را شربتے کنم | زاں خوشدمی کہ صبحدم آسا برآورم
ہردم مرا بہ عیسی تازہ است حاملہ | زاں مردمی چو مریم عذرا برآورم
زیں روی چوں کرامت مریم بباغ عمر | از نخل خشک خوشۂ خرما برآورم
تردامناں کہ سر بگریباں فرو برند | سحر آورند و من ید بیضا برآورم
دل در مغاک ظلمت خاکی فسردہ شد | رختش بتاب خانۂ بالا برآورم
رستی خورم بخوانچہ زریں آسماں | و آوازۂ صلا بہ مسیحا برآورم
نی نی من از خراس فلک درگذشتہ ام | سر زاں سو فلک بہ تماشا برآورم
چوں در تنور شرق پزد نان گرم چرخ | آواز روزہ بر ہمہ اعضا برآورم
آبستنم کہ چوں رسدم بوی نان گرم | از سینہ باد سرد تمنا برآورم
آب سیہ ز نان سپید فلک بدست | زیں نان وہاں بہ آب تبرا برآورم
آبای علویند مرا خصم چوں خلیل | بانگ ابا ز نسبت آبا برآورم

از خاصگان مراست دم سر بمهر عشق — هر جا که محرمیست دم آنجا برآورم
در کوی حیرتے که همه عین آگهی ست — نادان نمایم و دم دانا برآورم
چون نای اگر گرفته دهان دارم جهان — ایندم ز راه چشم همانا برآورم
در ساق من چو چنگ به بند دبده رسن — هم سر بساق عرش معلّا برآورم
با روزگار ساخته رنگم بهوی آنگ — امروز کار دولت فردا برآورم
جام بلور در خم روئین بدستم است — دست از دهانِ خم بمدارا برآورم
تا چند بهر صیقلے زنگ چهره ها — خود را برنگ آئینه رعنا برآورم
تا کی چو لوح نشرهٔ اطفال خویشتن — در زرد و سرخ حلهٔ زیبا برآورم
تا کی به غم کعبه نشیناں عروس وار — چون کعبه سر ز شقهٔ دیبا برآورم
اولی تر آنکه چون حجر الاسود از پلاس — خود را لباس عنبر سارا برآورم
دلقِ هزار میخ شبانِ منست و من — چون روز سر ز صدرهٔ خارا برآورم
خارا چو مار برکشم و پس بیک عصا — ده چشمه چون کلیم ز خارا برآورم
در زرد و سرخ شام و سحر توده ام کنون — تن را بعودی شبِ یلدا برآورم
چون شب مرا ز صادق و کاذب گزیر نیست — تا آفتابی از دل دریا برآورم
برسوگ آفتاب و فاذیں پس ابروار — پوشم سیاه و بانگ معزّا برآورم
چند از نعیم سبعهٔ الوان چو کافراں — کامِ حجیم سبعه ز امعا برآورم
شویم دهانِ حرص بهفتاد آب خاک — و آتش ز باد خانهٔ احشا برآورم

قرص جوین و خوش نمکی از سرشک غم ‌ ‌ بر زانکه دم دمیدهٔ دارا بر آورم
هم شوربای اشک نه سکبای چرها ‌ ‌ کین شوربا بقیمت سکبا بر آورم
مولو مثال دم چو بر آرد هلال صبح ‌ ‌ من نیز سر ز چوخهٔ خارا بر آورم
چون عیش تلخ من بقناعت نمود خوش ‌ ‌ زان حنظل شکر شده حلوا بر آورم
چون طبع من فزونی عیش آرزو کند ‌ ‌ من قصهٔ خلیفه و سقا بر آورم
چون عقل را بدست امانی گرد کنم ‌ ‌ چون اره بر سر ذکریا بر آورم
قلب ریا بنقد صفا چون برون کنم ‌ ‌ نسناس چون بزیور حورا بر آورم
چون آئینه نفاق نیارم که هر نفس ‌ ‌ از سینه زنگ کینه به سیما بر آورم
آن نه روم که توشهٔ وحدت طلب کنم ‌ ‌ زان ره روم که نام به عنقا بر آورم
شهبازم ارچه بسته دهانم بگاه صید ‌ ‌ گرد از هزار بلبل گویا بر آورم
سر زان فرو برم که بر آرم دمار نفس ‌ ‌ نفس اژدهاست هیچ مگو تا بر آورم
صهبا گشاده آبی و زر بسته آتشی ست ‌ ‌ من آب و آتش از زر و صهبا بر آورم
بلبل نه ام که عاشق یاقوت و زر بوم ‌ ‌ بر شاخ گل حدیث تقاضا بر آورم
دانم علوم دین نه بدان تا بچنگ زرق ‌ ‌ کام از سگان جیفهٔ دنیا بر آورم
اعرابیم که بر پی احرامیان روم ‌ ‌ حج از پیِ ربودن کالا بر آورم
با این نفس چنان همه هشیار نیستم ‌ ‌ مستم خیال و عربده پیدا بر آورم
اصحاب کهف دارم بیدار و خفته ذات ‌ ‌ ممکن که سر ز خواب مفاجا بر آورم

تن مرده ایست نفس چو خرگوش هر نفس — نامش بشیر شرزهٔ هیجا برآورم

صفرا همه بترش نشانند و من ز خواب — چون طفل ترش خیزم صفرا برآورم

بنیاد عمر بر یخ و من بر اساس عمر — روزی هزار قصر مهنّا برآورم

مرداں دریں چه عذر نهندم که طفل وار — از نی کنم ستور و بهرا برآورم

در ظاهرم جنابت و در باطنست حیض — آں به که غسل هر دو بیکجا برآورم

دریای توبه کو که مگر شامگاه عمر — چوں آفتاب غسل به دریا برآورم

خاقانیا هنوز نهٔ خاصهٔ خدای — با خاصگاں مگو که محاذا برآورم

گر در عیار نقد من آلودگی بسی ست — با صاحب محک چه محاکا برآورم

امسال گر ز کعبه مرا باز داشت شاه — زیں حسرت آتشی ز سویدا برآورم

گر بخت باز بر درِ کعبه رساندم — کاحرام حج و عمرهٔ مثنا برآورم

یک ساله فرض بر در کعبه کنم قضا — تکبیر آں فریضه به بطحا برآورم

حراق وار در فتد آتش به بوقبیس — زاو که چوں شراره مجزا برآورم

از دست آنکه داورِ فریادرس نماند — فریاد در مقام مصلا برآورم

زمزم فشانم از مژه در زیر ناودان — طوفانِ خوں ز صخرهٔ صمّا برآورم

دریاے سینه موج زند زانکه آتشیں — تا پیش اصبه لولوء لالا برآورم

از رشتهٔ اگر طلبد نفس یا حزن — هر رشتهٔ من از سگ سقیا برآورم

بر آستان کعبه مصفا کنم ضمیر — ز و نعت مصطفای فرکا برآورم

دیباچهٔ سراچهٔ گل خواجهٔ رسل — گر ز خاکِ نقش مراد مهمّا برآورم

سلطانِ شرع خادمِ لالای او بلال — من سر بپای بوسی لالا برآورم

در بارگاه صاحب معراج هر زمان — معراجِ دل به جنّتِ ماوا برآورم

با قربِ قاب قوسین بر خاکِ درگهش — آوازهٔ دنیٰ فتدلّیٰ برآورم

گر مدحتش بخاکِ سراندیپ وا کنم — کوثر ز خاکِ آدم و حوّا برآورم

گر باشد آن زمان که رسم باز حضرتش — آواز یا مغیث اغثنا برآورم

زان غصّها که دارم از آلودگانِ عصر — غلغل دران خطیرهٔ علیا برآورم

دارا و داور اوست جهان را من از جهان — فریاد پیش داور و دارا برآورم

ز اصحاب خویش چون سگ کهف اندر آن حریم — آه از شکستگی سر و پا برآورم

دندانم از بسنگ غرامت شکسته اند — وقتِ ثنای خواجه ثنایا برآورم

سوگند خورد مادرِ طبعم که در ثناش — از یک شکم دوگانه چو جوزا برآورم

اسمای طبع من بنکاح ثنای اوست — زان فال سعد ز اختر اسما برآورم

امروز گر ثناش مرا هست کوثری — رخت از گوِ ثری به ثریّا برآورم

فردا من از شفاعتِ او کارِ آن سرای — در حضرت خدای تعالیٰ برآورم

قصیده در صفت خاک شریف که کنده از سر بالین رسول صلی الله علیه وسلم آورده بود

صبح وارم کافتابی در نهان آورده ام — آفتابم کز دمِ عیسیٰ نشان آورده ام

عیسیم کز بیت معمور آمده وز خوان خلد — خورده قوت وزله اخوان زخوان آورده ام

هین صلای خشک بی پیران تر دامن که من — هر دو قرص گرم و سرد آسمان آورده ام

طفل ذی مکتب بردنان من زمکتب آمده — بهر پیران زافتاب و مه دو نان آورده ام

گرچه عیسی وار ازینجا بار سوزن برده ام — گنج قارون بین کز انجا سوی یاران آورده ام

رفته زین سو لاشه زیر و زانسو بین کنون — کابلقی گیتی جنیبت در عنان آورده ام

از نظاره موی را جانی و کز هر مو مرا — طوطی گویاست کز هندوستان آورده ام

من نه پیل آورده ام بس بس نظاره کز سفر — پیل بالا طوطی شکر فشان آورده ام

در گشاده دیده ام خرگان ترکان فلک — ماه را بسته میان خرگاه سان آورده ام

از سفر می آیم و در راه صید افگنده ام — اینت صید چرب پهلو کارمغان آورده ام

گر سواران خنگ توسن در کمند آورده اند — من کمند افگنده و شیر ژیان آورده ام

چشم بد دور از من و راهم که راه آورد عشق — شب روان را سر بمهر چشم روان آورده ام

بسکه در بحر طلب چون صبح شست افگنده ام — تا دران شصت سبک صید گران آورده ام

نقد ششدر ز خزائن هفت گردون برده ام — گرچه در نقب افگن چون شب گران آورده ام

خاک پای خاک بیزان بوده ام تا گنج زر — گرده ام سودا بهین عمری زیان آورده ام

خاک بیزی کن که من هم خاک بیزی کرده ام — تا ز خاک این مایه گنج شایگان آورده ام

دیده ام عشاق ریزان اشک داده وز طرب — آن همه چون سبحه در یک ریسمان آورده ام

اشک را من در رقص و دل در حال و ناله در سماع — من در دیده خرقه صبر توان آورده ام

زردی زر شادی لهاست من دل شاد از آنکه — سکهٔ رخ را ز زر شادی رسان آورده ام

شمع زر دست از نهیب سر منم هم زرد لیک — زردی رو بو شهاب سرفشان آورده ام

جل نه زان زردم که ترسم سر برندم همچو شمع — کین سر از بهر بریدن در میان آورده ام

هان رفیقا نشرهٔ آبی بیاز نگال آبی بساز — کز دل و چهره زگال و زعفران آورده ام

شو نمک بر آتش افگن کز سر خوان بهشت — خوش نمک در طبع و شکر در زبان آورده ام

ور پیِ دندان سپیدی همرهان ای زلف راه — دل چو عودِ سوخته دندان کنان آورده ام

گرچه شبها از سموم راه بتها برده ام — از نسیم وصل مهر تب نشان آورده ام

زان جهان می آیم از رنجی که دیدم زین جهان — لیک طغرای نجات آن جهان آورده ام

دیده ام سرچشمهٔ خضر و کبوتروار آب — خورده و بس جرعه ریزی در دهان آورده ام

چون کبوتر رفته بالا و آمده بر پای خویش — بستهٔ زر رخته و خط امان آورده ام

من کبوتر قیمتیم بر پای دارم سربهای — آن قدر زری که سوی آشیان آورده ام

زیوری آورده ام بهر عروسان ضمیر — گوئی از شعر شعار فرقدان آورده ام

لعبتان دیده را کایشان دو طفل هندواند — هم مشاطه هم حلی هم دایگان آورده ام

پیر عشق آنجا بعمر سی یاره نیکرد آسمان — من نصیبه شانه دانی بی گمان آورده ام

این فر او خیزی و آن باز افگنی خواهد ز من — من ز جیب آسمان یک شانه دان آورده ام

دیده ام خلوتسرای دوست در عمان عرش — تن طفیل شاهد دل میهمان آورده ام

میزبان در حجرهٔ خاص بر پس افگنده خوان — من دل و جان پیش آن عمر آن میزبان آورده ام

دل ملک طبع ست قوت او ز بوی داده ام | جان پری وار است خورش ز استخوان آورده ام

نقل خاص آورده ام زانجا و یاران بے خبر | کین چه میوه است از کدامین بوستان آورده ام

تا خط بغداد ساغر دوستکامی خورده ام | دوستان را دجلهٔ در جرعه دان آورده ام

دشمنان را نیز هم بے بهره نگذارم چو خاک | گرچه جرعه خاص بهر دوستان آورده ام

دوست خفته در شبستان ست و دولت پاسبان | من بچشم و سر سجودی پاسبان آورده ام

پاسبان گفتا چه داری نورها گفتم شها | کان زر دارید و من جان نورہاں آورده ام

شیر مردان از شبستان کز نشان آورده اند | من سگ کهفم نشان از آستان آورده ام

پیر در او چون درش حلقه بگوش رفته ام | تا پی تشریف سر تاج کیان آورده ام

از نسیم یار گندم گون یکے جو سنگ مشک | بر دل سوزان و چشم سیل ران آورده ام

آب و آتش دشمن مشک ست و من بر مشک دوست | آب و آتش را رقیب مهربان آورده ام

جو به بیاع جهان ندهم گران جو سنگ مشک | صد شتر بار نسبت در پیچ خان آورده ام

دل بخدمت ساده چون گور غریبان برده ام | همچو موسی زنده در تابوت زان آورده ام

رفته لرزان همچو خورشید فروزان آمده | شب ز ریمی پرده رونارغوان آورده ام

هشت باغ خلد را در بسته بینی بر خسان | کان کلید هشت در در بادبان آورده ام

بس طربناکم بدانید این طربناکی ز چیست | کز صعود چرخ بخت کامران آورده ام

گوئی اندر جوی دل آبی ز کوثر رانده ام | یا بباغ جان نهالی از جنان آورده ام

یا مگر اسفندیارم کان عروسان را همه | از دژ روئین بسعی هفت خوان آورده ام

یا شما گویم نیارم گفت با بیگانگاں | کیں نہاں گنج از کدامیں دو دماں آوردہ ام
آشکار ایں گرفتن گنج فرخ فال نیست | من بہ فرخ فال گنجے در نہاں آوردہ ام
از چنیں جوہر زکوتی داد نتواں بہر آنکہ | تاج ترکستاں بباج ترکماں آوردہ ام
دادہ ام صد جاں بہای گوہر من در برند | در دو عالم دادہ ام ہم رائگاں آوردہ ام
کیست خاقانی کہ گویم خون بہای جان اوست | خوں بہای جان صد خاقاں آوردہ ام
اینہمہ میگو بمیت کاوردہ ام باری بپرس | تا چہ گنجست و چہ گوہر و ز چہ کاں آوردہ ام
تا نپرسی من نگویم از ہمہ دزدیدہ ام | کز در شاہنشہے گنج رواں آوردہ ام
باز پرسی شرط باشد تا بگویم کیں فتوح | در فلاں مدت ز درگاہ فلاں آوردہ ام
یعنی امسال از سر بالین پاک مصطفےٰ | خاک مشک آلودہ بہر حرز جاں آوردہ ام
خاک بالین رسول اللہ ہمہ حرز شفاست | حرز شافی بہر جان ناتواں آوردہ ام
وقف بازوی منست ایں حرز نفر و شم مکس | گرچہ اول نام دادن بر زباں آوردہ ام
گوہر دریای کاف و نون محمد کز شناس | گوہر اندر کلک چو دریا در نہاں آوردہ ام
چوں زبان ملک سخن در اذن از صدر رسول | در سر دستار منشور زماں آوردہ ام
ملک و در مدح رسول اللہ توقیع ضمانش | بر جہاں منشور ملک جاوداں آوردہ ام
مصطفےٰ گوید کہ سحرست از بیاں من ساحرم | کاندر اعجاز سخن سحر بیاں آوردہ ام
ساحرے را گر قوارہ بہر سحر آید بکار | من ز جیب جامہ قوارہ پرنیاں آوردہ ام
یک خدنگ از ترکش آں شحنہ دریای عشق | نزد عقل از بہر چرخ جاں ستاں آوردہ ام

حاسدانم چون هنربین کاغذین جامه که من — تیر شحنه از پی امن آشیان آورده ام

بخت من شبرنگ بوده نقره خنگش کرده ام — پس بنام شاه عرش داغ ران آورده ام

عقل را در بندگیش افسر خدای داده ام — ایتکینی برده ام الپ ارسلان آورده ام

جان بزنگ آلوده در صدارتش بصیقل بوده ام — زان چنان ریم آهنی تیغ یمان آورده ام

گرچه همچون زال زیر پیری بطفلی دیده ام — چون جهان پیرانه سر طبع جوان آورده ام

گرچه نیسانم خزان آرد من اندر ذهن و طبع — آتش نیسان و هل کاب خزان آورده ام

من سپهرم کز بهار باغ شب کم کرده ام — روز را بین کین ترنج مهرگان آورده ام

پادشاه نظم و نثرم در خراسان و عراق — کاهل دانش را ز هر لفظ امتحان آورده ام

منصفان استاد دانندم که از معنی و لفظ — شیوهٔ تازه نه رسم باستان آورده ام

زامتحان طبع مریم زاد پیر چرخ دوم — تیر عیسی نطق را در ترکمان آورده ام

تا غز بخل آمده نزد نشاپور کرم — من بشهرستان عزلت نان و آن آورده ام

تا نشسته بره دانش رصد داران جهل — در بیابان خموشی کاروان آورده ام

گرچه در غربت ز بی آبان شکسته خاطرم — ز آتش خاطر بآبان ضیمران آورده ام

سنگ آتش چون شکستی تیز گردد لاجرم — از شکستن تیز خاطر در میان آورده ام

خانه دار فضل و دروی خانه دانی بوده ام — پشت در غربت کنون بر خاندان آورده ام

از همه ستروان بوجه آرزو دل را بیاد — حضرت خاقان اکبر اختسان آورده ام

هرچه دارم تر و خشک من همه انعام اوست — کین گلاب و گل همه زان گلستان آورده ام

او سلیمان است و من مورم بیادش زنده ام — زنده مانا و آن کزو این انسان آورده ام

بدان که این قصیده در حالت حبس انشا کرده است فی المعنی مع نعت رسول

هر صبح پای صبر بدامن در آورم — پرکار عجز گرد دل و تن در آورم

از عکس خون قرابهٔ پرمی شود فلک — چون جرعه ریز دیده بدامن در آورم

هر دم هزار بچهٔ خونین کنم بخاک — چون لعبتان دیده بزادن در آورم

از زعفران چهره مگر نشره کنم — کآبستنی به بخت سترون در آورم

دانم که دهر خط بلا بر سرم کشد — داند که سر بخط بلا من در آورم

چون آه آتشین زنم از جان آهنین — سیماب وش گداز بآهن در آورم

غم در جگر زد آتش بر زین مراد من — از آب دیده دجله بخرمن در آورم

غم بیخ عمر من ببرد و من ببرگ آن — دستی بشاخ لهو بصد فن در آورم

طوفانم از تنور بر آمد چه سود از آنکه — دامن چو پیرزن بنهبن در آورم

شد روز عمر زان سوی پیشین بدی نعیت — کین عمر رفته باز بهذن در آورم

با من فلک به کین سیاوش و من ز عجز — اسپے زنی بحرب تهمتن در آورم

چون کوه خسته بسته کنندم بجرم آنکه — فرزند آفتاب بمعدن در آورم

از جور هفت پردهٔ ازرق باشک لعل — طوفان بهفت رقعهٔ ادکن در آورم

از کشت زار چرخ و زمین کین و گاو رست | یک جو نیافتم که بجز من در آورم
از جنگ غم خلاص تمنا گرفتم ز دهر | کافغان بنای حلق چو ارغن در آورم
چون زال بستهٔ قفسم نوحه زان کنم | تا رحمتی بحاطر بهمن در آورم
نی نی که با غم است مرا انس لاجرم | هر یکم صفت بهار به بهمن در آورم
نشگفت اگر چو آهوی چین مشک بر دهم | چون سر بخورد سنبل و بهمن در آورم
چون دم بر آرم از سر زانو بباغ دل | از شاخ سدره مرغ نوازن در آورم
زانو کنم رصدگه و در هیچ خان جهان | صد کاروان درد معین در آورم
غم بخت سست توسن من بار کاروان | در خان به پشت بختی توسن در آورم
دل تنگ تر ز دیدهٔ سوزن شدست و نیست | بختی غم به دیدهٔ سوزن در آورم
غم تخم خرمیست که در یکدل افگنم | در دست خوشی من که به یک تن در آورم
عنقای مغربم بغریبی که بهر الفت | غم را چو زال زر به نشیمن در آورم
در گلشن زمانه نیابم نسیم انس | دود از سموم غم غصه به گلشن در آورم
فقر است پیر مائده افگن که نفس را | بر آستان فقر همگین در آورم
آب حیات ز آتش گلخن دمد چو باد | گر نقش خاک پاش به گلخن در آورم
آری ز هند عود قماری بر دل برم | گر حملها به هند ز رو هن در آورم
چندین نفس لطیفهٔ اهل صفا زدم | یک چند پی به دیر برهمن در آورم
چون کار عالم است سخنگر به من بکیف | گه سبحه گاه ساغر روشن در آورم

از هزل وجد چو طفل نگزیده‌ام که دست	گاهی به لوح و گه به فلاخن درآورم
جنسی نماند پس من و رندان که بهر راه	چون رخش نیست پای بکودن درآورم
آهوی مشک نیست چه چاره ز گاو و بز	گز هر دو برگ عنبر و لادن درآورم
چون اهچه رخ سپر فگنده ز بیم گرچه پرورم	اگدش ازان بخاک فروتن درآورم
دشمن مرا شکسته کند دوست وارمش	حاشا که من شکست بدشمن درآورم
تهدید تیغ می کند آو رخ کجاست تیغ	تا چون حلیش دست بگردن درآورم
کان را که تیشه رخنه کند قفل کان منم	رخنه چرا به تیشه کان کن درآورم
در دیولاخ آز مرا مسکن است و من	خط فسون عقل به مسکن درآورم
هست شود حجاب میان من و نظر	گر من نظر بعالم ریمن درآورم
آسیمه سر چو گاو عصارم که چشم بند	نگذاردم که چشم بروغن درآورم
پروانه که سوزم و دم بر نیاورم	قمری نیم که طوق بگردن درآورم
در بوی رنگ دهر نه پیچم که ره روم	ارقم نیم که بال به چیدن درآورم
نی نامه بر کبوتر را هم ز بهرهان	باز او قتم که طبع بارزن درآورم
گر خاص قرب حق نشوم و اتقم بدانکه	رخت امان بخلد مزین درآورم
جان و دل و خرد برسانم بباغ خلد	آخر مثلثی بیمن در آورم
چون خر نگس ز جیفه و خس طعمه چون کنم	نحلم که روزی از گل و سوسن درآورم
چون قوتم آرزو کند از گرم و سرد چرخ	برخوان جان دو نان ملون درآورم

یا آنکه قانعم چو سلیمان ز مهر و ماه
نان ریزه‌ها چو مور به مسکن درآورم

نسرین را بخوشهٔ پروین بپرورند
تا من بخوان دو مرغ مسمن درآورم

مردی تو کلم نه زنم در گه ملوک
حاشا که شک به بخشش ذوالمن درآورم

آن کس که داد جان ندهد نان بلی دهد
پس کفر باشد ار بدل این ظن درآورم

چون موسیم شجر دهد آتش چه حاجت است
کاتش ز تیه وادی ایمن درآورم

گردون ناکسان نخرد فضل من رواست
نقصے چرا بفضل مبرهن درآورم

بهرام وار گر بمن آرند دو کدان
غارت چرا به تیغ و بجوشن درآورم

زان غم که آفتاب گرم مرد برق وار
شب زهره را چو رعد بشیون درآورم

این پیرزن هنوز عروس کرم نزاد
پس سر چرا بخطبهٔ این زن درآورم

گفتم بترک مدح سلاطین مبین ورانکه
سحر مبین بشعر مبین درآورم

کوشه طغان جود که من بهر اتکے
پیشش زبان بگفتن سن سن درآورم

خاقانی مسیح دمم پس به تیغ نطق
همچون کلیم رخنه بالکن درآورم

بهر دو نان ستایش دونان کنم مباد
کاب گهر بسنگ خماهن درآورم

چون موی خوک در زن ترسا بود چرا
تار ردای روح بدو زن درآورم

هم نعت حضرت نبوی کان نکوتر است
کین لعل هم بطوق و بگرزن درآورم

کحال دانشم که بدند اختران بچشم
کحل الجواهرے که بهاون درآورم

گفتم روم بمکه و جویم دران حرم
گنجے که سر بحصن محصن درآورم

چوں نیست وجه زر نکنم عزم که باز
جلباب نیستی بسر و تن درآورم

تیر چه غم فزود مرا آرزوم هست
کیں غم بآرزوم و بار من درآورم

خوش مقصدیست از من خوش تا من آرزوم
من رخصت دل به مقصد و مامن درآورم

منت برد عراق و ری از من بدین دو جا
سحری ز نظم و نثر مدون درآورم

پس شکر کز منیژه و گیوم رسد که من
شمعی بچاه تیرهٔ بیژن درآورم

چوں مور دانه خانه بانشاط درکشم
چوں مرغ برگ خانه بروزن درآورم

تمهید در توصیف همقران وهم شکایت زمان و عدم تاسف بر ان

هاں ای دل عبرت بین از دیده نظر کن هاں
ایوان مدائن را آئینهٔ عبرت داں

یک ره ز لب دجله منزل بمدائن کن
از دیده دوم دجله بر خاک مدائن راں

خود دجله چناں گرید صد دجله خوں گوئی
کز گرمی خونابش آتش چکد از مژگاں

بینی که لب دجله کف چوں بدهن آرد
گوئی ز تف آهش لب آبله زد چنداں

از آتش حسرت بیں بریاں جگر دجله
خود آب شنیدستی کاتش کندش بریاں

بر دجله گری نو نو از دیده زکاتش ده
گرچه لب دریا هست از دجله زکاة استاں

گر دجله درآموزد باد لب و سوز دل
نیمی شود افسرده نیمی شود آتشداں

تا سلسلهٔ ایواں بگسست مداین را
در سلسله شد دجله چوں سلسله شد پیچاں

گه گه بزباں اشک آواز ده ایواں را
تا بو که بگوش دل پاسخ شنوی ز ایواں

دندانهٔ ہر قصری پندی دہدت نو نو — پند سر دندانہ بشنو ز بن دندان

گوید کہ تو از خاکی ما خاک تو ایم اکنوں — گامی دو سہ بر ما نہ و اشکی دو سہ ہم بفشاں

از نوحۂ جغد الحق مائیم بدرد سر — از دیدہ گلاب کن و درد سر ما بنشاں

آری چہ عجب داری کاندر چمن گیتے — جغدست پی بلبل نوحہ است پی الحاں

ما بارگہی دادیم این رفت ستم بر ما — بر قصر ستمگاراں گوئی چہ رسد خذلاں

گوئی کہ نگوں کردست ایواں فلک وش را — حکم فلک گرداں یا حکم فلک گرداں

بر دیدہ من خندی کاینجا زچہ میگرید — گریند براں دیدہ کاینجا نشود گریاں

نے زال مدائن کم از پیرہ زن کوفہ — نہ حجرۂ تنگ این کمتر ز تنور آں

دانی چہ مدائن را با کوفہ برابر نہ — از سینہ تنوری کن و از دیدہ طلب طوفاں

این ہست ہماں درگہ کورا ز شہاں بودے — دیلم ملک بابل ہندو شہ ترکستاں

این ہست ہماں صفہ کز ہیبت او بودے — بر شیر فلک حملہ شیر تن شادرواں

این ہست ہماں ایواں کز نقش رخ مردم — خاک در او بودی دیوار نگارستاں

پندار ہماں عہدست از دیدۂ فکرت بیں — در سلسلۂ درگہ در کوکبۂ میداں

از اسپ پیادہ شو بر نطع زمیں رخ نہ — زیر پی پیلش بیں شہ مات شدہ نعماں

نی نی کہ چو نعماں بیں پیل افگن شاہاں را — پیلان شب و روزش گشتہ بہ پی دوراں

ای بس شہ پیل افگن کافگندہ بشہ پیلی — شطرنجی تقدیرش در ماتگہ فرماں

مستست زمیں زیرا خوردست بجای مے — در کاس سر ہرمز خون دل نوشرواں

بس پند که بود آنگه در تاج سرش پیدا — صد پند نوست اکنوں در مغز سرش پنہاں
کسری و ترنجِ زر پرویز و تره زریں — بر باد شده یکسر با خاک شده یکساں
پرویز بہر بومی زریں تره آوردی — کردی ز بساط زر زریں تره را بستاں
پرویز کنوں گم شد زاں گم شده کمتر گو — زریں تره کو برخواں رو کمترکو برخواں
گفتی که کجا رفتند ایں تاجوراں اینک — زیشاں شکمِ خاک ست آبستنِ جاویداں
بس دیر ہمی زاید آبستنِ خاک آری — دشوار بود زادن نطفه ستدن آساں
خون دل شیرینست ایں می که دہد رز بن — زاب و گل پرویز است آں خم که نہد دہقاں
چندیں تنِ جباراں کیں خاک فرو خوردست — ایں گرسنه چشم آخر ہم سیر نشد زایشاں
از خون دلِ طفلاں سرخاب رخ آمیزد — ایں زال سپید ابرو ویں مام سیه پستاں
خاقانی ازیں درگه دریوزهٔ عبرت کن — تا از در تو زاں پس دریوزه کند خاقاں
امروز گر از سلطاں رندی طلبی توشه — فردا ز در رندی توشه طلبد سلطاں
گر زاد ره مکه توشه است بہر شہرے — تو زاد مدائن بر تحفه ز پی شرواں
ہر کس برد از مکه سبحه ز گلِ حمزه — پس تو ز مدائن بر سبحه ز گل سلماں
ایں بحر بصورت بیں بی شربت ره مگذر — کز شط چنیں بحری لب تشنه شدن نتواں
اخواں که ز ره آیند آرند ره آوردی — ایں قطعه ره آورد ست از بہر دل اخواں

بنگر که دریں قطعه چه سحر ہمی زاید
مفتون مسیحِ دل دیوانهٔ عاقل جاں

این قصیده در زندان در شکایت شدائد و نعت محمد مصطفی صلی الله علیه وآله وسلم گفته

صبحدم چون کله بندد آه دودآسای من
چون شفق در خون نشیند چشم شب پیمای من

مجلس غم ساخت است من چو بید سوخته
تا بمن راوق کند مژگان می پالای من

رنگ بازیچه است کار گنبد نارنج رنگ
چند جوشم کز بروشم نگذرد صفرای من

تیرباران سحر دارم سپر چون نفگنند
این کهن گرگ خشن بارانی از غوغای من

این خماهن گون که چون زنگم آهنم پالوده ساخت
شد سکاهن پوشش از دود دل دروای من

روی خاک آلود من چون کاه بر دیوار حبس
از زخم کہ گل کند اشک زمین اندای من

مار دیدی در گیا پیچان کنون در غار غم
مار بین پیچیده در ساق گیا آسای من

اژدها بین حلقه گشته خفته زیر دامنم
زان نجنبم ترسم آگه گردد اژدرهای من

تا نترسند این دو طفل هندو اندر مهد چشم
زیر دامن پوشم اژدرهای جان فرسای من

دست آهنگر مرا در مار ضحاکی کشید
گنج افریدون چه سود اندر دل دانای من

آتشین آب از جوی خونین برانم تا بکعب
کاسیا سنگی است بر پای زمین پیمای من

جیب من بر صدرهٔ خارا عنابی شد ز اشک
کوه خارا زیر عطف دامن خارای من

چون کنار شمع بینی ساق من دندانه دار
ساق من خائید گوئی بخت دندان خای من

قطب وارم بر سر یک نقطه دارد چار میخ
این دو مریخ ذنب فعل زحل سیمای من

تا که لرزان ساق من زاهنین کرسی نشست
می بلرزد ساق عرش از آه صور آوای من

بوسه خواهم داد و یکجا بشاد پند آموز را | لاجرم زین بند چنبر وار شد بالای من
در سیه کامی چو شب وی سپید آرم چو صبح | بس سپیده آید سیه خانه لشب ماوای من
پشت بر دیوار زندان روی بر بام فلک | چون فلک شد پر شگوفه نرگس بینای من
محنت من روی در روی آمد چون جوز مغز | فندق آسا بسته روزن سقف محنت زای من
غصه هر روز و یارب یارب هر نیم شب | تا چه خواهد کرد یارب یارب شبهای من
هست چون صبح آشکارا کین صبوحی چند را | بیم روز رستخیز است از شب یلدای من
منجنیق صد حصار است آه من غافل چرا است | شمع سان بی منجنیق از صدمت نکبای من
روزه کردم نذر چون مریم که هم مریم صفات است | خاطر روح القدس پیوند عیسی زای من
نیست بر من روزه در بیماری و خفقان مرا | روزه باطل میکند اشک فیهان آلای من
اشک چشمم در دهان افتد گه افطار زانکه | جز بآب گرم پستی نگذرد درنای من
پای من گوئی بدرد گز روی ماخوذ بود | پای را این دیده بر بود از سر سودای من
زانکه داغ آهنی آخر دوای درد هاست | زاتش آه من آهن داغ شد بر پای من
نی که یک آهن مرا هم چند موکل بر سر است | ورنه چه خستی مشکناف از پهلوسای من
روی دیلم دیدم از غم موی زو پیش شد مرا | همچو موی دیلم اندر هم شکست اعضای من
چون ربابم کاسه خشک است و خزینه خالی است | پس طنابم در گلو افگنده اند اعدای من
ای عفا الله خواجگان کز سر صفرای جاه | خوانده اند امروز ابادا فسر خضرای من
چون زر از پروای عزت چون گل از پروای عیش | نیست شان پروانه وار از بیخودی پروای من

نیست زر و گل بدست الا که خارپای عقل
صید خاری کی شود عقل سخن پیرای من

زر دو حرف افتاد باهم هر دو را پیوند نی
پس کجا پیوند سازد با دلِ یکتای من

سامری سیرم ز موسی سیرتم تا زنده ام
در سم گوساله آلاید ید بیضای من

در تموزم برگ بیدی نی ولی از روی قدر
بادزن شد شاخ طوبی از پی گرمای من

برگ خرمایم که از من بادزن سازند خلق
باد سردم ور لبست و ریزریزا خزای من

نافهٔ مشکم که گر بندم کنی در صد حصار
سوی جان پرواز جوید طیب جان افزای من

نافه را کیمخت رنگی سرزنشها کرد و گفت
نیک بد رنگی نداری صورت رعنای من

نافه گفتش یاده کم گو کایت معنی مراست
اینک اینک حجت گویا دم بویای من

آئینه رنگی که پیدا عیب تو از پنهان بهست
کیمیا فعلم که پنهانم به از پیدای من

کعبه وارم مقتدای سبزپوشان فلک
گز و طای عیسی آمد شقهٔ دیبای من

در ممزج باشم و ممزوج کوثر خاطرم
در معرج غلطم و معراج رضوانای من

چون گلِ رعناست خصم کز پی کشتن یزید
در شهیدی شاهدی دارد گل برعنای من

چند پیغاره که در پیغولهٔ غاری شدی
ای پی غولان گرفته دوری ازبحرای من

آنتو سیم در بن دریا نشینم چون صدف
خس نه ام تا بر سر آیم کف بود همتای من

جان فشانم عقل با شم فیض را کم دل دهم
طبع عاقل کیست تا گردد عمل فرمای من

علوی و روحانی و غیبی و قدسی زاده ام
کی بود در بند استقضات استقصای من

دایهٔ من عقل و نزقه شرع و مهد الضاف بود
آخشیجان امهات و علویان آبای من

چون دو پستان طبیعت الصبر آلود عقل / در دبستان طریقت شد دل والای من

وز دگر سو چون خلیل الله در و گر زاده ام / بود خواهر گیر عیسی مادر ترسای من

چشمهٔ صلب پدر چون شد بکار ریز رحم / زان مبارک چشمه زاد این گوهر عنای من

پردهٔ فقرم مشیمه دست نطقم قابله / خاک شروان مولد و دار الادب منشای من

زانکه اسرافکش بابک بنازید هم چو طفل / زانکه هم بابک رقیم بود و هم بابای من

بخت مستم نخورده پخته و خام شما / گر شما خامان نه اکنون سر استغنای من

حیض بر حور و جنابت بر ملائک بسته ام / گر ز خون دختران رز بود صهبای من

در خورم می هم مرا انشا یه کرا ز دهقان خلد / دی رسید باز دست امروز اجری فردای من

در بهشتم میخورم طلق حلال زیرا که روح / خاک میشد تا بپرد جرعهٔ حمرای من

بوسه بر سنگ سیاه و مصحف روشن هم / گرچه چون کوثر همه تن لب شود اجزای من

مالک ملک سخن خاقانیم کز گنج نطق / دخل صد خاقان بیرزد یک نکتهٔ غرای من

دست من جوزا و کلکم حوت و معنی سنبله / سنبله زاید ز حوت از جنبش جوزای من

گرچه از زن سیرتان کارم چو خنثی مشکل است / حامل است از جان مردان خاطر عذرای من

گر بهفت اقلیم گوید کس بمثل این دو بیت / کافرم والله القمامه مسجد اقصای من

شاعران ما گرچه غاوون خواند در قرآن خدای / هم از ایشان بود ظاهر وجه استهزای من

از مصاف بو لهب فعلانش پیچانم عنان / چون رکاب مصطفی شد مقصد و ملجای من

قاسم رحمت ابو القاسم رسول الله که هست / در ولای او خدیو عقل و جان مولای من

ایضاً مشتمل بر نعت گوید

سنتِ عشاق چیست برگ عدم ساختن
گوہرِ دل را ز تفِ مجمرِ غم ساختن

بدرقه چون عشق گشت از پس و پس تاختن
تفرقه چون جمع گشت با کم و کم ساختن

گرچه نوای جہاں خارج پرده رود
چوں تو دریں مجلسی با ہمه دم ساختن

پیش سر بر سراں آب دو دست ماش
تاب مسلم بود پشت بخم ساختن

نزد فسرده دلاں قاعده کم کن چو آب
با دلِ آتش فشاں چہره دژم ساختن

در نتواں در خطِ دہر وفا یافتن
در نتواں بر سطحِ آب نقش قلم ساختن

عمر نه و لاف عیش سرد بود ہمچو صبح
از پیِ یک لحظه عمر چتر و علم ساختن

تا کی در چشمِ عقل خار مغیلاں زدن
تا کی در راه نفس باغ ارم ساختن

رخش بہرای زر بردن در پیش دیو
پس خر افگنده سم مرکب جم ساختن

دل ز امل دور کن زانکه نه نیکو بود
مصحف و افسانه را جلد بہم ساختن

بر در شبہت مدار عقل که ناخوش بود
بر سرِ ژندِ مغاں بسم رستم ساختن

چند رسد گاه دیو بر درِ دل داشتن
چند قدم گاه پیل بیت حرم ساختن

بر سرِ خوانِ جہاں چند چو بط مقیم
سینه و دل را ز آز جمله شکم ساختن

چند چو مار از نہاد با دو زباں زیستن
چند چو ماہی بشکل گنج درم ساختن

زر چه بود جز صنم بس نه پسندد خدا
دل که نظرگاه اوست جای صنم ساختن

بین که در دل شکست زلزلهٔ نفخ صور | گوش خرد شرط نیست جاذرِ صم ساختن
زین دم معجز نمای مگذری خاقانیا | کز سرِ این دم توان نزاد عدم ساختن
گرچه ز روی قضا بر تو ستمها رود | چه به رضا روی نیست دفع ستم ساختن
یوسف دلها توئی کایت تست از سخن | پیش گرسنه دلاں خوان کرم ساختن
چوں بشماخی ترا کرد قضا شهربند | نام شماخی توان مصر عجم ساختن
غم ز جهان عبره کرد عبرتِ این بس ست | نتوان با مرگ غم برگ نغم ساختن
چوں تو طریق نجات از درِ غم یافتی | شرط بود قبله گاه مورقد غم ساختن

چوں بدرِ مصطفیٰ نائبِ حساں توئی
فرض بود لغتِ او حرز امم ساختن

این قصیده هم درین وزن و معنی گوید

تا گذرانِ دل ست نوبت غم داشتن | جبهت آمال را داغ عدم داشتن
صاحب حالت شدن حلهٔ تن سوختن | خارجِ عادت شدن عدت غم داشتن
زین سوی جیحون غم کشتی و پل ساختن | هر دو چوزاں سو شدی از همه کم داشتن
سر بتمنای تاج دادن و چوں بگذری | هم سر و هم تاج را نعل قدم داشتن
پیش بلا داشتن پس بمیانِ دو تیغ | همچو میانِ دو مهر خوے ودم ساختن
چوں بمصافِ سراں لاف شهادت زنی | زشت بود پیش زخم بانگ الم داشتن

نقش بت و نام شاه بر خود و بستن چو زر   وانگهی از بیم کافر رنگ بفهم داشتن

ثابت زستی کنوں پار بود کفر و دیں   بت کده ما شرط نیست بیت حرم داشتن

تا که تو از نیک و بد همچو شب آبستنے   روکه نئی همچو صبح مرد علم داشتن

جان دهم مرداں خطاست در پی مردن شدن   بے کعف جم احمقیست خاتم جم داشتن

شاهد دل وو حواس خصت انصاف نیست   بر ره او باش طمیح قصر ارم داشتن

تشنه بماند مسیح شرط حواری بود   لاشه از آب خضر سیر شکم داشتن

در گذر از آب و چاه پایهٔ عزلت گزیں   گز سر عزلت تواں ملک قدم داشتن

چوں بیکے پاره پوست شهر توانی گرفت   غبن بود در دکاں کوره و غم داشتن

عادت خورشید گیر فرد و مجرد شدن   چند بگرد ار ماه خیل و حشم داشتن

دیگ امانی مپز ثابت نباید ز طمع   پیش خساں کفچه وار دست بجم داشتن

از در کم کاسگاں لاف فزونی زدن   وز در لا یفلحاں گوش نعم داشتن

همت وانگه ز غیر برگ و نوا ساختن   عیسی وانگه بوام نیل و بقم داشتن

لاف فریدوں زدن وانگه ضحاک وار   سلطنت و شیطنت هر دو بهم داشتن

صحبت ماء العنب مایهٔ نار اللهب   ترک چنیں آب هست آب کرم داشتن

چند پئے کار آب بر در زر دشتیاں   عقل که کسری وش است قفت ستم داشتن

سینه بغوغای حرص بیش میالا ازانکه   نیست بفتوی عقل گرگ برم داشتن

بهر چنیں خشک سال مذهب خاقانی است   از پی کشت رضا چشم بنم داشتن

از سر تسلیم و دل پیش عزیزان فقر　　حلقه بگوش آمدن غاشیه هم داشتن
بهر دل و دین غمیر بستهٔ شروان شدن
پیش در اهلِ بیت ماتم غم داشتن

قصیده

قحطِ وفاست در بنهٔ آخر الزمان　　هان ای حکیم پردهٔ عزلت بساز هان
در دم سپیده مهرهٔ وحدت بگوش دل　　خیز از سیاه خانهٔ وحشت بپای جان
هم با عدم پیاده فرو کن بهشت نطع　　هم زی قدر سوار برون ران بهفتخوان
سودای این سواد مکن پیش در دماغ　　تکلیف این کثیف منه پیش بر روان
فلسی شمر ممالک این سبزه کارگاه　　صفری شمر فذالک این تیره خاکدان
جیحون آفت است بروز آبگینه پل　　که پایهٔ بلاست بر و غول دیدبان
چشمِ بهی مدار که در چشم روزگار　　آن ناخنه که بود بدل شد باستخوان
تو غافلی سپر کشنده رقیب تو　　فرزانه خفته و سگِ دیوانه پاسبان
دهر سپید دست سیه‌کاره ایست صعب　　منگر بخوشی زبانیِ این ترش میزبان
آن خوشترین نواله که از دست او خوری　　لوزینه ایست خوردهٔ الماس در میان
دل دستگاه تست بدست جهان مده　　کین گنج خانه را نه بهر کس بپایمال
هر لحظه هاتفی بتو آواز می دهد　　کین دامگاه نه جای امانست الامان

آوازِ این خطیبِ الٰهی تو کی شنوی   کز هوشِ غفلت است ترا گوشِ دل گران

اول بیار شیر بهای عروسِ فقر   وانگه ببر قبالهٔ اقبالِ رایگان

خاتون دار ملک فریدون نشین خمان که نیست   کابین این عروس کم از زرِ کاویان

تا بر درِ تو مرکبِ فقر است، ایمنی   کاحداث را سوی تو جنیبت شود روان

شمشاد و سرو را ز تموز و خزان چه باک   کز گرم و سرد لالهٔ و گل را رسد زیان

از فقر ساز گلشکر عیش بدگوار   وز فاقه خواه مهرهٔ تب جانِ ناتوان

از این و آن علاج مخواه چون مسیح هست   زیرا اجل گیاست عقاقیر این و آن

مگذار شاهِ دل بدر مات خانه در   زین در که هست در ذرِ غزلت فر فشان

خرسند شو بملکت خرسندی از وجود   خاسر شناس خسرو و طاغی شمر طغان

اسکندر و تنعم ملک و دو روزه عمر   خضر و شعار مفلسی و عمر جاودان

زنبور خانه طمع آموده شد مشور   زنبور وار نیش مکن این و آن فغان

پیلهٔ طمع بسر آور چو کرم پیله   چون کرم پیله سر چه کنی در سر دهان

همجنس درع دم طلب اینجا مجوی زانکه   نیلوفر از سراب نداد است کس نشان

خود باش انیس خود مطلب کس که پیل را   هم گوش بهتر از پر طاؤس پشه ران

دانی چه کن زنا خوش و خوش کم کن آرزو   سیمرغ وش زناکس و کس کم کن آشیان

خود را درم خرید رضای خدای کن   دامان این خدای فروشان فرو فشان

پرواز در هوای هویت کن از خرد   در پلهٔ هوا چه کنی بر تلِ هوان

ازلا رسی بصدر شہادت کہ عقل را — از لا و ہوست مرکبِ لاہوت زیر راں

لا زاں شد اژدہای دو سر تا فرو خورد — ہر شرک و شک کہ در رہِ الا شود عیاں

بنمود صبح صادقِ دینِ محمدی — ہیں در شناش باش چو خورشید صد زباں

دندانہای تاج بقا شرع مصطفےٰ ست — عقل آفرینش از بنِ دنداں کند بیاں

ہر داستاں کہ آن ثنای محمدی ست — دستان کلِ ہناں شمر آں را نہ داستاں

آں جا کہ دم کشاد سرافیل دعوتش — جاں باز یافت پیر سر اندیب در زماں

وانجا کہ کوفت دولتِ او کوس لا الٰہ — آواز قد صدقت برآمد ز لا مکاں

آں شاہدِ بعمرک شاگرد فاستقم — مخصوص قم فانذر و مقصود کن فکاں

آدم بگاہوارۂ او شیر خوارۂ — ادریس ہم بمکتبِ او گشتہ درس خواں

در دین شفائی علتِ عالم برائی حق — زی حق شفیع زلتِ آدم پی جناں

ہم عیب را بعالمِ اسرار پردہ پوش — ہم غیب را نہ عالمِ اسرار ترجماں

او سرو جویبار الٰہی و نفس او — چوں سرو در طریقت ہم پیر و ہم جواں

او آفتاب عصمت و از شرم ذوالجلال — نفگندہ بر بیان قلم سایۂ بناں

مہ را دو نیم کردہ بدستِ چو آفتاب — سایہ نہ بر زمینش و از ابر سایہ باں

گہ با چہار پیر زباں کردہ در دہن — گہ با دو طفل در دہن کردہ ریسماں

مہر آزمای مہرۂ بازوش جان و عقل — حلقہ بگوشِ حلقۂ گیسوش انس و جاں

حبل الٰہ است معتکفاں را دو زلف او — ہم روز عید و ہم شب قدر اندرو نہاں

قدرش حروفیست بریں سقف لاجورد — فرش رفوگریست بریں فرش باستاں

بر بام سدره تا در ادنیٰ فگنده رخت — روح القدس دلیلش و معراج نردباں

جبرئیل هم به نیم ره از بیم سوختن — بگذاشته رکابش و برتافته عناں

آنجا شده بیکدم و کز بهر باز گشت — زانجا هزار سال رهش بود تا جهاں

جنت ز شرم طلعت او گشته خارپشت — دوزخ ز گرد ابلق او گشته گلستاں

خورشید بر عمامهٔ او بر فگنده تاج — بر جبیں بر رداش فدا کرده طیلساں

خواهی که پنج نوبت الصابریں زنی — تعلیم کن ز چار خلیفه طریق آں

از صادقیں وفا طلب از قانتیں ادب — والمنفقیں حیا و ز مستغفریں بیاں

همچوں درخت گندم باش از برای فرض — گر راست گه خمیده و جاں بسته بر میاں

گه در سجود باش چو در مغرب آفتاب — گه در رکوع باش چو بر مرکز آسماں

از جسم بهتریں حرکاتی صلوٰة داں — وز نفس بهتریں سکناتی صیام داں

یارب دل شکسته و دین درست ده — کانجا که ایں دو نیست و بالیست بیکراں

خاقانی از زبان بفضل تو در گریخت — او را اماں ده از خطر آخر الزماں

زاں پیشتر که اجل ز جهاں وارهاندش — از ننگ نحس خانهٔ شروانش وارهاں

گر خواندهٔ سعادت عقلیش رد مکن

ور دادهٔ موئث دنیاش داستاں

فی مدح خاقان الاعظم شاه اخستان منوچهر بصنعت فی المطلع

درکام صبح از ناف شب مشک است عمدا ریخته — زرین هزاران نرگسش بر سقف مینا ریخته

صبح اسپ گلگون تاخته شمشیر بیرون آخته — هر شب شبیخون ساخته خونش بعمدا ریخته

کیمخت سبزه آسمان دارد ادیم بیکران — خون شب است آن سگیمان بر طاق خضرا ریخته

صبح آمده زرین سلب نوروز نوراهان طلب — زهره شکاف افتاده شب زهره صفرا ریخته

شب چاه بیژن بسته مشرق گشاده زال زر — خون سیاوخشان نگر بر خاک و خارا ریخته

مستان صبوح آموخته در می فتوح اندوخته — می شمع روح افروخته نقل مهیا ریخته

رضوان قدح خم خانها حوض جنان پیمانها — کف برکده در دانها از عقد جوزا ریخته

زرع از شبستان حرم میوه ز بستان ارم — گردد ز بستان کرم شیر مصفا ریخته

زر آب دیدی می نگر می برده آب کار زر — ساقی بکار آب در آب محابا ریخته

یادام ساقی مست خواب از جرعه شادان خراب — از دستها جام شراب افتاده صهبا ریخته

مرغ صراحی کنده پر برداشته یک نیمه سر — وز نیم منقار دگر یاقوت حمرا ریخته

هین جام رخشان در دمید زاده جان در رسید — آن پیر دهقان در دمید از شاخ برنا ریخته

سرمست عشق سرکشی خاکستری در آتشی — در ششدری عذراوشی حد خصل عذرا ریخته

زردست از دست جهان در پای پیل افتاده‌ها — ما زیر پای دوستان زر پیل بالا ریخته

خورده برسم مصطبه می در سفالین مشربه — قوت مسیحه یک شبه از پای ترسا ریخته

طاق ابروان امش گزین در چشم طاق جفت کین پر زخمهٔ سحرآفرین شکر ز آوار ریخته
چنگی طبیب بوالهوس بگرفته زال راجس ز اصلع سری کش هر نفس هوئیت در یار ریخته
ربعی نموده پیکرش خطهای مسطر در سرش ناخن بران خطها برش وقت محاکار ریخته
چنگی یکی پیر نزار او ایه آورده به زار چون تن در انده هر غرا ابه آیی بهر جار ریخته
در هشت تا بر بط نگر جانرا بهشت هشت در هر تار از و طوبی شمر صد میوه هر تار ریخته
وان نی چه مار بی زبان سوراخها در استخوان هم استخوانش سرمه دان هم گوشت هعضار ریخته
دان چون هلالی چوب دف شیدا شده خم کرده کف یا خون ساقی را بکف از حلق شیدار ریخته
در پوست آهو چنبرش آهو سرینی هم برش مذکور و آهو در برش صید آشکار ریخته
کاسه ریاب از شعر تر بر نوش قول کاسه گر در کاسهٔ سرها نگر زان کاسه حلوار ریخته
دادی زو رهای دری لال دلها مشتری خاقانی اینک جوهری دریای بیضار ریخته
ابر دری را از قلم در رشتهٔ جان کرده خم پس باز نگشاده زهم بر شاه والار ریخته
زهره غزلخوان آمده در زیر دستان آمده چون زیر دستان آمده بر شه ثیار ریخته
خاقان اکبر کز شرف هستش سلاطین در کنف باران جود از ابر کف شرقا و غربار ریخته

ایضا در مدح جلال الدین اختسان بصنعت فی المطالع

عیدست پیش از صبحدم فرده بخمار آمده بر چرخ دوش از جام جم یک نیمه دیدار آمده
عید آمد از خلد برین شد شحنهٔ روی زمین هان ماه نو طغراش بین امروز بر کار آمده

کردہ دراں خرم فضا صید گوزناں چند جا — شاخ گوزن اندر ہوا اینک نگونسار آمدہ
پرچم ز شب پرداختہ از طاس پرچم ساختہ — بیرق ز صبح افراختہ روزش سپہدار آمدہ
بر چرخ بکشادہ کمیں داغش نہادہ بر سریں — ہاں عین عید اینک ببیں بر چرخ دوار آمدہ
عہد ہمایوں فر نگر سیمرغ زریں پر نگر — ابروی زال زر نگر بالای کہسار آمدہ
از گرد راہش آسماں تر مغز گشتہ آں چناں — کز عطسۂ مغزش جہاں پر مشک تاتار آمدہ
گیتی ز گرد لشکرش طاؤس بستہ زیورش — در شرق رنگیں شہپرش در غرب منقار آمدہ
پی کم کناں سی شب دواں از چشم قرباں نہاں — دزدیدہ در کوی مغاں نزدیک خمار آمدہ
ساقی صنم پیکر شدہ یاد صلیب آور شدہ — قندیل از و ساغر شدہ تسبیح زنار آمدہ
ہر پی ز کویش عنبری ہر می ز بویش کوثری — ہر خوی ز رویش عبہری بر برگ گلنار آمدہ
ریحان روح از بوی می جاں از فتوح از روی می — بزم صبوح از خوی می فردوس کردار آمدہ
می عاشق آسا زردیہ ہمرنگ اہل دردیہ — درد صفا پروردیہ تلخ شکربار آمدہ
خورشید رخشانست می زاں دردلرزانست می — جو جو ہمہ جانست می فعلش زدوار آمدہ
آں جام جم پروردکو آں شاہد رخ زرد کو — آں عیسی ہر درد کو تریاک بیمار آمدہ
می آفتاب زرفشاں جام بلورش آسماں — مشرق کف ساقیش داں مغرب لب یار آمدہ
در ساغر آں صہبا نگر در کشتی آں دریا نگر — بر خشک و تر صحرا نگر کشتی برفتار آمدہ
مطرب بچہ طوطی لبو الہوس انگشت لب در کار بس — از سینہ بربط نفس در حلق مزمار آمدہ
آں آبنوسی شاخ ہیں تار شکم سوراخ ہیں — افسونگر گستاخ ہیں لب بر لب مار آمدہ

بربط چو عذرا مریمی کابستنی دارد همی — از درد زادن هردمی در نالهٔ زار آمده
نالان رباب از عشق می سینه بسته دست وی — بر ساعدش چون خشک نی رگهای بسیار آمده
آن خنگ ازرق ساز بین از رشته در منقار بین — در قید گیسو تار بین پایش گرفتار آمده
آن لعب ورق گرد آن نگر در نقش کارستان نگر — وان چار صف حیوان نگر باهم به پیکار آمده
کبکان بآهنگ زیر و بم چنان سجع آورده هم — کان حلق مار کشان ز دم تا سینه افگار آمده
راز سلیمانی شنو آن داغ روحانی شنو — اشعار خاقانی شنو چون در شهوار آمده
صفهای مرغان کن نگه در صفهای بزمیان — چون عندلیبان صبحگه فضال گلزار آمده
وان کوس عیدی بین توان بر درگه شاهجهان — مانند طفل لوح خوان در درس تکرار آمده
جام و می رنگین بهم صبح و شفق را بین بهم — تخت و جلال الدین بهم کیخسرو آثار آمده
شروان شه سلطان فشان افسر گه زرفشان — دستش سحاب درفشان چون لعل دلدار آمده

المطلع الثانی

ای بادل سودائیان عشق ترا کار آمده — مژگان غمزت را بجان دلها خریدار آمده
آئینه بردار و ببین آن غمزهٔ سحر آفرین — باز هر پیکان در کمین مژگان خونخوار آمده
تو بادی و من خاک تو تو آب و من خاشاک تو — با خوی آتشناک تو صبر من آوار آمده
گیرم که ندهی داد من ور نیاری یاد من — بشنو شب فریاد من داغ شب تار آمده
ای خون من در گردنت پیچ فریاد آوردنت — در دست زود آزردنت جانم بازار آمده

هم خوابِ خرگوشم دهی خارِ جگر سوزم نهی — ای از تو آغوشم تهی خوابم همه خار آمده

خاقانی و درد نهان خون دل از ناخن روان — وز ناخن غم هر زمان مجروح رخسار آمده

او بلبل استاد بستان طبعش چو شاخ گلستان — در مجلسِ شاه اخستان لعل و زرش بار آمده

المطلع الثالث

مهر است بازرین صدف خرچنگ را بار آمده — خرچنگ تا پرواز تف پروانه تا بار آمده

بیمار بوده چرم خور سرطانش آماده زور و فر — معجون سرطانی نگر داروی بیمار آمده

آن کعبهٔ محرم نشان آن زمزم آتش نشان — در کاخ مه دامن کشان پای همه پر خار آمده

هر سنگ را از ساحری کرده صبا میناگری — از خشت زر خاوری میناش دینار آمده

شمع روان بین در هوا آتش فشان بین در هلو — بر کرکسان بین در هوا پرواز دشوار آمده

خورشید زرین دهر بین صحرای آتش چهره بین — در مغز افعی مهره بین چون دانهٔ نار آمده

روی سپهر چنبری بگرفته زنگ از عنبری — بر آئینهٔ اسکندری خاکستر انبار آمده

هر فرش سقلاطون که مه صباغ او بوده سه مه — از آتش گردون سیه چون زاغ قصار آمده

آفاق را از جرم خور هم قرص و هم آتش نگر — هم مطبخ و هم خوان زر هم میده سالار آمده

گر بلبل بسیار گو مست از فراق گل گلو — گلگون صراحی بین در و بلبل بگفتار آمده

گرمی دهی هم زو رج ده کین وقت می فرزج به — با می گلاب ناب ده چون اشک احرار آمده

کافور خواه و بید تر در خیش خانه باده خور — با ساقی فرخنده فر زو خانه فرخار آمده

ما ورد و ریحان کن طلب توزی گلستان کن سلب — در حی گلستان کن دو ولب آنجا که این خار آمده
گه گه کن از باغ آرزو آن آفتاب زرد رو — پیرا انیش در ماه نو هر سال یک بار آمده
چرخ از سموم گرم که زاده وبا هر چاشتگه — در فع وبا را جام شه یاقوت کردار آمده
تریاک الله چهر ملک پور منوچهر ملک — با طاعن مهر ملک طاعون سهراوار آمده
خاقان اعظم چون پدر شاه کیان همچون پدر — فخر دو عالم چون پدر روز عالمش علار آمده
گردون روان در کار او چون سایه در زنهار او — خورشید در دیدار او چون ذره دیدار آمده
از بوس لبهای سران بر پای اسپ اخستان — از نعل اسپش هر زمان یاقوت مسمار آمده
عدلش بدل اسلامیان شده کاقلیمها یکسان شده — سنقر بهندستان شده طوطی ببلغار آمده
رایش چو دست موسوی در ملک سامان تو ئی — دادش چو باد عیسوی تعویذ انصار آمده
شمشیر او قصار کین شسته بخون روی زمین — پیکان او خیاط دین دل دوز کفار آمده
سام نریمان چاکرش رستم نقیب لشکرش — هوشنگ هارون درش جم حاجب بار آمده
مردان علوی هفت تن درگاه او را بوسه زن — خصمان سفلی چار تن پیشش پرستار آمده
با تیغ گردون پیکرش گردون شده خاک درش — وزرای گیتی داورش گیتی نمودار آمده
با دولت شاه اخستان منسوخ دان هر داستان — کز خسروان باستان در صحف اخبار آمده
تیرش که دستان ساخته زور جم شیطان ساخته — عقرب ز پیکان ساخته تنین ز سوفار آمده
هم تیر او بر تیر او پر پری در صفدری — تیغش چو تیغ حیدری از خلد اسرار آمده
او نور سید خواهانش خاک از ظلمت خاکی چه باک — آنرا که حصن جان پاک از نور انوار آمده

اشعار مشتی باز پس رانده بکین او نفس — پیکانش چون پر مگس در چشم اشرار آمده
ناکرده مکر ملحدیان جان محمد را زیان — چون عنکبوتی در میان پروانهٔ غار آمده
ای خانه دار ملک و دین تیغت حصار ملک و دین — بهر عیار ملک و دین رای تو معیار آمده
پیشت صف بهرامیان بسته غلامی را میان — در خانهٔ اسلامیان عدل تو معمار آمده
ای چنبر گوست فلک کرده زمین پست فلک — وز خصم منحوست فلک چون بخت بیزار آمده
نیکان ملت را بدین باد تو تسبیح مهین — پیکان نصرت را بکین عزم تو هنجار آمده
از مدح تو اشعار من رونق فزا در کار من — دولت ازین در بار من با بخت بیدار آمده
من جان سپار مدح تو صورت نگار مدح تو — با آب کار مدح تو از نظم ابکار آمده
بادت ز غایات هنر بر عرش رایات خطر — مد شانت آیات ظفر از فضل دادار آمده
تا پیچ فلک فرمانت را در یال ملک پیوست را — سرهای بدخواهانت را هم رمح تو دار آمده
امروز احرار زمن خوانند هم استاد سخن — صد عنصری در پیش من شاگرد اشعار آمده
لاف از دوت اسلام را فال از مدت ایام را — تا ابلق پدرام را زیر چرخ مضمار آمده

این قصیده علیه التحفة الحرمین و حسبة الثقلین خوانده پیش حضرت علیا الکعبه اتفاق افتاد

صبح خیزان بین که صدر کعبه مهمان آمده — جان عالم دیده و در عالم جان آمده
آستان خاص سلطان سلاطین داده بوس — پس ببار عام پیش صفه مهمان آمده
کعبه بر کرده عرب دار آتشی کز نور آن — شب روان در راه منزل منزل آسان آمده

کعبہ استقبال شاں فرمود ہم در بادیہ — پس ہمہ رہ باہمہ لبیک گویاں آمدہ
شب رواں چوں کرم شب تاب در صحرای ہمہ — خفتگاں چوں کرم خر زندہ بزنداں آمدہ
کعبہ بر خوانی نشاندہ فاقہ زدگاں را بخواب — کز نیاز آنجا سلیماں مور آں خواں آمدہ
بر سرِ آں خوان عزت نسر طائر دان مگس — بلکہ پرِ جبرئیل آنجا مگس راں آمدہ
از برای خوان کعبہ ماہ در ماہی دو بار — گاہ سیمیں نان وگہ زریں نمکداں آمدہ
رستہ دندان نیاز آنجا و پیر بہشت خلد — از بنِ دندان طفیل ہفت مرداں آمدہ
پیش رنداں از در سلطاں بدستِ خاصگاں — دوستگانی سر بمہرِ خاص سلطاں آمدہ
مصطفٰے استادہ خوان سالار و ضیوف الشت دار — ہدیۂ دنداں مزد خاص و عام یکساں آمدہ
ہم خلال از طوبی و ہم آبدست از سلسبیل — بلکہ دست آبِ ہمہ تسنیم رضواں آمدہ
آسماں آوردہ زریں آبدستاں زافتاب — پشت خم پیشِ سراں چوں آبدستاں آمدہ
خضر چلابی بدست از آبدستِ مصطفٰے — کوست ظلماتِ عرب را آب حیواں آمدہ
فاقہ پروداں چو پاکانِ حواری روزہ دار — کعبہ ہمچوں خوان عیسٰی عید ایشاں آمدہ
یوسفاں در پیش خوان کعبہ صاعمتانِ چنانکہ — پیش یوسف قحط پروردان کنعاں آمدہ
خوان کعبہ ہشت خوانِ خلد را ماند کہ ہست — چار جوی او بجای سبع الوان آمدہ
بر سرِ آں خوانِ دل پاکاں چو مرغانِ بہشت — نیمۂ گویا و دیگر نیمہ پریاں آمدہ
کعبہ در نرد بیچ ہمچوں تخت نرد مہرہ باز — کعبتین تنہا و نرّاد انسی و جاں آمدہ
نقش یک تنہا بروی کعبتیں پیدا شدہ — پس شش و پنج و چہار و سہ و پنہاں آمدہ

هر حسابی کرده بر حق ختم چوں زد ز یاد / هر که شش پنجی زده یک بر سر آں آمده

عالماں چوں خضر پوشیده برهنه پای سر / لعل پیشیاں هم سر تاج خضر خاں آمده

صوفیاں را کوه پر آب زندگانی چوں خضر / همچو موسی در عصا شاں جان ثعباں آمده

هو و هو گویاں مریداں هو که هوا اندر رهاں / چوں صدف تن غرق اشک و سینه عطشاں آمده

راه ایشاں گه الف چوں سوزنِ عیسی شده / گاه ها چوں حلقه زنجیرِ مطراں آمده

آتشیں حلقه ز بادا فسرده و جسته ز حلق / رفته ساقِ عرش را خلخال پیچاں آمده

زاه شاں یک نیمه مسمار در دوزخ شده / باز دیگر نیمه طوقِ حلق شیطاں آمده

آں مربع خانه لنور راز خروشِ صادقاں / چوں مسدس خانِ زنبوراں پر افغاں آمده

کعبه همچوں شاه زنبوراں همانجا معتکف / عالمی گردش چو زنبوراں غریواں آمده

چوں مشبک شام زنبوراں ز آهِ عاشقاں / بس دریچه کاندریں نه بام ایواں آمده

آفتاب اشتر سواری بر فلک بیمار تن / در طوافِ کعبه محرم دار عریاں آمده

خونِ قرباں رفته در زیر زمیں تا پشت گاو / گاو بالای زمیں از بهر قرباں آمده

بر زمیں الحمد بد خوں حیواں لست نقش / بر هوا تسبیح گویاں جانِ حیواں آمده

کعبه در نافِ زمیں بهتر سلاله است از شرف / کاندر ارحام وجود از صلب فرماں آمده

کعبه خاتون دو کون او را دریں خرگاه سبز / هفت بانو بیں پرستانِ شبستاں آمده

صبح و شام او را دو خادم عنبر و کافور نام / ایں ز روم آں از حبش سالار کیهاں آمده

خال مشک از روی گن هم گون خاتونِ عرب / عاشقاں را آرزو بخش و دل استاں آمده

مهر و ماه اوراد و طفلانند اینک هر دو را — گاهواره بابل و مولد خراسان آمده

روی گندم گون او بوده تصاویر بهشت — آدم از سودای گندم زان پریشان آمده

کعبه صرافی دوکانش نیم بام آسمان — بر یکی دستش محک زر ایمان آمده

بر محک کعبه کو جنس بلال آمد به نگ — هر کرا زر بولهب رو نیست شادان آمده

بر سیاهی سنگ اگر زرت سپید آید نه سُرخ — زان سپیدی دان سیاهی زری دیوان آمده

سنگ زر شیر نگ لیکن صبح وار از راستی — شاهد هر بچه کز خورشید درکان آمده

در سیاهی سنگ کعبه روشنائی بین چنانکه — نور معنی در سیاهی حرف قرآن آمده

زمزم انگه چون دهانی آب حیوان در گلو — وان دهان را سیم لب چون سین دندان آمده

پیس عیسی دم چه زمزم صلیب و لوح چرخ — سرنگون بی آب چون چاه زنخدان آمده

مصطفی کحال عقل و کعبه کان شفا است — عیسی آنجا کیست هاون کوب دکان آمده

عیسی انگه پیش کعبه بسته چون آخر میان — چادری کان دست ریسی دخت عمران آمده

کعبه را از خاصیت پنداشته عود الصلیب — کز دم ابن الله او را ام صبیان آمده

الله عالقش همزه مسمار و الف داری شده — بر چنین داری ز عصمت کاف و ها خوان آمده

گر حرم خون گریه از غوغای مکه حق او ست — کز فلاخن شان فراز کعبه غضبان آمده

بر خلاف عادت اصحاب فیل ست ای عجب — بر سر مرغان کعبه سنگ باران آمده

مکیان چون ماکیان هم بر سر خود کرده خاک — کز خروس فتنه شان آواز خذلان آمده

بو قبیس آرامگاه انبیا بوده مقیم — باز غضبان گاه اهل بغی و عصیان آمده

کرده عیسی بامی از بالای کعبه چنبری
واندرو هشتی یهودی رنگ قتان آمده

زده بی نام از جلال کعبه معر کیم صفت
خیبر و آذون که عیسی کرده ویران آمده

من بچشم خویش دیدم کعبه را از زخم سنگ
اشکبار از دست مشتے تا بسامان آمده

کرده روح القدس پیش کعبه پر بارا حجاب
تا برو آسیب سنگ اہل طغیان آمده

بوقبیس از شرم کعبه رفته در زلزال خوف
کعبه را از روی ضجرت رای نقلان آمده

کعبه در شومی عرب چون قطب در تنگی صدف
یا صدف در بحر ظلماتی گرد کان آمده

کعبه قطب ست و بنی آدم بنات النعش دار
گرد قطب آسیمه سر شیدا و حیران آمده

کعبه هم قطب ست و گردون است چون دستاس زال
صورت دستاس بین بر قطب دوران آمده

کعبه روغن خانه دان زنز و شب گاو خراس
گاو دیسه گرد روغن خانه گردان آمده

کعبه شمع و روشنان پروانهٔ و گیتی لگن
بر لگن پروانه را بین مست جولان آمده

کعبه گنج ست و سیاهان عرب ماران گنج
گرد گنج انگه صف ماران فراوان آمده

کعبه شان شهد و کان زر دستست ای عجب
خیل زنبوران و موران نگهبان آمده

فی مدح فخر الدین منوچهر و خاقان الاعظم اختسان بصنعت فی المطالع گوید

پیش که صبح بر درد شقهٔ چتر عنبری
خیز مگر به برق می برقع صبح بر دری

پیش که غمزه زن شود چشم ستارهٔ سحر
بر صدف فلک رسان خندهٔ جام جوهری

ساخت فرو کند ز اسپ آئینه بند و آسمان
صبح قبا زره زند ابر کند زره گری

برکش تیغ غم زدل پیش که صبح برکشد　　این خوشش هزار تیغ از سر چرخ چنبری

زانکه برهنگی بود زیور صبح تیغ وش　　صبح برهنه می کند بر تن چرخ زیوری

گاه چو حال عاشقان صبح کند ملوّنی　　گه چو حلی دلبران هر نفس کند نواگری

چون بصبوح بلبله قهقهه کرد و خنده‌ئی　　خنده کند نه قهقهه صبح چو نوگل طری

روز بروزت از فلک تحفه‌ئی دو صبح میرسد　　صبح سه گرد دار بکف جام صبوح آوری

نوبر صبح یکدم است زینت شنگرف گر دهی　　داد می که میدهد صبح دمت بنوبری

فرض صبوح عید را گر تو بخواب فوت شد　　چاره اگر قضا کنی تا شب صبوح نشتری

نیست ز نامده خبر وز دم رفته حاصلی　　حاصل وقت را نگر تا دم رفته ننگری

عمر پل است رخنه سر جاده سیل پل شکن　　کوش که نارسیده سیل از پل رخنه بگذری

آنکه غم جهان خورد کی خورد از حیات بر　　بس تو غم جهان مخور تا ز حیات برخوری

آهو کاسگان تو ام می خور و گرگ مست شو　　خواب پلنگ نه ز سر گرچه پلنگ گوهری

برگ می صبوح کن سر که فروختن که چه　　گرچه ز خواب جسته خوش ترش و گران سری

خواب تو می نشاندم بر سر آتش هوس　　کان همه مشک بر سرت وین همه مغز راتری

شو بگلاب شاک من خواب جهان ز عبهر است　　تا بدو لاله درکشی جام گلاب عبهری

هم بگلاب لعل بر درد سرم که از فلک　　با همه درد دل مرا درد سر است بر سری

برق توئی و بید من سوخته تو ام کنون　　سوخته بید خواه اگر راوق عید پروری

بر غیب دو دُم خوره خیز و در کاب باده ده　　چون دُمش از مطوقی چون شبیش ز احمری

رقص کناں نگر خورده لعل عنب چو روی تو — طوق کشان سر دمش چوں خط تازه مغبری
منظری که از فلک خوانچه زر بر آیدت — خوانچه کن چمانه کش خوانچه زرچه میبری
خون جگر نخوردهٔ از سر خوانچهٔ فلک — عمر تو می خورد تو هم در غم خوانچه زری
گردهٔ چرخ چه بچه دیده و آزمودهٔ — گرده بجور جور تست هم بجوال اوری
درده ازاں چکیده خون آبلهٔ تن رزاں — کابلهٔ رخ فلک برده عروس خاوری
تیره شد آب اختراں ز آتش روز میکند — برد رجات خطِ جام آب چو آتش اختری
چرخ کبود جامه بیں ریخته اشکها ز رخ — تا تو ز جرعه بر زمیں جامهٔ عید گستری
از بس زر اختراں کامده بر محک شب — رفت سیاهی از محک ماند سپید پیکری
آں می و جام بیں بهم گوئی دست شعبده — کرده ز سیم ده دهی حقهٔ زر شش سری
در کف ساقی از قدح حقهٔ لعل آتشیں — در گلوی قدح ز کف رشتهٔ عقد عنبری
ساقی بزم چوں پری جام بکف چو آئنه — او نه رمد ز جام اگر ز آئینه می رمد پری
در کف ساقیان بزم آب ز رست گاو زر — آتش موسویست آں در بر گاو سامری
از قطرات جرعها ژالهٔ زرد ریخته — یافته چوں رخ فلک پشت زمین مجدری
دختر آفتاب وه در تتق سپهر گوں — گشته به زهرهٔ فلک حامله هم بد اختری
کرده بجلوه کردنش باد مسیح هر پیے — کرده بنقش بستنش نار خلیل آزری
مطرب سحر پیشه بیں در صعود آسمانے — آتش و آب و باد و گل کرده بهم ز ساحری
بربط اعجمی صفت مست غوباتش دو دهاں — از سر زخمه ترجماں کرده بتازی و دری

نای عروسی از حبش دختی ز پیش و پس — تاج نهاده بر سرش از نی وقند عسکری
چنگ برهنه فرق را پای پلاس پوش بین — خشک رگی کشیده خون نالکنان ز لاغری
دست رباب و سر بکی بسته بده رسن گلو — زیر خزینهٔ شکم کاسهٔ سر ز مضطری
چنبر دف شکارگه ز آهو و گور و یوز و سگ — لیک بهیچ وقت از و هیچ شکار لشکری
روز رسید محرماں عید کنید زیں سبب — روز چه محرماں زده لاف سپید چادری
در عرفات بختیاں بادیه کرده پی سپر — ما و تو بسپریم هم بادیهٔ قلندری
در عرفات عاشقاں بختی بے خبر توئی — کانک ز بارکش تری گز همه پنجه تری
دی بنماز دیگری موقف اگر تمام شد — چون تو صبوح کردهٔ مرد نماز دیگری
در سوِ مشعر الحرام آمده اند محرماں — محرم می شویم ما میکده کرده مشعری
در بنما خورد زمیں خون حلال جانوراں — ما بخوریم خون رز تا برسد بجانوری
هر که کبوتری کشد هم بثواب در رسد — خیز به بر گلوی دن کو کندت کبوتری
سنگ فشاں کنند خلق از پی دیں بحیرہ ور — تا همه جاں فشاں کنیم از سر زلف سعتری
در بطواف کعبه انداز سر و پای سر زناں — ما و تو و طواف دهر از سر دل ز سرسری
در همه سنگ کعبه را بوسه زنند حاجیاں — ما همه بوسه گه کنیم از سر زلف سعتری
کوی مغاں و ما و تو هر سر سنگ کعبهٔ — دُرد تو کرده زمزمی دست تو کرده ساغری
طاعت ماست باگنه گز پی نام در خورد — روی سپید جامه را داغ سیاه گازری
کعبه رسد به زاهداں دیر با سبو کشاں — بخشش اصل داں همه ما و تو از میاں بری

زہد شما و فسق ما چوں ہمہ حکم داورست | داورتاں خدای لیس اینہمہ چیست داوری
گر حج و عمرہ کردہ اند از در کعبہ رہرواں | ما حج و عمرہ میکنیم از در خسروی سری
خاطر افضلی ازاں کعبہ شناس شد کہ او | در حرم خدائگاں کرد بجاں مجاوری

المطلع الثانی

ماہ بماہ میکند شاہ فلک کدیوری | عالم فاقہ بردہ را توشہ دہد توانگری
مائدہ ساز و از برہ بر صفتِ توانگراں | بزرگری کند بگاو از قبل کدیوری
موسی و سامری شود گاو و برہ بپرورد | آب خضر بر آورد و ز ائنہ سکندری
بنگہ تیر از و شود روضہ صفت بتازگی | خرگہ ماہ از و شود خلد وش از منوری
چوں بدہاں شیر در خشم پلنگ آورد | روی زمیں شود ز تف پشت پلنگ بربری
تیز تر از کبوتری برج بہ برج می پرد | بیضۂ زہرہ می نہد در بدر از سباب پری
ہر سہ مہ بہ برج نو بچۂ نو بر آورد | یکسرہ برج او شود قصر دوازدہ دری
از ہمہ کشتۂ فلک دانۂ خوشہ خورد بس | چوں سوی برج خوشہ رفت از سر برج آذری
از سرِ خوشہ ناگہش داس شکست در گلو | گرد رگ گلوش را از سر داس نشتری
گوئی ازاں رگِ گلو ریختہ اند در رزاں | اینہمہ خوں کہ میکشند آتشی معصفری
باز چو زر خالصش سخت ترازوی فلک | تا حلی خزاں کند صنعت باد آذری
اندرپی صنع زرگری کورۂ گرم بر بود | کورۂ سرد شد فلک دیں ہمہ صنع زرگری

گر ہمہ ترازوئی زر خلاص در خورد　　خور بترازوئی فلک ہست چو زر بدخوری
ورنہ ترازو و فلک زرگر قلب کار شد　　نقد عراق خول کند زر خلاص جعفری
عید رسید و مہرگان یاد و جنیبہ پر اثر　　ہر دو جنیبہ یک عنان در گرو تگاوری
شاہ طغان چرخ بین ماہ و غلام نوروشب　　کین قرهٔ سنقری کند وان دگر آقسنقری
شاہ چو مریم از صفت عیسی نہ مہ به بر　　کرده بسان مریمش نفخهٔ روح شوہری
عیسی خرد را کند تابش ماہ دایگی　　مریم عور را کند برگ درخت معجری
میوه چو بانوی ختن در پس حجلہای زر　　زاغ چو خادم حبش پیش دوان بچاکری
تا کہ ترنج را خزان شکل جذام داد بر　　در یرقان شده است زانچو ترنج زعفری
نخل بجنبش آمده گر نہ یہود شد چرا　　پارهٔ زرد بر کتف دوخت بان مشہری
سیب چو مجمری ز زر خردهٔ عود در میان　　کرده برای مجمرش نار کفیده اخگری
مہ چو مشاطه کان زده بر رخ سیب خالہا　　سیب برہنہ ناف بین نافه دم از معطری
خال ز غالیه نہد نرگس روی سیب را　　خال ز خون نہاده ماہ زینت مشاطه فری
خم چو پری گرفتهٔ یافته صرع و کرده کف　　خط معرمان شده برگ رز از فر عفری
نار ہمہ دل و دہن دل ہمہ خون عاشقی　　سیب ہمہ رخ و ذقن رخ ہمہ خال دلبری
سار بشاخسار بر زنگی چارپاره زن　　خنده زنان چو زنگیان بر زری اغبری
در بن بید بن نگر لشکر مور صف زده　　گرد لوای سام بین موکب خام لشکری
گرچہ درخت ریخت زر ور چہ ہوا فشاند در　　ہم نرسد بجود شان با کف شہ برابری

خسرو ذوالجلالتین از ملکی و سلطنت — مستحق خلافتین از یلواج و تنگری

قامت صاحب افسراں حلقهٔ افسری شده — برده سجود افسرش با همه صاحب افسری

شاه معظم اختساں آنکه رضا و خشم او — نحس بر زحل شود سعد برای مشتری

ای بحسام نیلگوں یافته ملک یوسفی — بر در مصر قاهره کوفته کوس قاهری

هشت بهشت و نه فلک هست بهای دولتت — دولت یوسفیست را عقل بهفده مشتری

از فلکی شریف تر با شرف مشخصے — از ملکے کریم تر با کرم مصوری

بدر ستاره موکبی مهر فلک جنیبتی — ابر و ورخش را یتی بحر نهنگ خنجری

نوح خلیل حالتی خضر و کلیم قالتی — احمد عرش همتی عیسی روح منظری

خسرو سام دولتی سام سپهر صولتی — رستم زال دانشی زال زمانه داوری

ربع زمین ز درگهت ثلث نهند بعد ازیں — زال سو خط استوا در خط حکمت آوری

عالم نو بنا کند رای تو از مهندسی — کشور نو رقم زند فر تو از موفری

امر تو نطفه افگند بهر سه روح تا کند — هفت محیط دائگی چار بسیط مادری

عدل تو دائگی کند ملک به پرورش چناں — کآتش و آب را دهد با گل و مل برادری

چرخ مدور از شرف عرش مربع از علو — طوف در تو میکنند از پی کسب سروری

خدمت زلف و رخ کنند از پی سنبل و سمن — شانه دراں مربعی آئینه در مدوری

کشتن حاسد ترا در و حد نه بس بود — کو بخلاف جبنتت دارد امید بهتری

روی بهی کجا بود مر ز چیر را که خود — وقت سقوط قو نش صبر خورد سقوطری

در همه پیلهٔ فلک پیلور زمانه را — نیست بسخت خصم تو داروی درد مدبری

خنجر کند نائبت هم به کدوی مغز او — میدهدش مزوری تا رهد از مزوری

تیغ تو صیقل بدی بلکه خطیب ملک شد — دست تو چون عمود صبح آمد و گرد منبری

این مفسر ظفر خاطب اعجمی زبان — ز اعجمیان عجب بود خاطبی و مفسری

قائم پنجم آسمان منتقم ششم زمین — اختر فعل و عقربی آتش و لون عبقری

پایهٔ تخت زیبدت بر سر تاج آسمان — کز سر تخت مملکت تاج ملوک کشوری

تخت حباب شد عدو کرده ز خاک تاج سر — چهره چو تاج خسروان دیده چو تخت جوهری

تاجوران ملک را فخر بگوهرت رسد — تو سر گوهری ترا مفخر تاج گوهری

تا که عروس دولت یافت عروسی از فلک — بهر عماریش کند ابلق گیتی استری

نعل ستور تو سزد حلقهٔ فرج استرت — تاج سر ملک شهی خاتم دست سنجری

چون ز گهر سخن رود در شرف جلال دین — چون اسد و اثیر و خور ناری و نوری و نری

گر گذری کند عدو بطرف ممالکت — زحمت او چه کم کند ملک ترا مقری

گر جنبی ز مغکده بر در کعبه بگذرد — کعبه بلوث کعب او کی فتد از مطهری

پاسخ او بپاسخی باز دهی که در ظفر — ناصر رایت حقی ناسخ آیت شری

ای حرم تو از کرم بیت حرام خسروان — چون سخن من از نکت سحر حلال خاطری

وان کرم است سرگران جان بسپر سگتگین — زین سخن است دل سبک عنصر طبع عنصری

تا بصفت بود فلک صورت دیر عیسوی — محور و خط استوا شکل صلیب قیصری

باد خطاب عیسوی باسگ در گہت چنیں — کافسر دیر اعظمی فخر صلیب اکبری

قصیده

نثار اشک من ہر شب شکر زیر است پنہانی — کہ ہست راز نا شنوئیست با زانوی پشیانی

چو ہم زانو شوم با غم گریباں را کنم دامن — سرم را بر سر زانو کند دامن گریبانی

سرم زاں جفت زانو شد کہ از تن حلقہ پیمایم — دراں حلقہ ترازو دار بیّا عان و جانی

دلم کعبہ ہست تن حلقہ چگونہ حلقۂ کانرا — زبس دندانہ کشتن بینی دہانِ زمر منش خوانی

سر احرامیانِ عشق بر زانو بہ است ایرا — صفا ؤمروہ مرداں سر زانوست گردانی

تو زیں احرام وزاں کعبہ چہ دیدی کز برش حشمت — زکعبہ پوششی دیدست وازاحرام عریانی

شدست آئینۂ زانو بنقش از شانۂ دستم — کہ دارم چوں بنفشہ سر بزانو از پشیمانی

ملخ کردار خوں آلودم از باراں اشک آری — ملخ سر بر سرِ زانوست خوں آلودہ بارانی

ہوا را دست بر بستم خرد را پای بشکستم — زصرافم چہ خواہم کرد نقد انسی و جانی

ہوا خفتہ است بستر کردہ از پہلوی نومیدی — خرد مستنست و بالیں کردہ از بازوی نادانی

ازاں شد پردۂ چشمم بخونِ بکری آلودہ — کہ غم با لعبتانِ دیدہ جفتی کردہ پنہانی

بہ بیں بر روزنِ چشمم عروس روز نظارہ — کہ بیند بچگانِ دیدہ را در رقص جہانی

بہ پیچد آہ من در بر چو ز آتش چنبری وانگہ — رسن وار آتشیں چنبر گرہ گیرد ز پیچانی

بخونِ سادہ ماندہ اشک و خاک سودہ از رخ — مگر رخ لعل پیکانست و اشکم لعل پیکانی

رقوم اشک اگر بینی بجیم و نقطه بر رویم ‌ ‌ رموز غم ز هر حرفی بمد و همزه برخوانی
به بستم حرص را چشم و شکستم آز را دندان ‌ ‌ چو میم اندر خط کاتب چو سین در حرف دیوانی
متاع آمد میان عیسی و من گلشن وحدت ‌ ‌ بجان آن نیمه بخریدم هم از عیسی بارزانی
دل از تعلیم غم پیچد معاذ الله که بگذارم ‌ ‌ که غم پیر دبستانست و دل طفل شبستانی
ازان چون لوح طفلانم بسبرِ خشک و نسوخ ‌ ‌ که دل را نشرهٔ عیدیست ازان پیر دبستانی
شب غمهای من چون شد بصبح شادی آبستن ‌ ‌ شود سامان نقیب من همه برگنج سامانی
فلک چون آتش دهقان سنان کین کشد بر من ‌ ‌ که بر ملک مسیحم هست مساحی و دهقانی
مرا شد گلشن عیسی و زین رشک آفتاب آنکه ‌ ‌ سپهر فرمود دیلم وار و زه پین کرد ها کانی
مرا آئینهٔ وحدت نماید صورت عنقا ‌ ‌ مرا پروانهٔ عزلت دهد ملک سلیمانی
چه جای عزلت و ملکست کانجا ساز همت خوان ‌ ‌ که عنقا مور خوان گشت و سلیمان مرد همخوانی
اگر چون عیسی از خورشید سازم خوانچه زرین ‌ ‌ پر طاؤس فردوسی کند بر خوان مگس رانی
بدست همت از خاطر براکنم غم که سلطانان ‌ ‌ مگس را تها کنند از پر طاؤسان بستانی
نگوئی بر دلست از دهر و بدرست طبع آلوده ‌ ‌ طرب مردم ست از عید و غم بر گاؤ قربانی
دلم را منزلی پیش ست و اپس ماندگان از پیس ‌ ‌ که راهش سنگلاخ ست و سم افگند اسپ پالانی
به هفتاد آب خاک از دل بشویم گرد ظلمت را ‌ ‌ که هفتادش حجب پیش ست هر هفتاد ظلمانی
دل اینجا علتی دارد که نضجی نیست دردش را ‌ ‌ هنوز آن روز نش بسقست و او بیمار بحرانی
هنوز اسفندیار من نرفت از هفتخوان بیرون ‌ ‌ هنوزش در دژ رویین عروسانند زندانی

دلم چون بر نشستن خواست سلطان خرد گفتا — که بر باد هوس منشین که شمع روح بنشانی
ندیدی آفتاب جان در اصطرلاب اندیشه — نخواندی احسن التقویم در تحویل انسانی
نه هرزه است آنچه دیدستی نه عشوه است آنچه خواندستی — نه جهل عالمی نطقی نه قاصد علم یزدانی
بدست شرع لبس طبع میدر گر خردمندی — به آب عقل حیض نفس میشو ار مسلمانی
چو طاؤس ست چه باید لبس اگر بازی هوا گیری — چو خر گوشت چه باید حیض اگر شیر نیستانی
ترا گفتن ازین بازار مگذر خاک بیزی کن — که اینجا ریزها ریزند صرافان ربانی
مقامت خاک بیزی راست تا زرها بدست آری — تو زر در خاک می ریزی و آخر دست میمانی
اگر خواهی گرفت از زیر روزی روزهٔ عزلت — کلوخ انداز را از دیده راوق ریز ریحانی
چه سود از لوح اگر مانند نقطه اولین حرفی — که از روی گرانباری ز ابجد حرف پایانی
اگر یکره نماز مرده خواهی کرد بر گیتی — وضو از آب داماں کن که بس آلوده دامانی
درین علت سرای دهر خر سنگی طینت لبس — چو تسکین ساز او باشد کند درد تو درمانی
بخوان دهر چون دولاب یابی کاسها شسته — که بر دولاب گردون هست کارش کاسه گردانی
عیار دهر کم از رست دیدم ز آتش همت — زرش زلف است چون آتش بلا زر انیست ارزانی
یکشتی ماند این ایام و بادش چرخ سرگردان — باعمی ماند این گیتی و قائد باد آبانی
فلک هم مرکب تن رست کز جولانگه گیتی — عنان بر پاروم دارد ز روی تنگ میدانی
همه دور فلک جور است و تو دام فلک داری — ز پرکار فلک بیرون توانی رفت نتوانی
فلک آشفته بدبختی ست در کار نکوکاران — چو بختی بار بدبختی کش از مستی و حیوانی

اگر با بخت پر مادہ قرین این خلا دوران
تو چون دوران بفحلی ساز کافر فحل دورانی

بهر ناسازی درسازد دل در ناخوشی خوش کن
کہ آبت زیر کاہ است و کمالت زیر نقصانی

بمعلولی تن اندر دہ کہ یاقوت از فروغ خور
سفر جل رنگ بود اول کہ آخر گشت رمانی

چو خورشید و چو ایا شو کہ ویرانها کنی روشن
برہنہ خلعها می بخش اگر خورشید و ایمانی

چو درویشی بدرویشان نظر بہ کن کہ جرم خور
بعوری گرد عور از افنک پوش زمستانی

اگر بر بوی یکرنگی گزیرت نیست از یاران
بیارِ بد قناعت کن کہ بی یار نیست بی جانی

نہ عیسی داشت از یاران کمینہ سوزنی در بر
نہ سوزن شبہ و جالست یکچشم صفاہانی

دگر عنقائی از مرغان زکوہ قاف دین مگذر
کہ چون بے قاف شد عنقا عنا گردد ز نالانی

سلاح از بہر دین بهتر کہ زنبور از پی شهدی
چو کیلی کور دین پوشست تدوین کرد کیلانی

ازان در خرقۂ آدم خشن خوئی کہ در باطن
مرقع وار ابلیسی ملمع کار شیطانی

ترا در رنگ آزادان کجا معنی آزادی
کہ ازرق پوشی چون پیکان خشن سیرت چو سوہانی

ازان بر سر زنندت تیک ہمچون پای پیل ایرا
کہ سندانی و در تہ بیچ شکلِ کعبہ را مانی

زجیب موسوی لافی و بس چون امتِ موسی
نہ اہل تسع آیاتی کہ مردِ سبع الوانی

فرو کن قطع آزادی بر افگن لام درویشی
کہ با لام سیہ پوشان نماند لاف لامانی

یہود آسا غیار دوز بر کتفِ مسلمانان
اگر شان بر در اغیار دین بینی بدربانی

بہ سختی جان سگ میدار تا چون سگ بسارہا
چو سگ در پیش سگساران بلا بہ دم بجنبانی

بنفس پیر زن مانند حضور ناکسان کاول
تو ضنو باطل کند و اخر ندارد نار پستانی

هوا چون خاکپای تو آنز خوک پایگاهست شد　　خراج از دهر فزو می جوی در دلی روی نیستانی
چه باشی مشک سقایان گهی ق وگه استسقا　　نثار افشان هر خان ز کوه استان هر خوانی
عمارت جوی شد طاوس از آن پای گلیس دارد　　ولیکن سربزرگی یافت بوم از جای ویرانی
شبه را کز سیه پوشی بر آمد نام آزادی　　به از یاقوت اطلس پوش داغ بندهٔ فرمانی
نماند آبِ وفا جای مگر در جوی درویشان　　بر آب و دانهٔ ایشان بساز از مرغ ایشانی
چو آزادند درویشان ز آسیبِ گرانباری　　چه محتاجند سلطانان باسبابِ جهانبانی
بدا سلطانیا کو را بود در رنجِ دل آشوبی　　خوشا درویشیا کو را بود گنجِ تن آسانی
پس از سی سال روشن گشت بر خاقانی این معنی　　که سلطانیست درویشی و درویشی ست سلطانی
ز دیوان ازل منشور کاول در میان آمد　　امیری جمله را دادند سلطانی بخاقانی
بخوانِ معنی آرائی براهیمی پدید آمد　　ز پشتِ آذر صنعت علی نجار شروانی
سخن گفتن بکه ختم ست می بینی و می پرسی　　فلک را بین که میگوید بخاقانی بخاقانی
دگر بر احمد مختار خواند این چنین شعری　　ز صدر او ندا آید که قد احسنت حسانی
عراقم جلوه کرد امسال بر لشکرگه سلطان　　که بودش ز آفتابِ خاطرم لافِ خراسانی
چو آواز وفاتِ ناصر الدین در عراق آمد　　من و خاکِ عراق آشفته گشتم از پریشانی
بنالد جان ابراهیم و گرید دیدهٔ کعبه　　برابر ابراهیم ربانی و کعبه صدق ربانی
مرا او بود هم نوح و هم ابراهیم و دیگر کس　　همه کنعان و ناا هلند با نمرود کنعانی
خلافت دار احمد بود و هم احمد نداکردش　　که فاروقِ فریقینی و ذو النورین فرقانی

دل از ہش رفت چوں موسیٰ و تن پیچید چوں ثعبا
کہ مرد آں موسی دستی کہ کلکش کرد ثعبانی

ز قطرانِ شب و کافور روزم حاصل ایں آمد
کا از نم دیدہ کافوریست و ز غم جامہ قطرانی

اگر کافور یا قطراں رہِ زادن فرو بندد
مرا کافور و قطراں زاد داغ و درد پنہانی

دلم مرگِ پسر غم سوخت و در جانم زد آں آتش
کہ ہمیش عرق شریاں گشت و دودش روح حیوانی

سخن در ماتم ست اکنوں کہ من چوں مرکزم از دل
درِ گفتن فرو بستم بمرگ عیسی ثانی

علی را گو کہ غوغای حوادث گشت عثماں را
علی دار از جہاں بگسل کہ ماتم دار عثمانی

وحید ادریسِ عالم بود و لقمانِ جہانِ ما
چو مرگ آمد چہ سودش داشت ادریسی و لقمانی

بیکدم باز رست از چرخ و ننگِ سعد و نحسِ او
کہ ایں تثلیث برجیس ست و آں تربیع کیوانی

